شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کا سفرنامہ

حرمین شریفین

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

نام کتاب : سفر نامہ حرمین شریفین

مؤلف : شیخ الحدیث حضرت مولانا الشاہ جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم

تاریخِ اشاعت : ۴/ جمادی الثانی ۱۴۳۷؁ھ مطابق ۱۴ مارچ ۲۰۱۶؁ء، بروز پیر

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، 92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

انتساب

احقر اپنی اس کاوش کو سیدی و سندی، مرشدی و مولائی، عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم اور اپنے والدین مرحومین اور اساتذہ کرام کی طرف منسوب کرتا ہے، جن کی تعلیم وتربیت اور دعاؤں سے اس کوشش کے قابل ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ

کلمات بابرکات

از

حضرت سید میر عشرت جمیل صاحب دامت برکاتہم

مکرمی حضرت مولانا جلیل احمد اخون زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا مرسلہ سفر نامہ حرمین شریفین کا مسوّدہ شروع سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھا، بس مزہ آگیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید علمی و عملی ترقیات سے نوازش فرمائے اور اس سفر نامہ کو قبول فرمائے اور صدقۂ جاریہ بنائے، آمین۔

احقر میر عفا اللہ عنہ

۲۳ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

۲۹ مارچ ۲۰۱۱ء

عرضِ مرتب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[1]

اللہ تعالیٰ نے اپنی ولایت اور دوستی کا مدار ایمان اور تقویٰ کو بنایا ہے اور تقویٰ کا حصول دو چیزوں پر مبنی ہے، ایک خود گناہ سے بچنے کی ہمت کرنا اور یہ ہمت اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو عطا فرمائی ہے، ورنہ تقویٰ کا حکم نہ دیتے۔ دوسری چیز حصولِ تقویٰ کے لیے صحبت صالحین ہے، جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[2] میں فرمایا۔

سیدی و مرشدی عارف باللہ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ پیر اور مرید اگر دونوں مسافر ہوں تو بہت زیادہ نفع ہوتا ہے، کیوں کہ دونوں غریب الوطن اور مستحق رحمتِ الٰہی ہوتے ہیں۔

احقر نے پہلا سفر حضرت والا کے ساتھ برما، بنگلہ دیش کا کیا تھا، جس کے حالات وواقعات اور حضرت والا کے ارشادات و ملفوظات "سفر نامہ رنگون وڈھاکہ" کے عنوان سے مرتب کیے تھے، اللہ تعالیٰ نے اسے خوب شرف قبولیت بخشا اور اس کے کئی ایڈیشن چھپ کر تقسیم ہو چکے ہیں اور سالکین راہِ خدا

---

[1] الانفال:۳۴

[2] التوبۃ:۱۱۹

کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوئے ہیں۔ گزشتہ حج پر جنوبی افریقہ کے ایک عالم جو ہجرت کر کے مدینہ شریف آئے ہوئے ہیں، وہ منیٰ میں خصوصیت سے ملنے کے لیے تشریف لائے، انہیں "سفر نامہ رنگون وڈھاکہ" ملا تھا، انہوں نے بتایا کہ مجھے اس کتاب سے بے حد نفع ہوا، اس کے مطالعے نے میرے کتنے اشکالات کو حل کیا اور گتھیلوں کو سلجھایا، اب میں اسے ہر وقت اپنے سرہانے رکھتا ہوں۔ اسی طرح کی بیسیوں دوستوں سے نفع اور فیض کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔

۱۹۹۹ء میں حضرت والا کے ساتھ حرمین شریفین کا سفر ہوا، یہ حضرت والا کا حالتِ صحت میں آخری سفر تھا، یہ سفر بھی بڑا عجیب وغریب تھا، حرمین شریفین کے پر انوار وبابرکات ماحول میں حضرت والا کے فیض وصحبت سے بہت نفع ہوا۔

اس سفر سے واپسی کے بعد ہی سے سفر نامہ کو مرتب کرنے کا خیال دامن گیر تھا، لیکن اپنی کاہلی وسستی اور عدم فرصتی آڑے آتی رہی۔ گزشتہ سال حج سے واپسی پر جب خانقاہ کراچی حاضر ہوا تو حضرت میر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ میں نے کئی بار حضرت والا کا حرمین شریفین کا سفر نامہ ۱۹۹۹ء مرتب کرنے کی کوشش کی، لیکن نہیں ہوسکا، میرے دل میں آیا کہ یہ سعادت آپ کے حصے میں ہے اور میرے پاس جو کیسٹوں میں مواد ہے وہ آپ لے جائیں اور اسے مرتب کریں۔ اس بات نے میرے جذبے کو مہمیز کر دیا اور واپس آکر اس پر کام شروع کر دیا، کیسٹوں سے مضامین کاغذ پر اتروائے گئے اور اصل مدار اس ڈائری کو بنایا گیا جو احقر نے اس سفر میں لمحہ بہ لمحہ لکھی تھی۔

الحمد للہ! سفر نامہ مرتب ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کی نظر سے گزر کر تکمیل کو پہنچا ہے۔ حضرت میر صاحب کے کلمات تہنیت وتبریک اس کے شروع میں آویزاں ہیں۔ احقر اس سفر نامہ کی ترتیب وتالیف کے سلسلہ میں خاص طور پر مخدومی ومکرمی

حضرت سید میر عشرت جمیل صاحب دامت برکاتہم کا بہت مشکور ہے کہ جنہوں نے جگہ جگہ پر رہنمائی اور اصلاح فرمائی، کہیں قطع وبرید اور کہیں اضافہ کیا، جس سے یہ شراب کہن دو آتشہ ہوگئی۔

ان کے علاوہ قاری محمد قاسم الجلیلی سلّمہ، مولوی محمد امجد سلّمہ، محمد عاصم خان سلّمہ، غلام محمد گلگتی سلّمہ، محمد عدیل جاوید سلّمہ، محمد عدنان سلّمہ اور دیگر ان تمام احباب کا ممنون ہوں جنہوں نے اس کی تالیف میں میرے ساتھ تعاون کیا۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے، سالکین راہ کے لیے مفید ثابت فرمائے اور تمام تعاون کرنے والے دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اٰمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

❁❁❁❁

نفس کے بندے

چین اِک پل کو بھی دلوں میں نہیں
گردنوں میں عذاب کے پھندے

دفن کر کے جنازہ عزّت کا
خوار پھرتے ہیں نفس کے بندے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مختصر سوانحی خاکہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سفر نامہ شروع کرنے سے قبل حضرت اقدس دامت برکاتہم کی سوانحِ حیات نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں، تاکہ طالبینِ حق کے لیے قدردانی و فیض رسانی کا باعث اور طریق سلوک میں مشعلِ راہ ثابت ہو ورنہ یہ اہلِ دل نہ اس کے خواہش مند اور نہ اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ بقول تائب صاحب ؎

رشکِ شمس و قمر کو غم کیا ہے
کوئی روشن کرے ہزار دیا

ولادت باسعادت

ہندوستان کے صوبہ یو۔پی کے ضلع پرتاب گڑھ کی ایک چھوٹی سی بستی اٹھیہہ کے ایک معزز گھرانے میں مرشدنا و مولانا حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی ولادت باسعادت ہوئی، سن ولادت ۱۹۲۸ءہے آپ کے والدِ ماجد کا نام محمد حسین تھا جو ایک سرکاری ملازم تھے۔ حضرت والا اپنے والد صاحب کے اکلوتے فرزند تھے آپ کی دو ہمشیرگان تھیں، اس لیے والد صاحب آپ سے بے انتہا محبت فرماتے تھے، حضرت والا جب اپنے والد صاحب کی محبت و شفقت کے واقعات کا تذکرہ فرماتے ہیں تو اشکبار ہو جاتے ہیں۔

زمانہ طفولیت ہی میں آثارِ جذبِ الٰہیہ

بچپن ہی سے حضرتِ والا پر آثارِ جذب کا ظہور ہونے لگا، حضرت والا کے والد صاحب سرکاری ملازمت کے سلسلے میں سلطان پور میں تھے، حضرت والا کی بڑی

ہمشیرہ صاحبہ جو خود بھی اس وقت بچی تھیں آپ کو گود میں لے کر محلہ کی مسجد کے امام جناب حافظ ابو البرکات صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دم کروانے لے جاتی تھیں۔ جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامّت مجدد الملّت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت والا فرماتے ہیں کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں مجھے مسجد کے در و دیوار، مسجد کی خاک اچھی معلوم ہوتی تھی اور حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشبو محسوس ہوتی تھی اور دل میں آتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ اتنے چھوٹے بچے کو جبکہ ہوش و حواس بھی صحیح نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کی محبت محسوس ہونا دلیل ہے کہ حضرت والا مادر زاد ولی ہیں کچھ اور ہوش سنبھالنے کے بعد نیک بندوں کی محبت اور بڑھ گئی اور ان کی وضع قطع دیکھ کر بہت خوشی ہوتی اور ہر مولوی، حافظ اور داڑھی والے کو محبت سے دیکھتے۔

درجہ چہارم تک اردو تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت والا نے اپنے والد صاحب سے درخواست کی کہ علم دین حاصل کرنے کے لیے دیوبند بھیج دیا جائے، لیکن والد صاحب نے مڈل اسکول میں داخل کرادیا حضرت والا کا دل ان دنیوی تعلیمات میں بالکل نہیں لگتا تھا اور والد صاحب سے بارہا عرض بھی کیا لیکن ان کے اصرار پر ناچار سخت مجاہدہ کرکے یہ دن گزارے۔

اسی زمانہ میں جبکہ حضرت والا بالغ بھی نہیں ہوئے تھے گھر سے دور جنگل کی ایک مسجد میں جاکر عبادت کیا کرتے تھے اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں رویا کرتے تھے۔ مسجد سے کچھ فاصلے پر مسلمانوں کے چند گھر آباد تھے، حضرت والا نے ان کو نماز پڑھنے کی دعوت دی اور ان پر مسلسل محنت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ نمازی بن گئے اور مسجد میں اذان اور جماعت ہونے لگی اور لوگ آپ کو بطورِ مزاح اس مسجد کے نمازیوں کا پیر کہنے لگے۔

بچپن ہی میں حضرت والا چپکے سے اٹھ کر گاہ گاہ رات کے آخری حصہ میں ایک مسجد میں چلے جاتے تہجد پڑھتے اور فجر تک اللہ تعالیٰ کی یاد میں خوب گریہ وزاری

کرتے، ایک بار والد صاحب کے دوستوں میں سے کسی نے دیکھ لیا اور ان کو اطلاع کر دی اگلے دن جب حضرتِ والا فجر کے قریب مسجد سے باہر آئے تو والد صاحب مسجد کے باہر کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو یہاں جنگل میں چور ڈاکو بھی ہوتے ہیں، دشمن بھی ہوتے ہیں لہٰذا اتنی رات میں یہاں اکیلے مت آیا کرو، گھر میں ہی تہجد پڑھ لیا کرو۔ والد صاحب کے حکم کی تعمیل میں حضرت والا پھر گھر پر ہی تہجد پڑھنے لگے۔ ان حالات کو دیکھ کر والد صاحب آپ کا نام لینے کے بجائے مولوی صاحب کہنے لگے اور ان کے دوست بھی آپ کو دُرویش اور فقیر کہتے تھے واقعی کسی نے سچ کہا ہے۔

زباں خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

مثنوی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ

اسی دورِ نابالغی میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف سے والہانہ شغف ہو گیا تھا، حضرت والا کے قرآن پاک کے استاد بڑی ہی دردناک آواز میں مثنوی شریف پڑھتے تھے۔ قرآن پاک پڑھنے کے بعد حضرت والا ان سے درخواست کرتے تھے کہ مثنوی شریف سنائیں تو وہ نہایت درد بھری آواز میں مثنوی شریف پڑھ کر حضرت کے قلب کو تڑپا دیتے تھے، اسی وقت سے حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت والا کو بے پناہ محبت ہو گئی تھی اور مثنوی شریف سمجھنے کے شوق میں فارسی تعلیم شروع کر دی تھی۔ حضرت والا اکثر فرماتے ہیں کہ میرے شیخ اوّل تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن سے میرے قلبِ مضطر کو بہت تسکین ملی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد اوّلاً مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی حاصل ہوا اسی زمانے میں مثنوی شریف کے اشعار پڑھ پڑھ کر رویا کرتے تھے، خصوصاً یہ اشعار۔

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح از دردِ اِشتیاق

اے خدا! تیری جدائی کے غم میں، میں اپنا سینہ پارہ پارہ چاہتا ہوں تاکہ تیری محبت کی شرح دردِ اشتیاق سے بیان کروں۔

ہر کہ راجامہ زعشقے چاک شد
او زحرص وعیب کلی پاک شد

عشق حقیقی کی آگ سے جس کا سینہ چاک ہو گیا وہ حرص وہوس، عُجب وکبر، حُبّ دنیا، حبّ جاہ، کینہ وحسد وغیرہ جملہ رذائل سے پاک ہو گیا۔

آہ را جز آسمان ہمدم نبود
راز را غیر خدا محرم نبود

میں جنگل کے ایسے سناٹے میں آہ وفغاں کرتا ہوں جہاں کوئی میری آہ کا سننے والا نہیں ہوتا اور میری محبت کے راز کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تحصیل طبِ یونانی

درجہ ہفتم کے بعد حضرت والا کے والد گرامی نے پھر اصرار سے طبیہ کالج الٰہ آباد میں داخل کرادیا اور فرمایا کہ طب کی تعلیم کے بعد عربی درسیات کی تعلیم حاصل کرلینا۔ چناں چہ والد صاحب کی خواہش پر الٰہ آباد طب کی تعلیم کے لیے تشریف لے گئے اور اپنی پھوپھی صاحبہ کے ہاں قیام فرمایا، وہاں سے ایک میل دور صحرا میں ایک مسجد تھی جو جنوں کی مسجد کے نام سے مشہور تھی، وہاں گاہے گاہے حاضری ہوتی تھی اور یادِ الٰہی میں مشغول ہوتے تھے، اکثر ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے میرے والد صاحب کو کہ انھوں نے مجھے طب پڑھائی جس سے مجھے اپنے احباب کو غیر معتدل ہونے سے بچانے میں مدد ملتی ہے اور ان کو معتدل رکھنے کے لیے اپنی طب کو کام میں لاتے ہوئے ان کی صحت کا پورا خیال رکھتا ہوں، اتنا وظیفہ بھی نہیں بتاتا کہ جس کو پڑھنے سے ان کے دماغ میں خشکی بڑھ جائے۔ حضرت والا طب میں ایک واسطہ سے حکیم محمد اجمل خان مرحوم کے شاگرد ہیں۔

حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مکاتبت

حکیم الامّت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا

ایک مشہور وعظ ''راحت القلوب'' کے مطالعہ کے بعد اس سلسلہ سے بہت مناسبت اور محبت پیدا ہو گئی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے لیے خط لکھا لیکن وہاں سے جواب آیا کہ حضرت علیل ہیں خلفاء میں سے کسی مصلح کا انتخاب کر لیا جائے۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر ملی، شدید صدمہ ہوا اور بار بار یہ اشعار زبان پر آتے تھے اور گریہ طاری ہو جاتا تھا ؎

جو تھے نوری وہ گئے افلاک پر
مثل تلچھٹ رہ گیا میں خاک پر
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جاکر
اور بوم ویرانے میں ٹکراتا رہا

جس دن طبیہ کالج سے فارغ ہوئے اور پھوپھی کے گھر پہنچے تو گھر سے اطلاع ملی کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا غم کا ایک پہاڑ ٹوٹا اور قلب کو شدید غم پہنچا لیکن اپنے آپ کو سنبھالا اور قبرستان تشریف لے گئے، قبروں کو نگاہِ عبرت سے دیکھا اور دل کو سمجھایا کہ یہ ہی سب کی منزل ہے اور حق تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہی عین عبدیت ہے۔

تلاشِ مرشد

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ بچپن ہی سے بطریق جذب آتش عشقِ الٰہی سے نوازے گئے تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد سلسلہ تھانوی کے کسی ایسے شیخ اور مصلح کی تلاش میں رہے جو سراپا دردِ عشق و محبت اور سوختہ جان ہو۔ اسی دوران الٰہ آباد میں حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور روزانہ عصر سے رات گیارہ بجے تک حضرت کی خدمت میں رہتے۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ زبردست صاحبِ نسبت اور سراپا محبت تھے اور حضرت والا سے بے انتہا محبت اور شفقت فرماتے تھے، حضرت والا اگر

کبھی رات کا قیام فرماتے تو حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھر سے اپنا بستر باہر خانقاہ میں لے آتے اور فرماتے کہ یہاں بڑے بڑے علماء آتے ہیں لیکن میں کسی کے لیے گھر سے باہر بستر نہیں لاتا صرف آپ کے لیے گھر سے باہر آکر سوتا ہوں۔ ایک خط میں تحریر فرمایا کہ آپ کو مجھ سے جیسی محبت ہے دنیا میں مجھ سے ایسی محبت کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔ بقول حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی قدس سرہ سلسلہ نقشبندیہ کے سب سے قوی النسبت بزرگ تھے اور مقام قطبیت پر فائز تھے اور نہایت درد سے اشعار پڑھتے تھے۔ آپ کے یہاں نسبت اشعار سے منتقل ہوتی تھی حضرت والا کا ذوقِ شعری حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا تربیت یافتہ ہے اسی دوران حضرت شیخ کی زندگی کا پہلا شعر ہوا جو آپ کی آتشِ غم نہانی کی ترجمانی کرتا ہے ؎

دردِ فرقت سے مرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت میں اِک ماہی بے آب ہے

بیعت وارادت

پھر حضرت شیخ کو علم ہوا کہ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ مقیم ہیں۔ ایک دوست نے حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چشم دید کیفیاتِ دردِ محبت و عشق و دیوانگی کا حال بیان کیا تو حضرت شیخ کو ان کی طرف دل میں بہت کشش محسوس ہوئی اور بہت زیادہ مناسبت معلوم ہونے لگی اور شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرشد و مصلح منتخب کرنے کا فیصلہ کیا حضرت شیخ نے حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کو جب پہلا خط لکھا تو اس میں یہ شعر تحریر کیا ؎

جان و دل اے شاہ قربانت کنم
دل ہدف را تیر مژگانت کنم

ترجمہ: اے شاہ میں جان و دل آپ پر قربان کرتا ہوں۔

حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا کہ ”آپ کا مزاج عاشقانہ معلوم ہوتا ہے اور اہلِ عشق اللہ تعالیٰ کا راستہ بہت جلد طے کرتے ہیں، محبتِ شیخ مبارک ہو، محبتِ شیخ تمام مقاماتِ سلوک کی مفتاح ہے۔“ اور اپنے حلقۂ ارادت میں قبول فرمالیا اور ذکر و اذکار تلقین فرمائے۔

خدمتِ شیخ میں حاضری

حضرتِ والا اپنے شیخ و مرشد کی زیارت اور خدمت میں پہنچنے کے لیے بے چین رہے لیکن سفر سے بعض موانع عارض تھے اس لیے جلد حاضر نہ ہو سکے، اسی دوران اپنے قصبہ کے قریب آبادی سے باہر ایک غیر آباد مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں معمولات پورے فرماتے بالآخر حاضری کا وقت آن پہنچا، بقر عید کے قریب والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر پھولپور روانہ ہوگئے اور عین بقر عید کے دن پھولپور پہنچے، قلب و جان مسرور تھے خوشی اور مسرت ہر بُنِ مو سے ٹپک رہی تھی۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے، ٹوپی زمین پر رکھی ہوئی تھی، بال بکھرے ہوئے تھے، گریباں چاک تھا دیکھتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر رہا ہوں جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوئے تو عرض کیا میرا نام محمد اختر ہے، پرتاب گڑھ سے اصلاح کے لیے حاضر ہوا ہوں، چالیس دن قیام کا ارادہ ہے۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بڑے صاحبزادے کو آپ کے قیام و طعام کا حکم دیا۔ پھر اپنے شیخ کے ساتھ ایسے جڑے کہ سترہ سال شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزار دیے اور دس سال تو ایسے مجاہدات سے گزارے جن کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے وقت سے عبادت میں مشغول ہوتے تھے، تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اللہ اللہ کا نعرہ لگاتے گویا کہ سینہ میں آتشِ عشق کی اتنی بھاپ بھر جاتی ہے کہ اگر یہ نعرہ نہ لگائیں تو سینہ ہی پھٹ جائے، حضرت والا کا شعر ہے ؎

وقفے وقفے سے آہ کی آواز
آتشِ غم کی ترجمانی ہے

قرآن مجید کی تلاوت کرتے کرتے کبھی بڑی ہی وارفتگی اور بے چینی کے ساتھ فرماتے ؎

آ جا میری آنکھوں میں سما جا میرے دل میں

اور کبھی والہانہ انداز میں خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھتے ؎

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے
سر زاہد نہیں یہ سر سر سودائی ہے

عشقِ شیخ اور خدمت و مجاہدات

آپ اپنے شیخ کے ساتھ تہجد کے وقت اٹھتے، وضو کراتے اور جب شیخ عبادت میں مشغول ہو جاتے تو آپ ذرا پیچھے ہٹ کر آڑ میں بیٹھے رہتے تاکہ شیخ کی عبادت میں خلل نہ پڑے، جب تک شیخ مشغول رہتے آپ بھی بیٹھے رہتے، تہجد سے دوپہر تک تقریباً سات گھنٹہ روزانہ شیخ عبادت فرماتے، دوپہر کا کھانا شیخ اور مرید مل کر تناول فرماتے ان دس برسوں میں کبھی ناشتہ نہیں کیا کیوں کہ حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بوجہ پیرانہ سالی ناشتہ نہیں کرتے تھے، اس لیے حضرت نے بھی ناشتہ کو منع کر دیا کیوں کہ روزانہ ناشتہ بھجوانے میں شیخ کے اہل خانہ کو تکلیف ہوتی۔ جوانی کے وقت میں صبح سے لے کر ایک بجے تک ایک دانہ منہ میں نہیں جاتا تھا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میرا ناشتہ شیخ کے دیدار، ذکر و تلاوت و اشراق سے ہوتا تھا اور اتنا نور محسوس ہوتا تھا کہ آج تک اس کے انوار قلب و روح محسوس کرتے ہیں، چاندنی راتوں میں اپنے شیخ کے ساتھ جنگل میں درختوں کے نیچے بیٹھ کر ذکر کرتے ہوئے عجیب کیف و مستی کا عالم ہوتا ؎

گزرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے جذبِ عشق و مستی کا عجب عالم تھا، گھر میں نہ بیت الخلاء تھا نہ غسل خانہ، قضائے حاجت کے لیے جنگل میں جانا ہوتا۔ وضو اور غسل کے لیے قریب میں پانی کا ایک تالاب تھا جس میں بہت جونکیں تھیں اور سردیوں میں پانی برف کے مانند ٹھنڈا ہو جاتا تھا، جب نہاتے تو ایک منٹ کے لیے ایسا لگتا کہ بچھوؤں

نے ڈنگ مار دیا ہو، اسی میں نہاتے تھے اور جونکوں کو بھی ہٹاتے جاتے کہ کہیں چپک نہ جائیں، مسجد کے قریب ایک کنواں بھی تھا لیکن حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اس کا پانی استعمال نہ کرتے تھے اس لیے حضرت اپنے شیخ کے لیے شدید گرمیوں میں بھی روزانہ ایک میل دور ندی سے پانی بھر کر لاتے غرض حضرت اقدس شب و روز سفر وحضر میں اپنے شیخ کی خدمت میں مشغول رہتے۔

اسی سال سفر کراچی میں بندہ (جلیل احمد اخون عفی عنہ) کی ملاقات جناب محمد الیاس صاحب قریشی دہلوی سے ہوئی جو ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے ایک واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر واقع کوچہ مہر پرور دہلی تشریف لائے، ان کے ہمراہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی تھے۔ حضرت حکیم صاحب کے عنفوان شباب کا زمانہ تھا، شدید سردی کا موسم تھا، میری والدہ حیات تھیں اور وہ بھی بوڑھی تھیں، والد صاحب پہلے فوت ہو چکے تھے۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی والدہ سے کہہ دیں کہ عشاء کے وقت ہی تہجد کے وضو کے لیے پانی گرم کرکے دے دیا کریں، رات کو اٹھنے کی بالکل تکلیف نہ فرمائیں، محمد اختر خود انتظام کرے گا۔ چناں چہ روزانہ لوہے کے ایک برتن میں پانی گرم کرکے دے دیا جاتا جسے حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم گہرے خاکی رنگ کے کمبل میں لپیٹتے اور اس کو اپنے پہلو میں رکھ لیتے اور اوپر سے لحاف اوڑھ لیتے تاکہ ان کے جسم اور لحاف کی گرمی سے پانی ٹھنڈا نہ ہو اور رات بھر اسی طرح اسے لیے ہوئے نہ معلوم کس طرح سوتے اور تہجد کے وقت جب حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اٹھتے تو پانی گرم ہوتا اور حکیم صاحب دامت برکاتہم اپنے شیخ کو وضو کراتے۔

جناب محمد الیاس صاحب قریشی فرماتے ہیں کہ کافی دن حضرت ہمارے گھر رہے اور میں روزانہ یہ منظر دیکھتا تھا اور مجھے بڑی حیرت ہوتی تھی، واقعی محبت میں وہ کرامت ہے جو ہر قسم کی طاقت دے دیتی ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اختر میرے پیچھے

پیچھے ایسے لگا رہتا ہے جیسے دودھ پیتا بچہ ماں کے پیچھے پیچھے لگا رہتا ہے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم اپنے شیخ کے علوم و معارف اور ملفوظات کو بڑی محبت اور جانفشانی سے قلم بند فرماتے تھے۔ چناں چہ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حکیم اختر میرے غامض و دقیق مضامین کو بھی قلم بند کر لیتے ہیں، چناں چہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب کے وہبی علوم آپ ہی کے ذریعہ منصّۂ شہود پر آئے اور حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ''معرفتِ الٰہیہ''، ''معیتِ الٰہیہ''، ''براہینِ قاطعہ''، ''شراب کی حرمت'' اور ''ملفوظاتِ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ'' وغیرہ شایع ہوئیں جو حضرت والا ہی کے قلم سے لوگوں تک پہنچیں۔

تحصیلِ علوم دینیہ

آپ نے اپنے شیخ کے مدرسہ بیت العلوم میں دینی تعلیم حاصل کی، بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لینا چاہیے لیکن حضرت نے انکار کر دیا کہ وہاں مجھے اپنے شیخ کی صحبت نہیں ملے گی جو علم کی روح ہے، فرمایا کہ علم میرے نزدیک درجہ ثانوی اور اللہ تعالیٰ کی محبت درجہ اوّلین میں ہے، یہاں علم کے ساتھ مجھے شیخ کی صحبت نصیب ہوگی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ملیں گے۔ اسی کی برکت ہے کہ آج بڑے بڑے فضلائے دیوبند حضرت والا کے حلقہ ارادت میں ہیں، حضرت والا نے اتنی محنت سے پڑھا کہ درس نظامی کے آٹھ سال کے نصاب کی چار سال میں تکمیل کی اور بخاری شریف کے چند پارے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے، حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ ایک واسطے سے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اس طرح آپ کی سند بہت عالی ہے۔

حضرتِ والا کی سادگیٔ معاشرت

حضرتِ والا کی پوری زندگی بے تکلفی و سادگی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں وارفتگی اور راہِ حق کے مجاہدات سے عبارت ہے۔ حضرت شیخ نے اپنا نکاح اعظم گڑھ کے

قریب ایک گاؤں کوٹلہ میں نہایت سادگی سے ایک ایسی خاتون سے فرمایا جو عمر میں حضرت والا سے دس سال بڑی تھیں لیکن پورے گاؤں میں ان کی دینداری و بزرگی کا شہرہ تھا، اسی لیے حضرت والا نے ان کا انتخاب فرمایا۔

حضرت والا فرماتے ہیں کہ شیخ کی صحبت میں مدتِ طویلہ تک رہنا ان کی وجہ سے ہی ممکن ہوا، شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت والا کے شدید والہانہ تعلق کو دیکھ کر اہلیہ نے شروع ہی میں خوشی سے اجازت دے دی تھی کہ آپ جب تک چاہیں شیخ کی خدمت میں رہیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا، ہماری طرف سے آپ پر کوئی پابندی نہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ وہ ہمیشہ دین میں میری معین رہیں اور ابتدا ہی سے مجھ سے کہا کہ ہم ہمیشہ آپ کا ساتھ دیں گے جو کھلائیں گے کھالیں گے، جو پہنائیں گے پہن لیں گے، اگر فاقہ کریں گے ہم بھی فاقہ کریں گے آپ جنگل میں رہیں گے تو ہم بھی جنگل میں رہیں گے، آپ سے کبھی کوئی فرمائش اور مطالبہ نہیں کریں گے اور کبھی آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس عہد کو پورا کر دکھایا اور زندگی بھر کسی چیز کی فرمائش نہیں کی نہ زیور کی، نہ کپڑے کی، نہ مال کی، دنیا کی محبت ان میں تھی ہی نہیں، جانتی ہی نہ تھیں کہ دنیا کدھر رہتی ہے۔ جب گھر میں داخل ہوتا تو اکثر و بیشتر تلاوت کرتی ہوتیں۔ حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت والا کے لیے فرمایا تھا کہ یہ تو صاحبِ نسبت ہیں ہی لیکن ان کی گھر والی بھی صاحبِ نسبت ہے۔

۱۹۶۰ء میں جب حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان ہجرت کی تو آپ ساتھ آئے لیکن اپنی اہلیہ اور فرزند مولانا محمد مظہر میاں صاحب کو جو اس وقت بچے تھے ہندوستان میں چھوڑ آئے اور قلتِ وسائل کی وجہ سے ایک سال تک نہ بال بچوں کو پاکستان بلا سکے اور نہ خود جا سکے، یہ ایک سال حضرت پیرانی صاحبہ نے بڑے مجاہدے میں گزارا لیکن کبھی شکایت لکھ کر بھی نہیں بھیجی، بس ایک خط میں بچے کی شدید علالت کا تذکرہ کیا اور دعا کے لیے عرض کیا، واپسی کا مطالبہ اور شکایت پھر بھی نہ لکھی۔

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وہ اس دور کی رابعہ بصریہ تھیں اور ایک راز کی بات بتاتا ہوں کہ ان کے حالاتِ رفیعہ کی وجہ سے میں ان کا ہمیشہ سے اتنا معتقد ہوں کہ ان کے وسیلہ سے اب بھی دعا کرتا رہتا ہوں، انتقال سے دو تین دن پہلے گھر کے افراد کو اور عیادت کے لیے آنے والی عورتوں کو کئی بار ان کے قریب ایسی خوشبو محسوس ہوئی جو زندگی بھر کبھی نہیں سونگھی تھی۔

اور وفات کے بعد مبشرات منامیہ بھی ان کے لیے بہت ہیں۔ جنوبی افریقہ کے مفتی حسین بھیات صاحب مد ظلہم نے انتقال کے اگلے دن خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو فرشتہ نے ان کو روک دیا کہ ابھی نہیں اور پیچھے حضرت پیرانی صاحبہ آرہی تھیں تو فرشتہ نے ان کو راستہ دے دیا اور وہ جنت میں داخل ہو گئیں اس کے علاوہ بھی بہت مبشرات ہیں لیکن یہ اس کا موقع نہیں۔

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ عاشقانہ

حضرت شیخ نے اپنے شیخ کی کیفیاتِ عشق و دیوانگی کا نقشہ ان اشعار میں کھینچا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے تیرے چاک گریبانوں کو
آتشِ غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو
ہم نے دیکھا ہے تیرے سوختہ سامانوں کو
سوزشِ غم سے تڑپتے ہوئے پروانوں کو
ہم فدا کرنے کو ہیں دولتِ کونین ابھی
تو نے بخشا ہے جو غم ان پھٹے دامانوں کو

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور ایک مرتبہ تو اتنے قریب سے زیارت نصیب ہوئی کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی نظر آرہے تھے۔ حضرت نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا عبد الغنی نے آج آپ کو خوب دیکھ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں عبد الغنی! آج تم نے اپنے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب دیکھ لیا۔ آخر میں آپ (حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم) نے اپنے شیخ کے ساتھ کراچی ہجرت فرمالی اور حضرت مرشد کی وفات تک ساتھ رہے اور ایسی خدمت کی جو اپنی مثال آپ ہے۔

خلافت و اجازتِ بیعت

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ ان کے متعلقین مجددِ ملّت حکیم الامّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے رجوع کرلیں چناں چہ حسبِ وصیت آپ نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم فرمالیا اور دو سال بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ اس کے بارے میں آپ نے بہت پہلے خواب دیکھا تھا کہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ آپ اختر کو اجازت فرمادیں اور اس کی تعبیر کئی سال بعد ظاہر ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، چوں کہ انہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کر لیا تھا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ سال تک آپ کو اپنے شیخ کی خدمت کرتے دیکھا تھا اسی لیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کتابوں میں پڑھا تھا کہ سات سو آٹھ سو برس پہلے لوگ کس طرح اپنے شیخ کی خدمت کیا کرتے تھے، وہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں

دیکھا تھا، مولانا حکیم اختر صاحب کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ دورِ قدیم میں اس طرح خدمت کرتے ہوں گے اور جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو خط میں تحریر فرمایا کہ از ابتدا تا انتہا خدمتِ شیخ مبارک ہو اور ایک بار جدہ میں حضرت سے فرمایا کہ آپ سے دین کا جو عظیم الشان کام لیا جارہا ہے یہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا صدقہ ہے۔

سنہ ۱۳۹۰ھ میں حضرت شیخ کو حرمین شریفین کی حاضری کی دوسری بار سعادت نصیب ہوئی اور وہاں پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی ہوئی، اپنے مربّیان کی زیارت و ملاقات سے بہت خوشی ہوئی اور حرم میں حضرت کے بیانات بھی ہوئے اور پچاس سے زیادہ افراد حضرت والا کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ طوافِ بیت اللہ کے دوران یہ اشعار موزوں ہوئے جو عجب کیف و مستی کے حامل ہیں ؎

کہاں یہ میری قسمت یہ طواف تیرے گھر کا
میں جاگتا ہوں یارب یا خواب دیکھتا ہوں

نہ گلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ و بو سے
کسی اور سمت کو ہے میری زندگی کا دھارا

جو گرے ادھر زمیں پر میرے اشک کے ستارے
تو چمک اٹھا فلک پر میری بندگی کا تارا

شیخ اوّل کے انتقال کے بعد سالکین کے لیے حضرت والا کا یہ عمل شیخ کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے کہ اپنے دوسرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پاکستان سے گاہے گاہے حاضر ہوتے رہے اور ایک بار ہردوئی (انڈیا) میں شیخ کی خدمت میں پچاس دن تک قیام فرمایا۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ترتیب کے مطابق آپ سے فرمایا کہ آپ مدرسے کے قاری صاحب سے نورانی قاعدہ پڑھیں اور اگر آپ

چاہیں تو قاری صاحب آپ کی قیام گاہ پر آکر بھی پڑھا سکتے ہیں۔ حضرت شیخ نے عرض کیا کہ نہیں حضرت، میں درسگاہ میں جاکر پڑھوں گا۔ چناں چہ آپ نے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر نورانی قاعدہ پڑھا، تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی جگہ اس واقعہ کو بیان فرمایا اور مولانا جلال الدین رومی کا یہ شعر پڑھا۔

ایں چنیں شیخے گدائے کو بکو
عشق آمد لَا اُبَالِیْ فَاتَّقُوْا

اتنا بڑا شیخ آج گدا بن کر دربدر پھر رہا ہے، عشق جب آتا ہے تو اسی شان سے آتا ہے۔

مجاہداتِ شاقہ اور ان کا ثمر

اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زمانہ قیام میں حضرت والا پر مجاہداتِ اختیاری کے علاوہ مجاہداتِ اضطراری بھی آئے، جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں لیکن حضرت کے چار شعر نقل کرتا ہوں جن میں اضطراری یعنی ایذائے خلق کی طرف اشارہ ہے۔

بتاؤں کیا کیا سبق دیے ہیں تری محبت کے غم نے مجھ کو
ترا ہی ممنون ہے غمِ دل اور آہ و نالہ دلِ حزیں کا
جفائیں سہہ کر دعائیں دینا یہی تھا مجبور دل کا شیوہ
زمانہ گزرا اسی طرح سے تمہارے در پر دلِ حزیں کا
جو تیری جانب سے خود ہی آئے پیامِ الفت دلِ حزیں کا
تو کیوں نہ زخمِ جگر سے بہہ کر لہو کرے رخ تیری زمیں کا
نہیں تھی مجھ کو خبر یہ اختر کہ رنگ لائے گا خوں ہمارا
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

آپ نے بڑے صبر و استقلال کے ساتھ مخلوق کی ایذاء رسانیوں کو برداشت کیا اور نہ کبھی کسی سے انتقام لیا اور نہ بد دعا دی، ان ہی مجاہدات کی برکت اور اپنے شیخ کی محبت و خدمت

اور اتباع وانقیاد کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ خاص آپ پر متوجہ ہے اور آج پورے عالم میں آپ کا فیض پھیل رہا ہے آپ جس کمالِ علم و عمل، تقویٰ وللّٰہیت معرفت و خشیت، نسبت وولایت، درد و غم، سوز و گداز، شیریں ومٹھاس، آہ وفغاں، شفقت ورأفت، چشم گریاں وسینہ بریاں، پر تاثیر وعظ ونصیحت اور اصلاح وتزکیہ کی مہارتِ تامّہ سے نوازے گئے ہیں وہ بہت کم بند گان خدا کو میسر ہے اور حضرت اقدس دامت برکاتہم کی مایہ ناز تصانیف معرفتِ الٰہیہ، معارفِ مثنوی، کشکولِ معرفت اور روح کی بیماریاں اور ان کا علاج وغیرہ اس بات پر شاہد عدل ہیں۔ حضرت مولانا شیخ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے معارفِ مثنوی کے مطالعہ کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ برادر محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کی تالیفِ لطیف ''معارف مثنوی'' پڑھ کر موصوف سے اتنی عقیدت ہوئی جس کا مجھے تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا اور حضرت والا کی فارسی مثنوی پڑھ کر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ آپ میں اور مولانا روم میں کوئی فرق نہیں۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی ایک صد کے قریب تصانیف اور مواعظ لاکھوں کی تعداد میں اردو، انگریزی، فرانسیسی، فارسی، ترکی، بنگالی، برمی، پشتو، گجراتی، سندھی، بلوچی اور دیگر زبانوں میں شایع ہو چکے ہیں۔

حضرت والا دامت برکاتہم کی تصانیف وتالیفات

۱) معرفتِ الٰہیہ ۲) معیتِ الٰہیہ ۳) براہینِ قاطعہ ۴) صراطِ مستقیم ۵) شراب کے حرام ہونے کا ثبوت ۶) ملفوظاتِ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ۷) معارفِ مثنوی ۸) کشکولِ معرفت ۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت ۱۰) روح کی بیماریاں اور ان کا علاج ۱۱) مجالسِ ابرار ۱۲) مذاکراتِ دکن ۱۳) صدائے غیب ۱۴) نوائے غیب ۱۵) قرآن وحدیث کے انمول خزانے اور ایمان پر خاتمہ کے سات مدلل نسخے ۱۶) ایک منٹ کا مدرسہ ۱۷) تسہیل قواعد النحو ۱۸) معارفِ شمس تبریز ۱۹) بد نظری اور عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج ۲۰) فیضانِ محبت (شعری مجموعہ) ۲۱) پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں ۲۲) صحبتِ اہل اللہ

اوراس کے فوائد ۲۳)نالۂ درد (عارفانہ اشعار) ۲۴) اصلاح کا آسان نسخہ ۲۵) معمولاتِ صبح وشام ۲۶) درسِ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ۲۷) فغانِ رومی

ملفوظات

۱) فیوضِ ربانی ۲) الطافِ ربانی ۳) افضالِ ربانی ۴) انعاماتِ ربانی ۵)عنایاتِ ربانی ۶)عطائے ربانی ۷) باتیں ان کی یاد رہیں گی ۸) سفر نامہ رنگون وڈھاکہ

مواعظِ حسنہ

۱) استغفار کے ثمرات وبرکات ۲) فضائلِ توبہ ۳) تعلق مع اللہ ۴) علاج الغضب ۵) علاج کبر ۶) تسلیم ورضا ۷) خوشگوار ازدواجی زندگی ۸) حقوق النساء ۹) بدگمانی اور اس کا علاج ۱۰) منازل سلوک ۱۱) تجلیات جذب (اوّل، دوم، سوم و چہارم)۱۲) تزکیہ نفس ۱۳) طریقِ ولایت ۱۴) تکمیلِ معرفت ۱۵) مقصدِ حیات ۱۶) فیضانِ محبت ۱۷) ذکر اللہ اور اطمینان قلب ۱۸) تقویٰ کے انعامات ۱۹) حیات تقویٰ ۲۰) نزول سکینہ ۲۱) اہل اللہ اور صراطِ مستقیم ۲۲) مجلس ذکر ۲۳) تعمیرِ وطنِ آخرت ۲۴) راہ مغفرت ۲۵) نورِ ہدایت اور اس کی علامات (حصہ اوّل)۲۶) نور ہدایت اور اس کی علامات (حصہ دوم)۲۷) عظمتِ حفاظ کرام ۲۸) علاماتِ اہل محبّت ۲۹) بعثتِ نبوت کے مقاصد ۳۰) تشنگانِ جام شہادت ۳۱) عرفانِ محبّت ۳۲) آدابِ راہ وفا ۳۳)امید مغفرت و رحمت ۳۴) صبر اور مقام صدیقین ۳۵) صحبت اہل اللہ اور جدید ٹیکنالوجی ۳۶) عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح مفہوم ۳۷) منزل قرب الٰہی کا قریب ترین راستہ ۳۸) انوار حرم ۳۹) فیضان حرم ۴۰) حقیقت شکر ۴۱) اللہ تعالیٰ کے باوفا بندے ۴۲) قافلہ جنّت کی علامت ۴۳) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت ۴۴) یاارحم الراحمین، مولائے رحمۃ للعالمین ۴۵) ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے ۴۶) لذت ذکر اور لطف ترک گناہ ۴۷) ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ ۴۸) تحفہ ماہ رمضان ۴۹) عظمت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ۵۰)اللہ تعالیٰ کا پیغام دوستی ۵۱) انعامات الٰہیہ ۵۲) تقریر ختم قرآن وبخاری شریف ۵۳) محبوب الٰہی بننے کا طریقہ ۵۴) توبہ کے آنسو ۵۵) آرام دو جہاں کا طریقہ

حصول۵۶)خون تمنا کا انعام ۵۷) تعلیم وتزکیہ کی اہمیت ۵۸) اصلی پیری مریدی ۵۹)مقام اولیائے صدیقین ۶۰) علامات مقبولین ۶۱) مقام اخلاص ومحبت ۶۲) قرآن پاک کی روشنی میں ثبوت قیامت اوراس کے دلائل ۶۳) حقوق الرجال ۶۴) نفس کے حملوں سے بچاؤ کے طریقے ۶۵) لذت قرب خدا ۶۶)دین پر استقامت کا راز

انگلش میں کتابیں

1) Beautiful Sunnah of Beloved Nabi(Saw)

2) What is the reality of Tasawwuf

3) Hajj and Umrah Guidelines

4) Purpose of Life

5) The Treatment for Anger

6) The 14 Harms of Casting Evil Glance

7) A Life Of Piety

8) A Soul Heart

9) The Rights Of Women

10) The Etiquettes Of Visiting the Haramain Sharifain

11) The Four Action

12) The Rights Of Husband

عارف باللہ کا خطاب

حضرت اقدس دامت برکاتہم کو ان کے شیخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حیدر آباد دکن (انڈیا) میں عارف باللہ کا خطاب دیا جہاں ایک بہت بڑا دینی جلسہ تھا، جلسہ کے منتظمین کو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایت کی کہ اشتہار میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے نام سے پہلے عارف باللہ

لکھا جائے اور جب مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ سال قبل جنوبی افریقہ پہنچے اور وہاں پر آپ کا فیض دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور آپ کے بارے میں فرمایا۔

کرامت ہے یہ تیری تیرے رندوں میں مرے ساقی
جہاں رکھ دیں قدم اپنا وہیں میخانہ بن جائے

یہ اہل اللہ دل داغِ حسرت سے سجاتے ہیں تب کہیں جا کے اللہ تعالیٰ کو پاتے ہیں، اسی لیے بزرگان دین اور مشائخ کے ایام مجاہدہ دیکھنے چاہئیں نہ کہ ایام فتوحات۔ حضرت میر عشرت جمیل صاحب نے خوب فرمایا۔

آہ کیا سمجھے گا وہ فطرتِ شاہانہ تیری
جس نے دیکھی ہی تری شان فقیرانہ نہیں

مبشّرات منامیہ

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے لیے مبشرات منامیہ بھی عظیم الشان ہیں اور چوں کہ مبشرات آیت لَهُمُ الْبُشْرٰى کی تفسیر ہیں، اس لیے صرف چند یہاں پیش کرتا ہوں۔

پہلی بشارت

چند سال قبل حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے جنوبی افریقہ کے سفر کے دوران حضرت مولانا عبد الحمید صاحب خلیفہ اجل حضرت اقدس دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم آزادول نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ مواجہہ شریف میں حاضر ہیں اور حضرت والا کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھ رہے ہیں اور خواب میں دیکھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرات شیخین (حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) بھی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر تبسم فرماتے ہوئے حضرات شیخین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو! میرے اختر کو دیکھو۔

دوسری بشارت

اس خواب سے تقریباً دس سال پہلے بنگلہ دیش کے قاری عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیشانی اور چہرے کا بار بار اتنا بوسہ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن مبارک ان کو اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ معلوم ہے میں تم سے کیوں محبت کرتا ہوں؟ عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو کچھ خبر نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ چوں کہ تم میرے اختر سے محبت کرتے ہو، اس لیے میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

تیسری بشارت

اور اسی سال حضرت والا کے ایک خادم محمد فہیم صاحب جو نہایت صالح جوان ہیں، کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ چاروں سلسلے حق ہیں، لیکن ان چاروں سلسلوں میں سب سے زیادہ ہمارے قریب یہ ہیں اور "یہ" فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت والا کی طرف اشارہ فرمایا جو نہایت ادب سے دوزانو گردن جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں اور پھر فرمایا کہ جو میرے اختر سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا۔

چوتھی بشارت

اور لیسٹر (انگلینڈ) کے مولانا سلیمان نانا صاحب جو اس سال یعنی ۱۴۲۰ھ کو خاص عید الفطر کے دن مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مواجہہ شریف میں صلوٰۃ و سلام پڑھتے وقت بیداری میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی کہ مولانا اختر سے ہمارا سلام کہہ دینا اور صلوٰۃ و سلام پڑھ کر جب واپس ہونے لگے، تو مواجہہ شریف سے پھر آواز آئی کہ دیکھو! مولانا اختر کو ہمارا سلام ضرور پہنچا دینا۔ سبحان اللہ۔

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

ترجمہ: اس بشارت پر اگر جان فدا کردوں تو بجا ہے اور پھر بھی حق تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

پانچویں بشارت

اور حال ہی میں پشاور کے ایک صالح جوان جن کا تبلیغی جماعت سے تعلق ہے، کراچی حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ روضہ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے حضرت والا کے سر پر عمامہ باندھ رہے ہیں۔

یہ نصیب اللہ اکبر! لوٹنے کی جائے ہے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

رضاء بالقضاء کی تصویر

حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مقام اخلاص سے بھی بلند ہے وہ ہے، رضاء بالقضاء یعنی اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر کے فیصلوں پر دل وجان سے راضی رہنا، چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امّت کو اس کی عملی تعلیم اس وقت دی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: اے ابراہیم! ہم آپ کی جدائی پر غمگین ہیں[۳]

لیکن ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر دل سے راضی ہیں؟ اس واقعے سے معلوم ہوا کہ طبعی غم رضاء بالقضاء کے منافی نہیں ہے، بشرطیکہ دل اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر مطمئن ہو۔

اولیائے صدیقین کو اس مقام کا حاصل ہونا ضروری ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے مقامِ قرب میں اضافہ اور مخلوق کو ان کے رضاء بالقضاء کے مقام پر فائز ہونے کا نظارہ کرانے اور سبق دینے کے لیے آزمائشوں میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔

۳؎ صحیح البخاری: ۲/۶۲۰-۶۲۱، باب قول النبی انا بك لمحزونون/سیرۃ المصطفیٰ: ۲/۶۷، بحوالہ التاریخ لابن اثیر

سیدی و مرشدی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم پر ۳۱ جولائی ۲۰۰۰ء بروز بدھ فالج کا حملہ ہوا جس سے دایاں حصہ اور زبان بری طرح متأثر ہوئی، لیکن اوّل یوم سے حضرت کے چہرہ پر جو اطمینان کی کیفیت تھی وہ کسی تندرست اور توانا کو بھی حاصل نہیں۔

بندہ جب اگلے روز بہاول نگر سے کراچی پہنچا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو بندہ کو دیکھ کر حضرت مسکرائے جبکہ بندہ رو رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کے قوت ارادی اور رضاء بالقضاء کے صدقے مرض میں کافی حد تک تخفیف ہوگئی، زبان تو الحمدللہ بالکل صاف ہوگئی اور اعضاء میں بھی کچھ حرکت آگئی لیکن معذوری کلی طور پر ختم نہیں ہوئی اور حضرت کے فیض رسانی کا سلسلہ پہلے سے کہیں بڑھ گیا صحت کی حالت میں ہفتہ واری مجلس ہوتی تھی اور فالج کی بیماری کے بعد روزانہ چار مجلسیں فرمانے لگے فجر کے بعد، ساڑھے گیارہ بجے دن، عصر کے بعد اور عشاء کے بعد اور الحمدللہ! اب تک یہ مجالس جاری ہیں اور ہر مجلس کا دورانیہ پونے گھنٹے سے ڈیڑھ گھنٹے تک ہے اور حضرت والا کی محبت الٰہیہ کی شراب کہن کے ایک ایک قطرے سے سرشار ہو کر طالبینِ محبت الٰہیہ واصل باللہ، عارف باللہ اور باقی باللہ ہورہے ہیں اور حضرت کا فیض پہلے سے کہیں زیادہ سالکین کے قلوب محسوس کررہے ہیں اور پورے عالم سے تشنگانِ شرابِ محبتِ الٰہیہ کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے، حضرت والا نے تربیتِ سالکین میں اپنی بیماری کو کبھی آڑے نہیں آنے دیا اور طالبین کو دل کھول کر خم کے خم شراب آسمانی کے پلارہے ہیں اسی کو تائب صاحب نے کہا ہے ؎

منہ خم کے ہیں کھلے ہوئے
مے کش بھی ہیں تلے ہوئے
ساقی بھی بے قرار ہے
پھر کس کا انتظار ہے
فانی بتوں پہ ہم مریں
چاہے خدا پہ جان دیں

جب ہم کو اختیار ہے
پھر کس کا انتظار ہے

حضرتِ والا دامت برکاتہم سے جب بھی کسی نے آپ کی بیماری کے پیشِ نظر طبیعت دریافت کی تو دل کی گہرایوں سے الحمدللہ کہا اور فرمایا کہ سر سے لے کر پاؤں تک عافیت ہی عافیت ہے۔ ایک مرتبہ تائب صاحب نے حضرت والا کی خدمت میں عشاء کے بعد اپنا وہ کلام پڑھا جس میں حضرت کے لیے شِفا مانگی گئی ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

میرے مرشد کو مولا شفِا دے
اور نشاں تک مرض کا مٹا دے

تائب صاحب خود بھی رو رہے تھے اور سامعین بھی رو رہے تھے اور سب حضرت کو ترحمانہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے تو حضرت والا نے یہ بات شدت سے محسوس فرمائی، جب کلام ختم ہوا تو ڈانٹ کر فرمایا کہ مجھے رحم کی نگاہوں سے نہ دیکھو۔ میں تو پہلے سے زیادہ وی آئی پی (VIP) ہو گیا ہوں کیوں کہ ایک حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک بندہ پیش ہو گا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ اے بندے! جب میں بیمار تھا تو تو نے میری عیادت کیوں نہ کی؟ تو بندہ عرض کرے گا کہ اے اللہ تعالیٰ آپ تو بیمار ہونے سے پاک ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے بھی وہیں پاتا۔ دراصل ان اللہ والوں پر جب بھی کوئی آزمایش آتی ہے وہ انہیں قربِ الٰہی کا کوئی خاص مقام تفویض کرنے کے لیے آتی ہے اور اس سے مخلوقِ خدا کو بھی سبق دینا ہوتا ہے جو ذرا ذرا سی تکلیف پر اللہ تعالیٰ سے شاکی رہتے ہیں اسی کو حضرت والا نے فرمایا ہے ؎

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

اس بیماری کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم کے بارے میں بہت سی مبشرات منامیہ آئیں جو آپ کے رفع درجات اور مقام خاص پر فائز ہونے کا اشارہ دیتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

پہلی بشارت

احقر محمد عبد اللہ انصاری عرض رسا ہے کہ آج سے ایک سال قبل جبکہ احقر جنوبی افریقہ آزادولِ میں حضرت والا عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے بیانات کی کیسٹیں سنتے سنتے سو گیا تو بحمد اللہ خواب ہی میں احقر کو محبوب ربّ کائنات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک وسیع میدان میں تشریف فرما ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ریتلی مٹی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہمارے حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی حاضر ہیں۔ پھر احقر نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حزن و ملال کے ساتھ حضرت والا دامت برکاتہم سے ارشاد فرما رہے ہیں:

”اختر! تجھے لوگوں نے پہچانا نہیں، اختر! لوگوں نے تیری قدر نہیں کی۔“

احقر نے خواب ہی میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ یہ جملہ ارشاد فرمایا اور پھر توقف کے بعد چوتھی اور پانچویں دفعہ یہی ایک جملہ نہایت درد و رقت سے ارشاد فرمایا اس کے بعد احقر کی آنکھ کھلی تو احقر زارو قطار رو دیا اس وقت جنوبی افریقہ میں رات کا ایک بج رہا تھا اور پاکستان میں صبح کے ۴، ۵ بج رہے تھے لیکن احقر نے پھر بھی یہ خواب حضرت اقدس شاہ فیروز بن عبد اللہ صاحب دامت برکاتہم کو فون پر سنایا۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جس میں حضرت والا کی قدر و عظمت کماحقہ نہ تھی اور جس کی اندھی آنکھیں حضرت والا کے عالی مرتبے کے ادراک سے کور تھیں ایسی ہی محروم آنکھوں کو اس خواب کے ذریعے تنبیہ کی گئی، اللہ تعالیٰ حضرت والا کی قدر کماحقہ کرنے کی ہم سب کو توفیق کاملہ عطا فرمائے۔

بعد مدت کے ہوئی اہل محبت کی شناخت
خاک سمجھا تھا جسے لعل بدخشاں نکلا

(حضرت والا دامت برکاتہم)

دوسری بشارت

۱۱/اپریل ۲۰۰۶؁ء بمطابق ۱۲/ربیع الاول ۱۴۲۷؁ھ

احقر محمد عمران الحق نے فجر کی نماز سے قبل ہاتف غیبی کو پکارتے ہوئے سنا کہ

''ہم نے تمہارے شیخ کو قطب وابدال نہیں بلکہ غوث کا اعلیٰ مقام دیا ہے۔''

اور جب یہ بات سنی تو دل میں یہ بات آئی کہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب خانہ کعبہ میں ہیں اور حج کا زمانہ ہے۔

تیسری بشارت

احقر منیر احمد مغل المعروف بہ ڈاکٹر منیر نے حضرت کی برکت سے خواب میں دیکھا کہ دل میں داعیہ ہوا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل کریں، اتنے میں ایک تسلہ آیا جس پر میں سوار ہوا اور یہ اڑنا شروع ہوا حتیٰ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر پہنچا جہاں بندہ کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف مصافحہ حاصل ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ:

''تمہارا شیخ اس وقت قطب کے درجہ پر فائز ہے۔''

اس پر میں نے پوچھا کہ حضرت کچھ نصیحت فرمادیں انہوں نے فرمایا کہ تمہارا شیخ کیا کہتا ہے جس پر میں نے کہا کہ وہ نظروں کی حفاظت کا ہی حکم فرماتے ہیں اس پر امام صاحب نے فرمایا یہی اس وقت کا سب سے بڑا ذکر ہے۔

چوتھی بشارت

۱۹/مارچ ۲۰۰۶؁ء بمطابق ۱۸/صفر ۱۴۲۷؁ھ

احقر محمد فیصل نے کو خواب میں دیکھا کہ حضرت والا دامت برکاتہم عرب کی سرزمین پر تشریف لے گئے اور حضرت والا دامت برکاتہم اور حضرت میر صاحب دامت برکاتہم ساتھ ساتھ ہیں اور اس وقت عرب کے بالاخانوں اور ایوانوں اور پورے

عالم میں حضرت کا غلغلہ مچا ہوا ہے۔ حضرت والا کے حلقے میں لوگ گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں اور حضرت والا ان کی تربیت فرما کر سارے عالم میں لشکر کے لشکر روانہ فرما رہے ہیں جب دیکھا تو ایسا محسوس ہوا (خواب میں ہی) کہ آخری زمانہ چل رہا ہے اور حضرت امام مہدی کے ظہور کا وقت قریب ہے۔

پانچویں بشارت

۱۴/ مارچ ۲۰۰۶؁ء بمطابق ۱۳/ صفر ۱۴۲۷؁ھ

احقر سید محمد عارف نے بروز بدھ کی صبح ایک خواب دیکھا: فرماتے ہیں کہ بندہ نے دیکھا کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطے کے اندر قبر اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی حضرت والا دامت برکاتہم اپنی مخصوص نشست پر تشریف فرما ہیں، اولیائے کرام کا ایک بڑا مجمع فرش پر موجود ہے، روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت والا دامت برکاتہم سے براہِ راست کلام فرما رہے ہیں۔ غالباً بشارتوں کا سلسلہ تھا۔

حاضرینِ مجلس وقفہ وقفہ سے ماشاء اللہ! سبحان اللہ! کی دھیمی دھیمی صدائیں لگا رہے تھے میر صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے بھی ماشاء اللہ! سبحان اللہ! کی آواز آرہی تھی۔ حضرت والا دامت برکاتہم نہایت ادب کے ساتھ اپنی نشست پر سر جھکائے سماعت فرما رہے تھے اور یہ سلسلہ کافی دیر چلتا رہا، احاطے کے باہر حضرت فیروز میمن صاحب دامت برکاتہم اور راقم الحروف (محمد عارف) بھی موجود تھے، بندہ نے اس منظر کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔

غیب سے آواز آئی کہ جامعۃ الرشید اور دیگر مدارس کے حضرات یہاں بیان کے لیے آرہے ہیں، جس پر اتحاد الامت کا گمان غالب ہوا اور خوشی ہوئی، ساتھ ہی ایک چیخ کی آواز آئی اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے والی آواز بند ہوگئی، دروازے کھل گئے، تمام حضرات باہر آنے لگے اور ایسا محسوس ہوا کہ حضرت امام مہدی

کا ظہور ہونے والا ہے جس پر انتہائی خوشی ہوئی اور آنکھ کھلنے پر اذان فجر کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت مبشرات ہیں جن کو تحریر کرنے کا یہ موقع نہیں کیوں کہ مضمون طویل ہو جائے گا۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی بنیاد

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کا کراچی میں قیام پہلے ناظم آباد میں تھا پھر حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے گلشن اقبال کراچی میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی اور ناظم آباد سے گلشن اقبال منتقل ہو گئے، بعد میں اسی خانقاہ میں مدرسہ اشرف المدارس اور مسجد اشرف تعمیر کی گئی۔ الحمد للہ! آج یہ خانقاہ پورے عالم کا مرکز ہے اور متوسلین اور طالبین افریقہ، امریکا، برطانیہ، فرانس، جرمنی، برما، بنگلہ دیش، انڈیا، افغانستان، ایران، کینیڈا، سعودی عرب، عرب امارات وغیرہ سے اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے اصلاح وتزکیہ کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور حضرت کی صحبت وارشاداتِ عالیہ سے مستفید ہو کر فائز الحرام واپس ہوتے ہیں، خصوصاً بڑے بڑے اہل علم پورے عالَم سے حضرت اقدس مد ظلہ سے منسلک ہو کر علم حقیقی اور کیفیاتِ احسانیہ کے ساتھ اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں۔

اس خانقاہ کی ایک شاخ سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی میں قائم کی گئی ہے، جہاں ہر اتوار کو فجر کے بعد حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہوتا ہے اور گاہے گاہے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ وہاں چند روز کے لیے سالکین کے ہمراہ قیام بھی فرماتے ہیں وہیں ایک نہایت وسیع اور خوبصورت مسجد سات آٹھ سال پہلے تعمیر ہو چکی ہے اور اب ایک جامعہ اشرف المدارس کے نام سے اور ایک مدرسۃ البنات زیر تعمیر ہے۔ اللہ تعالیٰ تعمیر کا غیب سے سامان فرما کر حضرت والا کو مسرور فرمادے اور قیامت تک صدقہ جاریہ بنائے (آمین) الحمد للہ! اب دونوں ادارے تعمیر شدہ ہیں، بلکہ کثرتِ شائقینِ علم کی وجہ سے ان کی توسیع کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو اولاد کی طرف سے بھی خوش بختی سے نوازا ہے۔ حضرت کے اکلوتے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت فیوضہم بھی محی السنہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ خاص ہیں اور اشرف المدارس کا تعلیمی انتظام وانصرام بڑی خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی دردِ عشق اور سوز و غم کے وافر حصہ سے نوازا ہے۔

خدمتِ خلق

اللہ والوں کا ہمیشہ سے مخلوق کا ناطہ خالق سے جوڑنے کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق بھی ان کا خاصہ رہا ہے۔ حضرت مولانا محمد مظہر میاں صاحب نے حضرت والا کی سرپرستی میں خدمتِ خلق کے کام کو منظم کرکے ایک ٹرسٹ بنایا ہے، جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں عظیم الشان خدمات کی سنہری تاریخ رقم کر دی ہے، اس کی خدمات کا تفصیلی جائزہ لینے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ اور حضرت اقدس دامت برکاتہم کے پوتے بھی ماشاء اللہ ہونہار اور اصحاب علم و فضل ہیں۔ الحمد للہ! ایں خانہ ہمہ آفتاب است، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم اور ان کی اولاد کی زندگیوں میں برکت عطا فرمائیں اور طویل عرصہ تک صحت و عافیت کے ساتھ ان کو سلامت رکھیں اور ان کے فیوض وبرکات کو قیامت تک جاری رکھیں، آمین۔ حضرتِ اقدس کے خلفاء حضرت اقدس کے حکم سے اپنے اپنے ملکوں اور علاقوں میں بغرضِ اصلاح وتزکیہ خانقاہیں قائم کر رہے ہیں جن سے خلقِ خدا فائدہ اٹھا رہی ہے۔

شیخ العرب والعجم کا خطاب

حضرت والا دامت برکاتہم کو اگرچہ بہت پہلے ان کے مشائخ نے شیخ العرب والعجم کا خطاب دیا تھا، لیکن اب اس کا ظہور تمام ہو رہا ہے اور سعودی عرب میں خاص طور پر حرمین شریفین میں آپ کا فیض بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ آپ کی جب حرمین شریفین حاضری ہوتی ہے تو صبح وشام کی مجلس میں سینکڑوں کی تعداد میں مرد وخواتین

حاضر ہوتے ہیں اور حضرت کے بیسیوں خلفاء جدہ، مکہ، مدینہ اور دیگر شہروں میں ہفتہ واری مجالس کا انعقاد کرتے ہیں۔

اور ان سب سے بڑھ کر آپ کے مواعظ عربی زبان میں ترجمہ ہو کر حکومتِ سعودیہ کی اجازت سے طبع ہو کر تقسیم ہو رہے ہیں۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور حضرت والا کے خلفاء مولانا عبداللہ مدنی زید مجدہٗ اور مدینہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر مولانا خالد مرغوب صاحب مواعظ کا عربی ترجمہ کر کے حکومتِ سعودیہ سے منظور کرا کر ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر تقسیم کر رہے ہیں اور ۲۰۰۹ء کے ابتدائی مہینوں میں ایک ایک دن میں حرم مکہ اور حرم مدینہ میں ہزاروں مواعظ تقسیم ہوئے، یہاں تک کہ ائمہ حرمین نے بھی ان مواعظ کو بہت پسند کیا ہے اور اہلِ عرب میں ان کی طلب بہت بڑھ گئی ہے اور لوگ فون کر کر کے حضرت کے خلفاء سے مواعظ طلب کرتے ہیں۔ حضرت والا نے حکم فرمایا کہ طباعت اور تقسیم بالکل ہی نہ روکی جائے خواہ کتنا ہی مصرف آئے۔ حضرت والا اور ان کی اولاد نے اپنی گرہ سے اس مد میں بہت بڑا عطیہ دیا ہے۔ حضرت والا کے یہ تین مواعظ اہل عرب میں قبولیت عامہ حاصل کر چکے ہیں۔

۱) مَفَاسِدُ عَدَمِ حِفظِ البَصرِ ۲) کُنُوْزٌ مِنَ الْقُرْآنِ الْکَرِیْمِ وَالْحَدِیْثِ الشَّرِیْفِ وَاَسْبَابُ حُسْنِ الْخَاتِمَۃِ ۳) اَلْبَلْسَمُ الشَّافِیْ لِمَنِ ابْتُلِیَ بِالْمَعَاصِی۔

حضرت والا کا فیض بہاول نگر میں

الحمدللہ! جامع العلوم عید گاہ بہاول نگر میں بھی حضرت نے ۱۷/اکتوبر ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک خانقاہ اشرفیہ اختریہ کا افتتاح فرمایا، جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت شیخ کے زیر سایہ اصلاح و تزکیہ کا کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو صحت و عافیت اور خدماتِ دینیہ اور شرفِ قبولیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور پوری امت کو حضرت اقدس کے وجودِ مسعود سے مستفید فرمائے اور خصوصاً متوسلین کو پوری فکر و طلب کے ساتھ فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

الحمد للہ! امسال مارچ ۲۰۰۰ء کو احقر کی درخواست پر باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے حضرت اقدس نے نہایت کرم فرمایا اور تین دن کے لیے دوبارہ بہاولنگر تشریف لائے۔ حضرت اقدس کے ہمراہ تقریباً چالیس احباب بھی تشریف لائے۔ پورے بہاول نگر میں عید کا سماں تھا اور لوگ جوق در جوق حضرت والا کی زیارت اور صحبت سے فیض یاب ہونے کے لیے آرہے تھے۔ حضرت والا یہاں کی دینی فضا اور دینی طلب کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے۔ یہ سب حضرت والا ہی کا فیض ہے۔ خانقاہ اشرفیہ اختریہ کی بالائی منزل کی توسیع کا حضرت والا نے افتتاح فرمایا اور منچن آباد میں جدید مسجد رفیق الاسلام کا بھی افتتاح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے صدقہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

۞۞۞۞

اشکوں کی بلندی

خداوندا مجھے توفیق دے دے
فدا کردوں میں تجھ پر اپنی جاں کو

گنہگاروں کے اشکوں کی بلندی
کہاں حاصل ہے اختؔر کہکشاں کو

اختؔر

سفر حرمین شریفین ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء

شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ بمطابق نومبر ۱۹۹۸ء میں حضرت والا کے ساتھ حرمین شریفین کا پہلا سفر تھا۔ احقر کی اگرچہ حرمین شریفین کی پہلی حاضری ۱۹۹۴ء میں ہوئی تھی اوراس کے بعد بھی کئی حاضریاں ہوئیں، حضرت والا کی معیت میں یہ پہلی حاضری تھی، حضرت والا کے ساتھ تقریباً بیس احباب تھے۔ ۲۳ نومبر بروز پیر یہ قافلہ سعودی ایئرلائن پر کراچی سے جدہ کے لیے روانہ ہوا۔ حضرت والا کے خلیفہ جناب ناصر گلزار صاحب مرحوم سے اس سفر میں پہلی ملاقات اور تعارف ہوا، وہ جہاز میں میرے برابر والی سیٹ پر تھے، بعد میں یہ تعارف انتہائی محبت میں تبدیل ہوگیااور پھر وہ چند سال بعد اس دارِفانی سے کوچ فرماگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

جدہ پہنچ کر یہ قافلہ لموزین گاڑیوں پر مکہ شریف کے لیے روانہ ہوااور وہاں پر دارِابرار میں ٹھہرے، کچھ دیر آرام کرکے عمرہ کی ادائیگی کے لیے حاضر ہوئے۔

افسوسناک خبر

دورانِ عمرہ کراچی سے حضرت والا کے فرزند مولانامظہر میاں صاحب دامت برکاتہم کا فون آیا کہ حضرت کی اہلیہ پیرانی صاحبہ پر فالج کا حملہ ہوگیا۔ حضرت نے دورانِ عمرہ توذرا اس کا احساس نہیں ہونے دیا، عمرہ سے فراغت کے بعد ہم سب کو جمع کرکے یہ افسوسناک خبر سنائی۔

حضرتِ والا کا طرزِ عمل

حضرت والا نے ہم علماء کو جمع کرکے مشورہ فرمایا، جس میں راقم الحروف، مفتی نورالزمان صاحب بنگلہ دیشی، مولانایوسف صاحب برماوی، حضرت میر صاحب اور چند خدام تھے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حق عمرہ کرنے سے ادا ہوگیا ہے، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق باقی ہے، تو اس کے لیے ابھی فوری طور پر مدینہ شریف حاضر ہوکر سلام

پیش کرلیتاہوں اور اس کے بعد اپنی اہلیہ کی تیمارداری کے لیے کراچی چلاجاتاہوں، جس کے ساتھ چالیس سالہ رفاقت رہی ہے اس کا یہ حق ہے کہ اس کی بیماری میں اس کے پاس وقت گزاروں اور ویسے بھی بیوی کو بیماری اور مشکل میں اپنے شوہر کا انتظار زیادہ ہوتا ہے۔ حضرت کے اس فیصلے سے سب مریدین اور متعلقین پر معاشرت کی کئی اہم باتیں کھل گئیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے بعد حقوق مخلوق کی اہمیت پیدا ہوگئی حضرت والا کا یہ عمل ان کے تفقہ فی الدین پر بہت بڑی دلیل ہے۔

حضرت والا کی مدینہ شریف حاضری پھر کراچی روانگی

چناں چہ حضرت والا کے ساتھ میر صاحب اور صوفی شمیم صاحب مدینہ شریف حاضری دے کر جدہ روانہ ہوئے جہاں کراچی کے لیے سیٹ کا پہلے سے انتظام کردیا گیا تھا، اس طرح کراچی آپ کی روانگی ہوئی اور اہلیہ محترمہ کی تیمارداری کے لیے ہسپتال تشریف لے گئے، حضرت والا کو دیکھ کر پیرانی صاحبہ کو بہت مسرت ہوئی اگرچہ بوجہ فالج بول نہ سکتی تھیں لیکن چہرہ جذبات کی ترجمانی کررہا تھا آپ چند دن بیمار رہ کر اس دار فانی سے کوچ فرماگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

حضرت والا نے مکہ شریف سے روانگی سے قبل راقم الحروف کو قافلے کا امیر مقرر فرمادیا تھا اس طرح مکہ شریف اور مدینہ شریف میں وقتِ مقررہ میں حضرت والا کی تعلیمات اور معمولات کا مذاکرہ کرلیا کرتے تھے۔

❖❖❖❖

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے

سفر حرمین شریفین ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء

اگلے سال حضرت والا کے شعبان المعظم میں حرمین شریفین کے سفر کا پتہ چلا اور یہ حالتِ صحت میں حضرت والا کا آخری سفر تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت والا کو صحتِ کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے (آمین) راقم الحروف نے بھی رفاقت کی درخواست دے دی جو قبول کرلی گئی اس طرح ایک بار پھر حضرت والا کی معیت میں دیارِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور دربارِ شاہ کی حاضری نصیب ہوئی۔ اس دفعہ سفر کی ترتیب کراچی سے براہِ راست مدینہ شریف پھر مدینہ شریف سے مکہ شریف اور مکہ شریف سے جدہ اور جدہ سے کراچی تھی۔

مدینہ شریف روانگی

۴ نومبر ۱۹۹۹ء بروز جمعرات حضرت والا صبح آٹھ بجے سولہ رفقاء کے ساتھ ایئرپورٹ پر تشریف لائے، ان رفقاء میں حضرت والا کے دو پوتے مولانا ابراہیم میاں صاحب مدظلہ اور مولانا اسحاق صاحب سلمہ، حضرت میر صاحب، حاجی نثار صاحب، حافظ ضیاء الرحمٰن صاحب، صوفی شمیم صاحب، جناب فیروز میمن صاحب، مولوی محمد طاہر صاحب، جناب اطہر صاحب، جناب حق الیقین صاحب، سید واثق صاحب، عرفان غنی صاحب اور راقم جلیل احمد اخون عفی عنہ تھے۔

ذریعہ سعادت

حضرت والا نے ایئرپورٹ پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سایۂ رحمت میں ہنسنا سعادت اور غضب کے سایہ میں ہنسنا مزید جرم ہے۔

کرسی کا اثر

ارشاد فرمایا کہ کرسی انسان کا دماغ خراب کردیتی ہے۔ حضرت

مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو جب صدر ایوب نے گرفتار کر کے کوئٹہ جیل بھیجا، تو اخبارات میں کچھ یوں خبر چھپی کہ مسٹر احتشام الحق کو گرفتار کر لیا گیا، پھر جب دو ماہ کے بعد رہا ہوئے تو خبر چھپی کہ مولانا احتشام الحق صاحب رہا ہو گئے، رہائی کے بعد مولانا نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں جیل میں داخل ہوا تو جاہل تھا مسٹر لکھا گیا اور جب دو ماہ میں جیل کا درس نظامی کر لیا تو جب نکلا ہوں تو عالم بن گیا اب مولانا لکھا گیا۔

جہاز پر

تقریباً ۹ بجے جہاز پر سوار ہوئے یہ سعودی ایئر لائن کا جہاز تھا جو تقریباً ۴ گھنٹے میں کراچی سے مدینہ شریف کے انٹرنیشنل عبد الملک بن عبد العزیز ایئر پورٹ پر اترا۔ سعودیہ میں اس وقت ۲۶ رجب ۱۴۲۰؁ھ کی تاریخ تھی عصر سے قبل مدینہ شریف پہنچے۔

یہ صبح مدینہ یہ شام مدینہ
مبارک تجھے یہ قیام مدینہ
بھلا جانے کیا جام و مینائے عالم
ترا کیف اے خوش خرام مدینہ
مدینہ کی گلیوں میں ہر اِک قدم پر
ہو مدّ نظر احترامِ مدینہ
مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
بڑا لطف دیتا ہے نامِ مدینہ

(حضرت والا دامت برکاتہم)

حضرت والا کا والہانہ انداز

ایئر پورٹ پر استقبال کے لیے مدینہ شریف کے احباب موجود تھے۔ حضرت والا حاجی محمد دین افغانی کی موٹر میں سوار ہو گئے اور باقی احباب ٹیکسیوں پر۔

ایئر پورٹ سے جوں جوں مدینہ شریف قریب آرہا تھا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار دکھائی دینے لگے تھے تو فرمایا ؎

ڈھونڈتی تھی گنبد خضریٰ کو تو
دیکھ وہ ہے اے نگاہِ بے قرار
ہوشیار اے جانِ مضطر ہوشیار
آگیا شاہ مدینہ کا دیار

پھر اپنے شیخ کی محبت میں یہ شعر فرمایا ؎

ہمیں ترچھی نظر سے دیکھ لے یہ کس کی ہمت
مگر اس جانِ محبوبی کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں

قصر الشریف میں قیام

مدینہ شریف میں قصر الشریف ہوٹل میں قیام تھا جو مسجد نبوی کے مشرق میں سوق العنابیہ اور جنت البقیع کے بالکل قریب تھا اس کی تیسری منزل کا ایک فلیٹ جس میں تقریباً چار کمرے تھے وہ بک کرایا گیا تھا۔ عصر، مغرب اور عشاء جدید مسجد شریف کا وہ حصہ جو عنابیہ اور بقیع کے قریب تھا وہاں ادا فرمائی۔

فضائل مدینہ شریف

یہیں سے تو اسلام پھیلا جہاں میں
مدینہ کا شہرہ ہے ہفت آسماں میں
یہ مسکن ہے شاہ مدینہ کا اختر
فلک بوسہ زن ہے یہاں کی زمیں پر
نظر ڈھونڈتی ہے دیارِ مدینہ
ہے دل اور جاں بے قرارِ مدینہ

(حضرت والا دامت برکاتہم)

راقم عرض کرتا ہے کہ مدینہ شریف کے بہت سے نام منقول ہیں۔

ناموں کی کثرت مسمّٰی کے شرف پر دلالت کرتی ہے، شاید ہی کسی جگہ کے نام اس سے زائد ہوں، اس شہرِ مبارک کا ایک نام اثرب یا یثرب ہے، یہ اس شخص کا نام ہے جو نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے یہاں قیام پذیر ہوئے تھے۔ دوسرا نام ارض اللہ ہے۔ تیسرا نام ارض الہجرۃ ہے، چوتھا نام قُبۃ السّلام۔ پانچواں دارالایمان، چھٹا البارۃ والبرۃ ہے ایک نام بیت الرسول ہے، ایک نام حبیبہ ہے، ایک نام حَرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ایک نام خیرۃ ہے، ایک نام دارالسنۃ ہے، ایک نام ذات النخل ہے، ایک نام ذات حرار ہے، ایک نام سیدۃ البلدان ہے، ایک نام شافیہ ہے، ایک نام طابہ وطیبہ ہے، ایک نام عاصمہ اور ایک نام قاصمہ ہے، ایک نام قریۃ الانصار ہے اور معروف نام مدینہ منورہ ہے۔

اس بات پر اجماع ہے کہ مدینہ شریف کی وہ ارض مقدس جو جسمِ اطہر کے ساتھ لگی ہوئی ہے وہ ہر جگہ سے افضل ہے، یہاں تک کہ خانہ کعبہ سے بھی اور عرش سے بھی افضل ہے۔

حکیم ترمذی نے اپنی نوادرات میں لکھا ہے کہ آجر بن بکار فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ کے ایک شخص نے فضائل مدینہ پر ایک کتاب لکھی اور مکہ کے ایک شخص نے فضائل مکہ پر کتاب لکھی، دونوں خوب دلائل لائے اور ہر ایک نے کوشش کی کہ اپنی ارض مقدّس کی فضیلت دوسرے پر ثابت کرے، یہاں تک کہ مدنی نے مکی پر ایک ایسی فضلیت بیان کی جس سے مکی عاجز آگیا۔ مدنی نے کہا کہ ہر انسان اسی مٹی سے پیدا ہوتا ہے جس میں مرنے کے بعد دفن کیا جاتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر مدینہ شریف کی مٹی سے پیدا کیا گیا، لہٰذا یہ مٹی پوری دنیا کی زمین سے افضل ہے۔

اور اس بات پر دلیل کہ آدمی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں سے پیدا کیا جاتا ہے، حاکم نے مستدرک میں روایت بیان کی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو فرمایا: یہ کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ فلاں حبشی کی ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لایا گیا اپنی زمین اور آسمان سے اس مٹی کی طرف جس سے یہ پیدا کیا گیا۔[۴]

صحیحین کی روایت ہے کہ مجھے حکم دیا اس بستی کا جو ساری بستیوں کو کھاجائے گی، جس کو لوگ یثرب کہتے ہیں، اور وہ مدینہ ہے۔ مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو انسان کے گند کو دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی زنگ کو دور کر دیتی ہے،[۵] ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بستیوں کو کھاجانے سے مراد یہ بھی ہے کہ اس کی فضیلت کے سامنے سب جگہوں کی فضیلت ماند پڑ جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مدینہ شریف کے قیام میں تکالیف پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا دیں گے جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔[۶]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بدعت ایجاد کی مدینہ میں یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے قیامت کے دن نہ اس کا کوئی فرض قبول فرمائیں گے نہ کوئی نفل۔[۷] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ شریف میری جائے ہجرت ہے، میرے پڑوس کا خیال کرو جب تک کہ وہ گناہ کبیرہ سے بچیں، جس نے میرے پڑوس کی حفاظت کی میں اس کا سفارشی ہوں گا قیامت کے دن اور جو حفاظت نہیں کرے گا اس کو جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔[۸]

---

[۴] المستدرك للحاكم: ۱/۵۲۱ (۱۳۵۶)، كتاب الجنائز، دار الكتب العلمية، بيروت
[۵] صحيح البخاری: ۱/۲۵۲ (۱۸۷۱)، باب فضل المدينة وانها تنفی الناس، المكتبة المظهرية
[۶] صحيح البخاری: ۱/۲۵۲ (۱۸۷۷)، باب اثم من كاد اهل المدينة، المكتبة المظهرية
[۷] جامع الترمذی: ۲/۳۳، باب ما جاء فی من تولی غير مواليه او ادعی الی غير ابيه، ايچ ايم سعيد
[۸] كنز العمال: ۱۲/۲۴۶ (۳۴۸۸۵) فضائل المدينة وما حولها علی ساكنها افضل، مؤسسة الرسالة

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ
مبارک تجھے یہ قیامِ مدینہ

بھلا جانے کیا جام و مینائے عالم
تِرا کیف اے خوش خرامِ مدینہ

مدینہ کی گلیوں میں ہر اک قدم پر
ہو مدِّ نظر احترامِ مدینہ

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
بڑا لطف دیتا ہے نامِ مدینہ

نگاہوں میں سلطانیت ہیچ ہو گی
جو پائے گا دل میں پیامِ مدینہ

سکونِ جہاں تم کہاں ڈھونڈتے ہو
سکونِ جہاں ہے نظامِ مدینہ

ہو آزاد اخترؔ غمِ دو جہاں سے
جو ہو جائے دل سے غلامِ مدینہ

(حضرت والا دامت برکاتہم)

دعائے پیغمبر علیہ السلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا بِمَکَّۃَ اَوْ أَشَدَّ[۹]

اے اللہ! ہمیں مدینہ شریف اسی طرح محبوب کر دے جس طرح مکہ محبوب ہے یا اس سے بھی زیادہ۔

---

۹ صحیح البخاری:۱/۲۵۳،(۱۸۸۹)،باب کراھیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تعری المدینۃ،المکتبۃ المظہریۃ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور جب مدینہ شریف کے مکانات نظر آنے لگتے، تو اپنی سواری کو تیز دوڑاتے اور مدینہ شریف کی محبت کی وجہ سے اور فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِیْھَا قَرَارًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا[۱۰]

پھر:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ[۱۱]

اے اللہ تعالیٰ! مدینہ شریف میں بنسبت مکہ کے دوچند برکت فرما۔

طاعون اور دجال اس شہر میں داخل نہیں ہوسکتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے واپس تشریف لائے تو جو مومنین پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے آپ کا استقبال کیا تو اس سے گرد و غبار اڑنے لگا تو بعض لوگوں نے اپنا ناک اور منہ کپڑے سے ڈھانپ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے سے باندھا ہوا کپڑا ہٹایا اور ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! مدینہ کا غبار ہر بیماری سے شفا ہے[۱۲]

اڑے گی ہوا سے جو خاکِ مدینہ
میں ایسے غباروں میں مستور ہوں گا
عجم کے بیاباں سے مفرور ہوں گا
گلستانِ طیبہ سے مسرور ہوں گا

(حضرت والا دامت برکاتہم)

دوسری روایت میں فرمایا کہ مدینہ شریف کی عجوہ کھجور ہر بیماری کی شفا ہے اور اس کا غبار

[۱۰] تحفۃ الابرار بنکت الأذکار للسیوطی: ۱/۱۰۳، مکتبۃ دار التراث، المدینۃ المنورۃ
[۱۱] صحیح البخاری: ۱/۲۵۳، (۱۸۸۵)، باب المدینۃ تنفی الخبث، المکتبۃ المظھریۃ
[۱۲] کنز العمال: ۱۲/۲۳۶ (۳۴۸۲۸)، فضائل المدینۃ وما حولھا علی ساکنھا افضل، مؤسسۃ الرسالۃ

جزام کی بیماری سے شفا ہے۔[۱۳] مسلم شریف میں دو احادیث مذکور ہیں ایک یہ کہ جس نے صبح کے وقت سات کھجوریں کھالیں اسے شام تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جس نے صبح صبح عجوہ کھجوریں کھائیں اس کو اس دن نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے نہ جادو۔[۱۴] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مدینہ شریف کو حرم قرار دیتا ہوں عیر اور ثور پہاڑ کے درمیان۔[۱۵] (جامع)

روضۂ اقدس پر حاضری کا مشورہ

اس زمانے میں مسجدِ نبوی عشاء کی نماز کے ایک گھنٹہ بعد بند ہو جاتی تھی، روضۂ اقدس پر حاضری کا مشورہ ہوا اور حضرت والا نے فرمایا کہ فجر کے بعد حاضری دیں گے کیوں کہ اب تھکاوٹ بھی ہے اور وقت بھی کم ہے۔

بعض احباب کا جذبہ

عشاء کے بعد حضرت والا آرام فرمانے کے لیے لیٹ گئے اور کمرے کا دروازہ بند ہو گیا تو بہت سے احباب میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم ابھی جا کر روضہ پر حاضری دے دیتے ہیں کیوں کہ ہمیں کوئی خاص تھکاوٹ نہیں اور مسجد بھی کھلی ہوئی ہے تو میں نے عرض کیا کہ میں اگرچہ پہلے کئی بار مدینہ شریف حاضر ہو چکا ہوں لیکن حضرت والا کے ساتھ دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہلی حاضری ہے اس لیے میں تو حضرت والا کے ساتھ ہی حاضری دوں گا۔ بہر حال بہت سے احباب از خود حاضری کے لیے چلے گئے۔

حضرت والا کی روضۂ اقدس پر حاضری

فجر کی نماز کے بعد حضرت والا روضۂ اقدس پر حاضر ہونے کے لیے گئے تو بہت زیادہ بھیڑ تھی، تو کسی نے کہا کہ ابھی بہت دھکم پیل ہے انتظار کر لیا جائے۔ تو

۱۳؎ جامع الترمذی: ۲/۲۷، باب ما جاء فی الکماۃ والعجوۃ، ایچ ایم سعید

۱۴؎ صحیح مسلم: ۲/۱۸۱، باب فضل تمر المدینۃ، ایچ ایم سعید

۱۵؎ صحیح البخاری: ۲/۱۰۰۰ (۶۷۹۹)، باب اثم من تبرأ من موالیہ، المکتبۃ المظہریۃ

حضرت والا نے رو کر فرمایا کہ جب عاشق محبوب کے دروازے پر دھکے کھاتا ہے تو محبوب کو اس پر رحم اور پیار آجاتا ہے۔ چناں چہ اسی طرح حاضری دی اور عین جب مواجہہ شریف کے سامنے پہنچے، تو شُرطی (سپاہی) نے از خود جگہ بنادی اور جب تک آپ نے اطمینان سے صلوٰۃ و سلام پیش نہ کر دیا اس وقت تک نہ ہٹایا۔

یہ آہِ سحر کا اثر دیکھتے ہیں
مدینہ کے شام و سحر دیکھتے ہیں
جو روضہ پہ حاضر سلاطیں ہوئے ہیں
تو پندار زیر و زبر دیکھتے ہیں
جو جالی پہ صل علیٰ کہہ رہے ہیں
اے اخترؔ انہیں چشم تر دیکھتے ہیں

(حضرت والا دامت برکاتہم)

ہوٹل پر واپسی

حاضری کے بعد ہوٹل پر واپس ہوئے اور مجلس شروع ہوگئی۔ جنوبی افریقہ کے ایک ساتھی جو حضرت کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تھے، جناب محمد صدیق جھکورا صاحب نے نصیحت کی درخواست کی۔

مدینہ شریف میں شیخ کے ساتھ حاضری کا ادب

حضرت والا نے فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک شیخ اور اس کا مرید مدینہ شریف آئے تو مرید بغیر شیخ کی معیت کے روضۂ اقدس کی حاضری کے لیے چلا گیا۔ صلوٰۃ و سلام پیش کرکے نظر عنایت کی درخواست کی، تو روضۂ اقدس سے آواز آئی کہ جب اپنے شیخ کے ساتھ آؤ گے تو عنایت کریں گے، اس لیے اپنے شیخ کے ساتھ روضۂ اقدس کی حاضری بہت بڑا شرف ہے۔

مجلس کے بعد وہ احباب جو از خود چلے گئے تھے اپنے فعل پر بہت نادم ہوئے۔

حاضری کا ادب

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ روضۂ اقدس پر حاضری کا ادب یہ ہے کہ مدینہ شریف پہنچ کر فوراً حاضری کی کوشش نہ کرے، پہلے اپنا مال واسباب ٹھکانے لگائے، غسل کرے ورنہ وضو کرے، اچھے کپڑے پہنے، خوشبو لگائے پھر حاضر ہو اور اگر شیخ یا کوئی بزرگ ساتھ ہو تو اس کے ساتھ کم از کم پہلی حاضری دے، چناں چہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بحرین کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت جن کو وفد عبد القیس کہا جاتا ہے، ایمان لانے کے بعد مدینہ شریف آئی، جوں ہی وہ مدینہ شریف پہنچے ان کو اس قدر جوش تھا کہ گھوڑوں کی پیٹھوں سے چھلانگیں ماردیں اور دوڑتے ہوئے مسجد نبوی پہنچے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ادھر ان میں ایک ساتھی جن کا نام منذر بن عائذ اور لقب اشج تھا وہ پیچھے رہ گئے۔ انہوں نے سب کے گھوڑوں کو سنبھالا انہیں مناسب جگہ باندھا پھر کسی سے پوچھ کر کنویں پر گئے، غسل کیا، دھلے ہوئے کپڑے پہنے خوشبو لگائی، پگڑی باندھی پھر حاضری کے لیے تشریف لے گئے ان کے جانے سے قبل پیغمبر علیہ السلام نے پوچھا کہ کوئی تم میں باقی تو نہیں رہ گیا؟ تو ان صحابہ نے عرض کیا کہ ایک ساتھی باقی ہے اتنی دیر میں وہ بھی حاضر ہوئے پیغمبر علیہ السلام نے ان کا استقبال فرمایا اور فرمایا کہ تجھ میں دو صفات ایسی ہیں کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتے ہیں ایک بردباری اور ایک ہر کام کو ٹھہر ٹھہر کر کرنا۔[١٦] اس لیے حاضری میں عجلت نہ کرے بلکہ حضرت اشج رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرے۔ (جامع)

مدینہ شریف کا ادب اور حق

ارشاد فرمایا کہ مدینہ شریف کا غایت ادب ملحوظ رکھے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہندوستان کا ایک شخص مدینہ شریف گیا وہاں

---

[١٦] شعب الأیمان للبیھقی: ١١/٢٩٤ (٨٥٦٠)، باب مقاربۃ اھل الدین ومودتھم، مکتبۃ الرشد، ریاض

اس نے دہی کھایا تو کہنے لگا کہ ہندوستان کا دہی یہاں کے دہی سے اچھا ہے، رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں آئے اور ڈانٹ کر فرمایا "او نالائق" یہاں سے نکل جا۔ ارشاد فرمایا کہ مدینہ شریف کا حق یہ ہے کہ یہاں نعت شریف پڑھی جائے کیوں کہ حضرت حسّان رضی اللہ عنہ صحابی بھی نعت کہتے تھے نعت شریف کہنا سنت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے اور سننا سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور سنت صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہے۔

توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق

ارشاد فرمایا کہ توحید کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھنا اور ماننا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ضروری ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جتنا عشق ہو گا اللہ تعالیٰ کا اتنا ہی عشق ہو گا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان سیاح سے کسی نے پوچھا ؎

پس کجامی شہر زاں ہا خوشتر

کہ کون سا شہر تمہاری نظر میں خوبصورت ہے ؎

گفت آں شہرے کہ دروے دل بر است

وہ شہر جہاں میرے محبوب کا جلوہ ہے۔ تو مدینہ شریف کی محبت اس محبوب کی وجہ سے ہے جو اس سبز گنبد کے نیچے آرام فرما ہیں۔

گنبد خضراء

جب نظر آئے وہ سبز گنبد
کہہ کے صل علیٰ جھوم جائیں
جب حضوری کا عالم عطا ہو
ان کو افسانۂ غم سنائیں

(حضرت والا دامت برکاتہم)

سبز گنبد پہ جس کی نظر ہو
وہ بھلا جائے کس گلستاں میں
کیا کہوں رفعت شانِ گنبد
کچھ نہیں دم ہے اختر زباں میں

(حضرت والا دامت برکاتہم)

تجلّی جو ہے سبز گنبد پہ ہر دم
اسے رشکِ شمس و قمر دیکھتے ہیں
تصوّر میں آتا ہے جب سبز گنبد
تو ایمان کو گرم تر دیکھتے ہیں

(حضرت والا دامت برکاتہم)

راقم عرض کرتا ہے کہ نافع ابن ابی نعیم ذکر فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کی قبر شریف قبلے کی جانب پہلے نمبر پر ہے اور اس کے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے پاس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر ہے اور اس کے پیچھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھوں کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا ایک حصے میں قبور تھیں اور دوسرے حصے میں خود رہتی تھیں اور اس کے درمیان ایک دیوار بنائی ہوئی تھی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قبروں کے حصے میں گھریلو کپڑوں میں داخل ہو جاتیں تھیں لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو پھر وہ بغیر اہتمام اور اچھی طرح کپڑے لپیٹے بغیر داخل نہیں ہوتی تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی مٹی لے جاتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ ایک دیوار بنادی جائے، لیکن اس دیوار میں ایک طاق رکھ دیا گیا تھا پھر لوگ اس میں سے بھی مٹی لے

جاتے تو آپ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تو پھر اس کو بھی بند کر دیا گیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی قبور نظر آتی تھیں۔ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی مرتبہ گول دائرے میں یا مخمس اونچی دیوار قائم کر دی، یہ اس لیے بنایا کہ خانہ کعبہ کے مشابہ نہ ہو اور اسے قبلہ نہ بنایا جائے بعد میں اس پر قبہ بنا دیا گیا پہلے اس کا رنگ سفید تھا بعد میں سبز کر دیا گیا اور وہ گنبد خضراء کہلایا۔ طبرانی کی روایت میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے اور ان کی چوتھی قبر ہو گی۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روزانہ قبر مبارک پر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں اور عظمت کی وجہ سے اپنے پروں کو مارتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں، جب شام ہو جاتی ہے تو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور شام میں اتنی ہی مقدار اترتی ہے اور یہ کام کرتی ہے۔ جب قیامت کے دن زمین پھٹے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک سے نکلیں گے، تو ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ صلی اللہ علیہ وسلم (جامع)

مجلس در ہوٹل بعد نماز فجر

۲۷ رجب ۱۴۲۰؁ھ بمطابق ۵ نومبر ۱۹۹۹؁ء بروز جمعۃ المبارک

اہلِ مدینہ کا احترام

ارشاد فرمایا کہ اگر اہلِ مدینہ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو ان سے انتقام نہ لے، کیوں کہ اگر کسی بچے کو اس کی غلطی پر کوئی معاف کر دے، تو اس کا ابّا اسے انعام دیتا ہے اور شکریہ ادا کرتا ہے اور اہلِ مدینہ کو معاف کرنے پر سید دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم انعام عطاء فرمائیں گے۔ دونوں حرم کے رہنے والوں کا احترام کرو۔

پھر فرمایا کہ انتقام تو کسی سے بھی نہیں لینا چاہیے کیوں کہ علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زمانہ ہیں اپنی کتاب رسالہ قشیریہ میں ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ الْوَلِیَّ لَایَکُوْنُ مُنْتَقِمًا وَاِنَّ مُنْتَقِمًا لَایَکُوْنُ وَلِیًّا [۱۷] کہ اللہ کا ولی انتقام نہیں لیتا اور انتقام لینے والا اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہوتا۔

تازہ شعر

حضرت والا نے مزاحاً فرمایا کہ ایک تازہ شعر ہوا ہے ؎

نہ کھائے گا یہاں جو حلوہ پوری
فقیری اس کی بس ہوگی ادھوری

نسبت کا خیال

ارشاد فرمایا کہ یہاں ایک بڑے عالم دین ہیں جو ہجرت کر کے آئے ہوئے ہیں اور ان کا اپنا کوئی کاروبار نہیں اور دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو ہدیہ پیش کروں کیوں کہ مجنوں لیلیٰ کی گلی کے مساکینوں کو خیرات دیا کرتا تھا تم لوگ بھی اس میں میرے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

احباب نے پوچھا: حضرت! کتنا کتنا حصہ ملا دیں؟ تو فرمایا: اگر سہولت ہو تو سو سو ریال حصہ ملا لیں البتہ مولانا جلیل مستثنیٰ ہیں۔ تو بندہ نے فوراً دس ریال پیش کر دیے۔ تو حضرت نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ مولانا نے بڑی ہوشیاری سے کام لیا ہے کیوں کہ ایک پر دس کا وعدہ ہے اس طرح انہوں نے اپنے سو پورے کر لیے پھر عصر کی نماز کے بعد حضرتِ والا نے مسجد نبوی میں ان عالم کی خدمت میں ہدیہ پیش کر دیا۔

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

[۱۷] الرسالة القشيرية: ۵۲۵/۲، باب المعرفة بالله، دار المعارف، القاهرة

روزانہ بخاری شریف سمیت سولہ اسباق پڑھاتے تھے۔ بہت قابل شخص تھے، دارالعلوم دیوبند سے صدر مدرسی کی پیش کش بھی ہوئی تھی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ستر بار صلوٰۃ تنجینا پڑھنے کا فرمایا، تو عرض کیا کہ حضرت! میں تھک جاتا ہوں اسباق پڑھانے کی وجہ سے لہٰذا ستر بار پڑھنے میں تعب ہوتا ہے۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سات بار پڑھ لیا کرو، ایک پر دس کا وعدہ ہے، ان شاء اللہ ستر ہی شمار کریں گے۔

مجلس در ہوٹل، صبح ۸ بجے

۲۷ رجب ۱۴۲۰؁ھ بمطابق ۵ نومبر ۱۹۹۹؁ء بروز جمعۃ المبارک

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ظرافت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں مکہ شریف میں سنایا کہ ایک آدمی تھا، جس کی زبان میں لکنت تھی اور وہ ہکلا کے ہر لفظ ادا کرتا تھا، تو اس نے مستقبل کے لفظ کو اس طرح ادا کیا کہ ؎

پہلے اس نے مُس کہا پھر تَق کہا پھر بِل کہا
اس طرح ظالم نے مستقبل کے ٹکڑے کر دیے

حضرت مولانا شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ارشاد فرمایا کہ غوث الثقلین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کو کچھ زمانہ اہل اللہ کے پاس رہنا چاہیے۔

پھر حضرت والا نے فرمایا تاکہ علم کے گولے میں رس بھر جائے اور وہ عالم رس گولا بن جائے خالی مولوی مت بنو بلکہ دردِ دل بھی حاصل کرو اور دردِ دل کا حاصل یہ ہے کہ ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو۔

عاشق کا ٹھکانہ

ارشاد فرمایا کہ جہاں کسی کا محبوب ہوتا ہے وہی اس کا ٹھکانہ ہوتا

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ۹ ذی الحجہ کو اپنا خیمہ اور دربار عرفات میں لگا دیا، تو عاشقوں نے بھی وہیں خیمے گاڑ دیے اور مکہ شریف چھوڑ کر ۹ ذی الحجہ کو عرفات چلے گئے، چوں کہ ان کا محبوب اللہ آج وہیں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تجلیات خاص میدان عرفات میں آج نازل ہوتی ہیں۔

محبت کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ ایک محبت کا نام ہے اور ایک اس کی حقیقت ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ محبت کی حقیقت پا گئے تھے، اس لیے ان کی فضیلت اس شئے کی وجہ سے تھی جو ان کے دل میں تھی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **وَلٰکِنْ لِّشَیْءٍ وَّقَرَ فِیْ صَدْرِہٖ**[18] ہر وقت سر بکف رہتے تھے۔ غارِ ثور میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرما ہوئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے، تو وہاں ایک بل تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خطرہ ہوا کہ شاید اس میں سانپ ہو، اس لیے اپنا انگوٹھا بل کے منہ پر لگا دیا تاکہ سانپ انہیں کاٹے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ پس جب سانپ نے کاٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک لگایا، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ روایت میں ہے کہ وہ سانپ جن تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دید کا مشتاق تھا اور سانپ کو وجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے ملا تھا، سانپ کیا یہ دنیا پیدا ہی آپ کی وجہ سے ہوئی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو یہ دنیا کی چیزیں پیدا نہ ہوتیں۔

تیری خاطر سانپ سے ڈسوا لیا صدیق رضی اللہ عنہ نے
عاشقوں کو ان کی طرز عاشقی اچھی لگی

قصیدہ بردہ کا شعر

وَکَیْفَ تَدْعُوْا اِلَی الدُّنْیَا ضَرُوْرَۃُ مَنْ
لَوْ لَاہُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْیَا مِنَ الْعَدَمِ

---

[18] إحياء علوم الدين: ٢٣/١، بيان علم الذى هو فرض كفاية، دار المعرفة، بيروت

اور ضرورت (محتاجی) اس مقدس ذات صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں کر دنیا کی طرف بلاسکتی ہے، کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی۔

محبت میں خود حوصلہ سازی ہوتی ہے

مصرع ؎

محبت خود سکھا دیتی ہے آدابِ محبت کو

یہ مدینہ شریف کی حاضری ہم کو وفاداری، اشکباری اور آہ وزاری سکھلا رہی ہے، احد کے دامن میں ستر شہداء وفاداری سکھلا رہے ہیں۔یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حوصلہ تھا کہ ستر جنازے پڑھائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شہادت کی نعمت پر شکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بلا درخواست قرآن پاک میں تسلی نازل فرمائی۔

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو محبت رنگ و روپ سے ہوتی ہے وہ آخر میں نفرت سے بدل جاتی ہے اوراللہ والی محبت ہمیشہ قائم رہتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا عاشق اللہ تعالیٰ کی خوشبو اہل اللہ کے پاس پاتا ہے، اس لیے ہمیشہ ان سے جڑا رہتا ہے۔

غزوۂ اُحد میں شکست کا راز

ارشاد فرمایا کہ جب میں مدینہ شریف میں آتا ہوں تو چودہ سو سال پہلے پہنچ جاتا ہوں کہ یہاں ستر شہداء سوئے ہوئے ہیں اور ان کے سردار بھی یہاں ہیں۔غزوۂ اُحد میں جب شکست ہوئی تو قرآن مجید میں آیت نازل ہوئی:

اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ۚ وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ [١٩]

---

[١٩] اٰل عمرٰن: ١٤٠

ترجمہ: اگر تم کو زخم پہنچ جاوے تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم ان ایّام کو ان لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں اور تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لیویں اور تم میں سے بعضوں کو شہید بنانا تھا اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ دن بدلتے رہتے ہیں تا کہ لوگ اسلام صرف اخلاص سے قبول کریں، نہ کہ جیتنے والی پارٹی سمجھ کر داخل ہوں اس لیے شکست بھی ہوتی ہے اسلام میں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَوْ كَانَتِ النُّصْرَةُ دَائِمًا لِلْمُؤْمِنِيْنَ لَكَانَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَ الْاِسْلَامَ عَلٰى سَبِيْلِ الْيَمَنِ وَالْفَأْلِ[٢٠]

شہادت کا راز

میدانِ اُحد میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ (کرے تم میں سے شہید) تا کہ منعم علیہم (انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین) چاروں طبقوں کا مصداق درست ہو جائے مدینہ شریف کی عورتوں نے شہداء کے لواحقین کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمُ الشُّهَدَآءَ یعنی شہداء میں الف لام استعمال کیا تھا، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ نازل فرمائی تو الف لام ہٹا دیا، تا کہ نکرہ ہونے کی وجہ سے قیامت تک کے شہید داخل ہو جائیں اور شہادت کا دروازہ کھلا رہے۔

اور شہادت کا ایک راز یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سمندروں کے پانی اور درختوں کے قلموں سے بھی نہیں لکھی جا سکتی، جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمتوں کو لکھوانے کے لیے عاشقوں کے خون کو منتخب کیا اور عاشقوں کے خون سے اپنی عظمت کی تاریخ لکھوائی اور ان عاشقوں نے بزبان حال کہا کہ ہمارا خون ممنونِ کرم الٰہی ہے۔ لیکن اگر کافر کی تلوار سے شہادت حاصل نہ ہو، تو اپنے خونِ آرزو سے شہادت حاصل کرے اور یہ شہادت صرف اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں، کسی کو اس کا علم نہیں ہوتا، لیکن اس کی خوشبو پھیل جاتی ہے ۔

---

٢٠ روح المعانی: ٦٩/٤، اٰل عمرٰن (١٤٠)، دار احیاء التراث، بیروت

میں نے چھپایا لاکھ محبت کے راز کو
آنکھوں نے رو کے یار سے اظہار کر دیا

نعمت کی ناشکری

ارشاد فرمایا کہ نعمت کو خرچ نہ کرنا بھی ناشکری ہے، تو گناہوں سے بچنے کی ہمت بھی ایک نعمت ہے، اس کو خرچ نہ کرنا ناشکری کا جرم ہے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے مخنث، نے تو مردی نے توزن

اے ہیجڑے (مراد گناہ سے نہ بچنے والا شخص) تو نہ مرد ہے اور نہ تو عورت

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مخنث عام ولی ہو سکتے ہیں ولایتِ خاصّہ نہیں ملے گی، کیوں کہ ان میں فُقدانِ آرزو ہے اور جبکہ فرض شکستِ آرزو ہے نہ کہ فقدان آرزو۔

ٹوٹے ہوئے دل کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ گناہ نہ کرنے سے دل ٹوٹتا ہے اور اللہ تعالیٰ ٹوٹے ہوئے دل کو اپنا مکان بناتے ہیں، اسی لیے بری تمنائیں بھی پیدا کیں اور ان کے توڑنے کا حکم بھی دیا، تاکہ اس مٹیریل سے ہمارے رہنے کے قابل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت خوش رکھو نیک عمل سے اور اس کی ناراضگی نہ لو برے عمل سے، ورنہ وقت آتا ہے کہ بہلانے والے نہلانے والے ہو جاتے ہیں۔

مبارکباد

ارشاد فرمایا کہ میں اپنی زبان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ بلدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ناطق ہے اور تمہارے کان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ان کی باتیں سن رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دوری کا وبال

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب چکی چلتی ہے، تو جو دانے کھونٹے کے قریب ہوتے ہیں وہ نہیں پستے اور جو دور ہوتے ہیں وہ پستے رہتے ہیں، اسی طرح جو لوگ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتے ہیں وہ زمین و آسمان کی چکی میں پستے رہتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے ہیں وہ امن و عافیت میں ہوتے ہیں، اسی کو خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

بلائیں تیر اور فلک کماں ہے چلانے والا شہنشاہ ہے
اسی کے زیر قدم اماں ہے بس اور کوئی مفر نہیں ہے

حرم کی تقریر

ارشاد فرمایا کہ حرم کی تقریر عجم کی سو سال کی تقریر سے افضل ہے اور اثر انگیز ہے، اس لیے کہ جیسا جغرافیہ ہوتا ہے ویسی ہی تاریخ ہوتی ہے اور مدینہ شریف جیسا جغرافیہ کون پیش کر سکتا ہے، جہاں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں اور جہاں ستر شہداء نے ایک ہی دن میں گردنیں کٹوا دیں اور ان کے جنازے زبانِ حال سے کہہ رہے تھے ؎

ان کے کوچے سے لے چل جنازہ میرا
جان دی میں نے جن کی خوشی کے لیے
بے خودی چاہیے بندگی کے لیے

دامنِ احد میں

عصر کے بعد حضرتِ والا مع احبابِ دامنِ احد میں شہداء کے مزارات پر حاضر ہوئے اور ایصالِ ثواب کے بعد یہ دعا فرمائی: اے اللہ تعالیٰ! ان شہدائے احد کے خون و وفاداری کے صدقے ہمیں بھی وفاداری سکھلا دیجیے اور ہر لمحے آپ کو راضی رکھنے کی توفیق عطا فرما دیجیے اور اپنی ناراضگی سے بچا لیجیے۔

نظر ڈھونڈتی ہے دیارِ مدینہ
ہیں دل اور جاں بے قرارِ مدینہ

وہ دیکھو اُحد پر شجاعت کا منظر
شہیدوں کے خونِ شہادت کا منظر

احد کے دامن میں خونِ شہیداں
سبق دے رہا ہے وفائے مدینہ

وفاداریوں پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی اختر
ہے تاریخ روشن یہ شہر مدینہ

جبلِ احد

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ احد پہاڑ مسجدِ نبوی سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور احادیثِ مبارکہ میں جبلِ احد کی فضیلت آئی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاُحُدٍ لَّمَّا بَدَالَهٗ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ [21]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کے بارے میں فرمایا، جب وہ سامنے آیا **هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّه** یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا لَمَّا تَجَلَّى اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْجَبَلِ طَارَتْ لِعَظَمَتِهٖ سِتَّةُ أَجْبُلٍ، فَوَقَعَتْ ثَلَاثَةٌ بِمَكَّةَ وَثَلَاثَةٌ بِمَدِيْنَةَ وَقَعَ بِالْمَدِيْنَةِ اُحُدٌ وَوَرَقَانُ وَرَضْوٰى وَقَعَ بِمَكَّةَ حِرَاءُ وَثَبِيْرٌ وَثَوْرٌ [22]

---

[21] صحیح البخاری: ۸۱۶/۲، (۵۴۴۱)، باب الحیس، المکتبۃ المظھریۃ

[22] کنز العمال: ۴۱۱/۲، (۴۳۷۷)، فصل فی تفسیر سورۃ الاعراف، مؤسسۃ الرسالۃ

ترجمہ: انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں آتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں پر تجلی فرمائی، تو چھ پہاڑ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے اپنی جگہ سے اڑ گئے تین مدینہ شریف میں گرے اور تین مکہ شریف میں۔ مدینہ شریف میں احد پہاڑ اور ورقان اور رضوی اور مکہ شریف میں حراء، ثبیر اور ثور۔ (جامع)

نمازِ مغرب

مغرب تک حضرت نے وہیں وقت گزارا اور نمازِ مغرب کے لیے دامنِ اُحد کی مسجد میں تشریف لے گئے، مغرب ادا فرما کر مسجد سے نکلتے ہوئے ارشاد فرمایا: حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بدنگاہی حماقت در حماقت ہے اور اس کی ظلمت بہت شدید ہے۔

احد کے دامن میں خونِ شہیداں
سبق دے رہا ہے وفائے مدینہ
نشانی ہے اسلام کی عظمتوں کی
صحابہ رضی اللہ عنہم کے قدموں سے خاک مدینہ
وفاداریوں پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی اختر
ہے تاریخ روشن یہ شہر مدینہ

(حضرت والا دامت برکاتہم)

بدنگاہی کی ممانعت کا راز

پھر فرمایا کہ اس کا راز کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ کوئی بیوی نہیں چاہتی کہ اس کا شوہر کسی دوسری عورت کو دیکھے، تو غیرتِ جمالِ خداوندی متقاضی ہوئی کہ کوئی بندہ مجھے چھوڑ کر کسی دوسرے کو کیوں دیکھتا ہے؟

اور حق تعالیٰ کو اپنی بندیوں سے اتنی محبت ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ ان کے مرد کسی اور کو دیکھیں اور میری بندیوں کا خیال نہ رکھیں۔

اوردوسری بات یہ ہے کہ ایذائے مسلم حرام ہے اوراپنے دل کو تکلیف دینا بھی حرام ہے کیوں کہ تم خود بھی مسلم ہو اوربد نظری سے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ کاش! یہ مجھے مل جاتی، پس دل کو غمِ حسرت دینا ایذائے مسلم نہیں ہے؟

حرم واپسی

دامنِ احد سے قبلِ عشاء حرم شریف واپس ہوئے اور عشاء کی نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام پیش کیا پھر آرام گاہ تشریف لائے۔

مجلس در ہوٹل بعد نماز عشاء

اللہ تعالیٰ کی محبت کی طاقت

ارشادفرمایاکہ اگر سکرین لگاکر کڑوا پھل میٹھا ہو جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایسی طاقت نہیں کہ کڑوی چیز کو میٹھی کر دے؟ اور اللہ تعالیٰ اپنی صفات سے کبھی جدا نہیں ہوسکتے۔

پھر فرمایا کہ روحانی امراض میں سوفیصد شِفاء کا وعدہ ہے، جبکہ جسمانی مرض ہوسکتا ہے کہ دوا سے بھی ٹھیک نہ ہو۔

صحبت کی اہمیت

ارشاد فرمایاکہ صحبت کعبہ شریف سے بھی افضل ہے کیوں کہ جب ہجرت کا حکم ہوا تو سب کو ساتھ چلنے کا حکم ہوا، کعبہ اورآبِ زمزم چھڑوا کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھیجا، کیوں کہ تربیت کعبہ نہیں کرسکتا، اس کے لیے زندہ مربّی چاہیے۔ تربیت کے بعد پھر کعبہ کعبہ نظر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کو پانا

ارشادفرمایاکہ اللہ تعالیٰ خونِ آرزو سے ملتے ہیں، خالی وظیفوں سے نہیں ملتے، جس پر وہ خوش ہوں اس پر عمل کرو، اپنادل توڑو مگر امرِ الٰہی نہ توڑو پورے عالم

میں محترم رہو گے اگر حرام لذّات لوگے تو دنیا میں بھی ذلیل اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ذلیل ہوگے، دنیا کا احترام اللہ تعالیٰ کے احترام کے تابع ہے، ایک اعشاریہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے دل کو خوش نہ کرو، جب کوئی صورت سامنے آئے اور گناہ کرنے کو دل چاہے تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ یاد کر لیا کرو۔

امر شہ بہتر بقیمت یا گہر

بادشاہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا ہیرا زیادہ قیمتی ہے؟ خونِ تمنا سے جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ غیر فانی، بے مثل اور غیر محدود ہوتی ہے۔

بیوی سے حسن سلوک

ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی مثال کَالضِّلَعِ[۲۳] پسلی سے دی ہے اور پھر پیدا بھی پسلی سے ہوئی ہے، جیسا کہ روح المعانی میں پورا مکالمہ ہے اور اگر تم اپنی بیوی سے حسن سلوک نہیں کروگے، تو اپنے داماد سے کیا توقع رکھتے ہو؟ بیویوں کے معاملے میں ان کی کڑواہٹ برداشت کرو، یہ نہ دیکھو کہ فلاں کی بیٹی ہے، بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی بندی سمجھو اور انہیں پیار کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یَغْلِبْنَ کَرِیْمًا کہ کریم النفس پر یہ غالب رہتی ہیں وَیَغْلِبُھُنَّ لَئِیْمٌ[۲۴] اور کمینہ آدمی بیوی پر غالب رہتا ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا سفیر ہوتا ہے اور سفیر کی زبان دراصل سلطان کی زبان ہوتی ہے۔

حضرت مولانا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت مولانا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے نقشبندی بزرگ تھے اور نہایت ہی نازک مزاج تھے، انہیں الہام ہوا کہ دہلی میں ایک عورت ہے جو زبان کی کڑوی اور بد مزاج ہے اگر تم اس سے شادی کر لو اور اس کی ایذاؤں پر صبر کر لو تو پورے

۲۳؎ صحیح البخاری: ۲/۷۷۹ (۵۲۰۰)، باب المداراۃ مع النساء، المکتبۃ المظھریۃ
۲۴؎ روح المعانی: ۵/۱۴، دار احیاء التراث، بیروت

عالَم میں تمہارا ڈنکا پٹوادوں گا۔ چناں چہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس خاتون سے شادی کرلی اور ہمیشہ ان کو خوش رکھا اوران کی رعایت کی، جبکہ وہ ہمیشہ زبان سے ایذاء پہنچاتی رہتی۔ اس صبر کی برکت سے عالمِ عراق علامہ خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ ان کے سلسلے میں داخل ہوئے اور مشہور فقیہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور مفسر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے سلسلے میں ہوئے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کا واقعہ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ نہایت حسین و جمیل تھے، اس قدر حُسن تھا کہ جب تک چہرے پر داڑھی نہیں آئی امام صاحب انہیں اپنے سامنے نہیں بٹھلاتے تھے، جب داڑھی آگئی تو سامنے بیٹھنے کی اجازت دی۔ ان کی شادی ایک ایسی خاتون سے ہوئی جو خوبصورت نہیں تھی۔ ایک دفعہ ایک طالب علم آپ کے گھر کسی کام سے گیا اورامام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کو امام صاحب کا کوئی پیغام پہنچایا، اتفاقاً ہوا سے پردہ ہٹ گیا تو اس طالب علم کی نظر امام صاحب کی بیوی پر پڑی تو روتا ہوا واپس آیا۔ امام صاحب نے رونے کی وجہ پوچھی، تو اس نے کہا کہ آپ اتنے حسین و جمیل اور آپ کی بیوی اس شکل وصورت کی، مجھے اس پر رونا آرہا ہے۔ توامام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کو دین کی خدمت کے لیے قبول کرتا ہے اس کو مٹی کے کھلونوں میں مشغول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی ملاقات

ارشاد فرمایاکہ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی ملاقات واجب ہے۔ جماعت کے وجوب کا ایک راز یہ دل میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو واجب کردیا، تاکہ پانچ وقت میرے عاشقوں کی ملاقات ہو، پھر جمعہ کی جماعت کو فرض کردیا تاکہ اور زیادہ عاشقوں کی ملاقات ہو پھر عیدین کا حکم ہے تاکہ عاشقوں کی تعداد اور بڑھ جائے۔ پھر حج کو فرض کردیا تاکہ سارے عالم کے عاشقوں کی آپس میں ملاقات ہو جائے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی ملاقات واجب ہے کیوں کہ عشق اکیلا زندہ نہیں رہ سکتا

اس لیے وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ [۲۵] فرمایا کہ میرے عاشقوں کے ساتھ رہو۔ پھر فرمایا فَادْخُلِي فِي عِبٰدِي ۙ وَادْخُلِي جَنَّتِي [۲۶] درجہ اوّل اہل اللہ کی ملاقات اور درجہ ثانوی میں دخولِ جنت ہے اس کا راز یہ ہے کہ اہل اللہ حاملِ منعم ہیں اور جنت حاملِ نعمت ہے اور حاملِ منعم افضل ہے حاملِ نعمت سے۔

اور میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ جنّت مکین ہیں اور جنت مکان ہے اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔ پھر دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ! ہمیں اپنے نیک ارادوں میں بامراد فرما اور بُرے ارادوں میں نامراد فرما، آمین۔

قیامِ مدینہ

ارشاد فرمایا کہ جب مدینہ شریف حاضری ہوا کرے، تو یہ مراقبہ کیا کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ مبارک یہاں کے آسمان، چاند اور پہاڑوں پر پڑی تھی آج ہمیں بھی وہ مقام دیکھنے کو میسر ہیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ مقدسہ پڑی تھی اور ان اشیاء کے واسطے سے ہماری نگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے مل رہی ہے اور سوچو کہ اسی مدینہ شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلے پھرے ہیں ان کے انوارات یہاں کے ذرّے ذرّے میں ہیں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ارشاد فرمایا: وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ [۲۷] کہ اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے اور ٹھہرنے کی جگہوں کو جانتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا [۲۸] آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بے شمار نگاہوں کے سامنے ہیں، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت تھی۔

۲۵؎ التوبۃ:۱۱۹

۲۶؎ الفجر:۲۹،۳۰

۲۷؎ محمّد:۱۹

۲۸؎ الطور:۴۸

نعتیہ اشعار

بندہ عرض کرتا ہے کہ کسی کے اشعار اس موقع پر یاد آئے ۔

مسجدِ نبوی یہ تو بتا سماں وہ کیسا پیارا ہو گا
صحن میں آقا بیٹھے ہوں گے گرد صحابہؓ کا حلقہ ہو گا

بزم نبوت میں صدیقؓ بھی فاروقؓ بھی عثمانؓ و علیؓ بھی
سارے صحابہؓ تارے ہوں گے بیچ میں چاند چمکتا ہو گا

مسجدِ نبوی شریف

احقر جامع اجمالاً مسجد نبوی کی تاریخ عرض کرتا ہے:

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب قبا سے مدینہ کی جانب چلے، تو مدینہ شریف کے ہر قبیلے کی خواہش تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں ٹھہریں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: اس اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے چناں چہ وہ اونٹنی قبیلہ بنی نجار میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس بیٹھی اور ان ہی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوّل میزبان بننے کا شرف حاصل ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف پہنچتے ہی مسجد بنانے کی فکر فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ کے قریب ایک مربد تھا جہاں کھجوریں خشک کی جاتیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ جگہ کس کی ہے؟ تو بتلایا گیا کہ دو یتیم بچے سہل اور سہیل کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں یتیموں کو بلایا، تاکہ ان سے یہ قطعہ خرید کر مسجد بنائیں اور ان کے چچا سے جن کے زیر تربیت یہ دونوں یتیم تھے خرید وفروخت کی گفتگو فرمائی۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم اس زمین کو بلا کسی معاوضہ کے آپ کی نذر کرتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے اس کی قیمت کے خواستگار نہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا اور قیمت دے کر خرید فرمایا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس زمین کی قیمت دے دیں۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دس دینار اس کی قیمت میں ادا کیے۔ بعد ازاں اس زمین پر جو کھجور کے درخت تھے آپ نے ان کے کٹوانے اور قبور مشرکین کے ہموار کر دینے کا حکم دیا اور اس کے بعد کچی اینٹیں بنانے کا حکم دیا اور خود بنفس نفیس اس کے بنانے میں مصروف ہوگئے اور انصار و مہاجرین بھی آپ کے ہمراہ شریک تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے اور یہ شعر پڑھتے جاتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَۃ
فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃِ[۲۹]

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ بلاشبہ حقیقت میں اجر تو آخرت کا اجر ہے پس تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃِ
فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ[۳۰]

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ آخرت کی بھلائی اور خیر کے سوا کوئی خیر اور بھلائی نہیں پس تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما جو صرف آخرت کی بھلائی اور خیر کے خواہاں ہیں۔

یہ مسجد اپنی سادگی میں بے مثل تھی، کچی اینٹوں کی دیواریں تھیں، کھجور کے تنوں کے ستون تھے اور کھجور ہی کی شاخوں اور پتوں کی چھت تھی۔ جب بارش ہوتی تو پانی اندر آتا، اس کے بعد چھت کو گارے سے لیپ دیا گیا۔ سو گز لمبی اور تقریباً سو ہی گز عریض تھی اور تقریباً تین ہاتھ گہری بنیادیں تھیں، دیواروں کی بلندی قد آدم سے زائد تھی دیوارِ قبلہ

---

۲۹ صحیح البخاری: ۱/۵۵۵، (۳۹۱۹)، باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ، المکتبۃ المظھریۃ
۳۰ صحیح البخاری: ۱/۵۵۹، ۵۶۰ (۳۹۳۵)، باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ، المکتبۃ المظھریۃ

بیت المقدس کی جانب رکھی گئی اور مسجد کے تین دروازے رکھے گئے ایک دروازہ اس طرف رکھا گیا جس جانب اب قبلہ کی دیوار ہے اور دوسرا دروازہ مغرب کی جانب میں جسے اب باب الرحمۃ کہتے ہیں اور تیسرا دروازہ وہ کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آتے جاتے تھے جسے اب باب جبرائیل کہتے ہیں اور جب سولہ یا سترہ ماہ کے بعد بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہو کر خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا تو وہ دروازہ جو مسجد کے عقب میں تھا بند کر دیا گیا اور اس کے مقابل دوسرا دروازہ قائم کر دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسجد کی توسیع کا ارادہ فرمایا تو مسجد کے متصل ایک انصاری کی زمین تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاری سے یہ فرمایا کہ یہ زمین جنت کے ایک محل کے معاوضہ میں ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ لیکن وہ اپنی عسرت وغربت اور کثیر العیالی کی وجہ سے مفت نہ دے سکے، اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس قطعہ زمین کو با معاوضہ دس ہزار درہم ان انصاری سے خرید کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جو قطعہ زمین آپ اس انصاری سے جنت کے محل کے معاوضہ میں خرید فرمانا چاہتے تھے وہ اس ناچیز سے خرید فرمالیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قطعہ بمعاوضہ جنت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے خرید کر مسجد میں شامل فرمایا اور اوّل اینٹ اپنے دست مبارک سے رکھی اور آپ کے حکم سے ابو بکر نے اور پھر عمر اور عثمان اور پھر علی رضی اللہ عنہم نے رکھی۔

فضائل مسجد نبوی شریف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سفر نہ کیا جائے مگر تین مساجد کی طرف، میری مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ[۳۱] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مسجد میں نماز دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا افضل ہے

---

[۳۱] صحیح البخاری: ۱/۱۵۸ (۱۱۸۸)، باب فضل الصلٰوۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، المکتبۃ المظہریۃ

سوائے مسجد حرام کے اس میں ایک لاکھ گنا افضل ہے۔[۳۲]

یہ فضیلت صرف نماز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سب طاعات اور نیکیوں کو شامل ہے، جیسے بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ شریف کا رمضان دوسرے ملکوں کے ایک ہزار رمضان سے بہتر ہے اور مدینہ شریف کا جمعہ دوسری جگہوں کے ایک ہزار جمعوں سے بہتر ہے۔[۳۳]

مسند احمد اور طبرانی نے ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہوئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اس مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں جبکہ اس کی کوئی نماز فوت نہ ہو تو اس کے لیے دوزخ سے، عذاب سے اور نفاق سے برأت لکھ دی جاتی ہے۔[۳۴]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری اس مسجد میں داخل ہو نماز کے لیے یا ذکر اللہ کے لیے یا خیر سیکھنے کے لیے یا خیر سکھلانے کے لیے تو اس کی مثال مجاہد فی سبیل اللہ کی سی ہے۔[۳۵] (جامع)

مسجدِ قباء میں حاضری

۲۸ رجب المرجّب ۱۴۲۰ھ بمطابق ۶ نومبر ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ

نشانِ نبی ہے یہ مسجد قباء کی
ہے قندیل طیبہ نبی کی ضیاء کی

حضرت والا دامت برکاتہم فجر کی نماز کے بعد مع احباب مسجد قباء تشریف لے گئے اور نفل ادا فرمائے ؎

۳۲؎ صحیح البخاری: ۱۵۹/۱ (۱۱۸۹)، باب فضل الصلٰوۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، المکتبۃ المظھریۃ

۳۳؎ کنز العمال: ۲۳۴/۱۲ (۳۴۸۱۸)، فضائل المدینۃ وما حولھا علی ساکنھا افضل، مؤسسۃ الرسالۃ

۳۴؎ مسند احمد: ۴۰/۲۰ (۱۲۵۸۳)، مسند انس بن مالک، مؤسسۃ الرسالۃ

۳۵؎ مسند احمد: ۲۵۷/۱۴ (۸۶۰۳) مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، مسند انس بن مالک، مؤسسۃ الرسالۃ

قبا کی زیارت و نفلوں سے اختر
ہر اک راہِ سنّت سے پُر نور ہوں گا
ہر اک امر میں راہِ سنّت پہ چل کر
خدا کے کرم سے میں منصور ہوں گا

(حضرت والا دامت برکاتہم)

راقم عرض کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر یکم ربیع الاوّل بروز پیر مکہ شریف سے روانہ ہوئے، تین دن غارِ ثور میں قیام کیا پھر وہاں سے چلتے ہوئے آٹھ ربیع الاوّل بروز پیر ہی قباء کے مقام پر پہنچے، جو مدینہ شریف سے تین میل کے فاصلے پر ہے انصار نے آپ کا بڑا پرتپاک استقبال کیا اور آپ نے اپنے قبیلے کے سردار کلثوم بن ادہم (جو کہ اگرچہ کافر تھا مگر اپنے قبیلے کا سردار تھا) کے گھر قیام کیا، آپ نے وہاں خود مسجد قباء کے نشانات لگا کر اس کی بنیاد رکھی اور بنفسِ نفیس اس کی تعمیر میں آپ شامل ہوئے، اسلام میں تعمیر ہونے والی سب سے پہلی مسجد یہی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ[36]

ترجمہ: البتہ جس مسجد کی بنیاد اوّل دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے (مراد مسجد قباء) وہ (واقعی) اس لائق ہے کہ آپ اس میں (نماز کے لیے) کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ جَآءَ مَسْجِدَ قُبَاءَ فَيَرْكَعُ فِيْهِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ كَانَ لَهٗ عَدْلُ عُمْرَةٍ[37]

۳۶؎ التوبۃ:۱۰۸

۳۷؎ مصنف ابن ابی شیبۃ:۵/۱۶۲-۱۶۳،(۷۶۱۱)،فی صلٰوۃ فی مسجد قباء،مؤسسۃ علوم القرآن

جو آدمی وضو کرے اور بہترین وضو کرے اور پھر مسجد قباء میں آئے اور پھر وہاں چار رکعات نماز پڑھے اس کے لیے عمرہ کرنے کے برابر (اجر) ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الرُّقَيْشِ الْأَسَدِيّ قَالَ جَاءَنَا أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ إِلٰى مَسْجِدِ قُبَاءَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ إِلٰى بَعْضِ هٰذِهِ السَّوَارِيْ ثُمَّ سَلَّمَ وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ مَا أَعْظَمَ حَقَّ هٰذَا الْمَسْجِدِ لَوْ كَانَ عَلٰى مَسِيْرَةِ شَهْرٍ كَانَ أَهْلًا أَنْ يُؤْتٰى مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ يُرِيْدُهٗ مُتَعَمِّدًا إِلَيْهِ لِيُصَلِّيْ فِيْهِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَقْبَلَهُ اللهُ بِأَجْرِ عُمْرَةٍ[۳۸]

سعید بن رقیش الاسدی فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ مسجدِ قباء میں تشریف لائے اور ایک ستون کے پیچھے دو رکعات نماز پڑھی، سلام کے بعد تشریف فرما ہوئے، تو ہم سب آپ کے ارد گرد گھیرا بنا کر بیٹھ گئے، تو فرمایا! سبحان اللہ کس قدر بڑا اس مسجد کا حق ہے اگر یہ ایک مہینے کے فاصلے پر بھی ہوتی تو پھر بھی اس کی زیارت کے لیے آنا ہوتا، جو شخص اپنے گھر سے نکلے اس مسجد کی زیارت کا ارادہ کرکے پھر اس میں چار رکعت نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو عمرہ کا اجر عطا فرمائے گا۔

پیغمبر علیہ السلام نے یہاں چودہ یا چار دن قیام فرمایا اور جمعۃ المبارک کو مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں جمعہ کا حکم آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ ادا فرمایا، جہاں آج مسجدِ جمعہ بنی ہوئی ہے پھر وہاں سے مدینہ شریف تشریف لے گئے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام فرمایا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جس دن پیغمبر علیہ السلام مدینہ شریف میں جلوہ افروز ہوئے، پورا مدینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارات سے چمک اٹھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے روز قباء تشریف لایا کرتے تھے، کبھی سواری پر تشریف لاتے اور کبھی پیدل تشریف لاتے۔ مسجد نبوی سے قباء کا فاصلہ تین میل ہے، احقر نے اس سفر میں بھی اور بعد کے اسفار میں بھی حضرتِ والا کو ہفتہ کے روز

۳۸؎ تاریخ المدینۃ لابن شیبۃ: ۴۲/۱

بڑے اہتمام سے حاضری دیتے دیکھا اور وہاں حضرتِ والا کو بڑے انہماک اور اہتمام سے دعا اور آہ وزاری کرتے دیکھا۔ بہت ہی قبولیتِ دعا کی جگہ ہے۔(جامع)

مسجدِ قبلتین

حضرتِ والا عصر کے بعد مسجدِ قبلتین تشریف لے گئے اور وہاں مغرب کی نماز ادا فرما کر واپس آئے۔ حضرت والا کی طبیعت پر کچھ ضعف کا اثر تھا۔ جو ارشادات ہوئے وہ پیش خدمت ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پوری ہونا

ارشاد فرمایا کہ اسی مسجد قبلتین میں ظہر کی نماز میں تحویلِ قبلہ کی آیات نازل ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو پوری ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا تھی کہ قبلہ بیت اللہ کو بنا دیا جائے۔ راقم عرض کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ شریف آئے تو آپ کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی، اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل چاہتا تھا کہ قبلہ بیت اللہ کو بنا دیا جائے۔ حضرتِ والا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ادا کا ذکر بھی کیا ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کی دلیلِ اعظم ہے کہ ان کے دیکھنے کی ادا کو بھی نازل فرمایا۔

قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا ۪ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَحَیۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعۡمَلُوۡنَ[۳۹]

ترجمہ: ہم آپ کے منہ کا (یہ) بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، اس لیے ہم

---

[۳۹] البقرۃ:۱۴۴

آپ کو اسی قبلے کی طرف متوجہ کر دیں گے جس کے لیے آپ کی مرضی ہے، (تو) پھر اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کیا کیجیے اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو اور یہ اہلِ کتاب بھی یقیناً جانتے ہیں کہ یہ (حکم) بالکل ٹھیک ہے (اور) ان کے پروردگار ہی کی طرف سے (ہے) اور اللہ تعالیٰ ان کی کارروائیوں سے کچھ بے خبر نہیں ہیں۔

پہلے وعدہ فرمایا **فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا** کہ ہم عن قریب قبلہ بدل دیں گے اور پھر فوراً قبلہ بدلنے کی خوشخبری دے کر **فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ** سے تحویلِ قبلہ کا حکم دے دیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی تعزیت کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ یہ پیغمبر علیہ السلام کے مدینہ شریف آنے سے قبل وفات پاچکے تھے اور ان کو کعبہ کے ساتھ اس قدر محبت اور تعلق تھا کہ نماز کے علاوہ کعبہ کی جانب منہ کر کے اوراد وغیرہ کرتے تھے اور جب وفات ہونے لگی تو وصیت کی کہ قبر میں میرا چہرہ کعبہ کی طرف کیا جائے۔ ان کے بیٹے بشر بن براء رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا گیا، کھانے سے فارغ ہوئے تو ظہر کا وقت ہو گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر کے متصل مسجد میں ظہر کی نماز پڑھائی، ابھی دو رکعت ہی پڑھائیں تھیں کہ تحویلِ قبلہ کا حکم آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی میں رخ تبدیل کر لیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفیں بھی چل کر دوسری جانب آگئیں، پہلے مرد پھر بچے پھر عورتیں آگئیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ براء بن معرور کی کعبہ سے غایتِ محبت اس بات کی وجہ بن گئی کہ ان کی مسجد کو تحویلِ قبلہ کی جگہ بنایا۔[۴۰] (جامع)

---

۴۰ فتح الباری: ۱/۵۰۳ (۳۹۰)، باب قولہ واتخذوا من مقام ابراھیم، دار المعرفۃ، بیروت

دعا کا مضمون

ارشاد فرمایا کہ چوں کہ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پوری ہوئی ہے، تو دعا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو پوری ہونے کی برکت سے ہماری نیک تمنائیں بھی پوری فرمادے۔ یہ سنّتِ زکریا علیہ السلام ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ
ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ [۴۱]

ترجمہ: اس موقع پر دعا کی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب! عنایت کیجیے مجھ کو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد، بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھل دیکھ کر فرمائی (جامع)

قاری رمضان صاحب مدنی (مرحوم)

مدینہ شریف کے قیام میں قاری رمضان صاحب (مرحوم) نے بڑی خدمت کی، ان کے پاس بڑی جی ایم سی گاڑی تھی جس میں پورا قافلہ سوار ہوجاتا تھا۔ مرحوم بہت خوش طبع اور ظریف انسان تھے، بہت دلچسپ باتیں سناتے، دورانِ سفر لطیفے سنا کر سفر کی کلفت محسوس نہ ہونے دیتے۔

ایک مرتبہ دورانِ سفر حضرت والا کو سنایا کہ میں عمرہ کرکے سعی کررہا تھا کہ ایک خان صاحب شلوار قمیص پہنے سعی کررہے تھے۔ تو میں نے ان سے کہا کہ حج کے علاوہ بغیر احرام کے سعی عبادت نہیں ہے، جاکر طواف کرو۔ تو اس نے کہا کہ اللہ بہت بڑا ہے۔ اس نے بہت کو خوب کھینچا، کچھ نہ کچھ تو دے گا۔ حضرت والا بہت ہنسے۔ مسجد قبلتین لانے کے محرّک بھی قاری صاحب تھے، تو اس پر حضرتِ والا نے شعر فرمایا۔

---

[۴۱] اٰل عمرٰن:۳۸

خدا بے طلب بھیج دے جام و مینا
گناہِ کبیرہ ہے پھر بھی نہ پینا

(حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

مسجدِ فتح یا مساجدِ سبع

بندہ عرض کرتا ہے کہ مسجد فتح جبلِ صلع پر ہے اس کے ارد گرد چھ مسَاجد اور ہیں یہ سب مساجدِ سبع یا مساجدِ فتح کے نام سے مشہور ہیں جو دراصل غزوۂ خندق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کیمپ تھے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف نمازیں پڑھی تھیں ان کے پاس سے گزرتے ہوئے حضرت والا نے حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا۔

یہ ہے ترے قدموں کے نشانات کا عالم
کیا ہوگا تری دید کے لذات کا عالم

(مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ)

فرمایا کہ جہاں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لگے ہیں آج وہاں شاندار مسجدیں آباد ہیں۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ فتح میں تین دن تک دعا فرمائی، پیر، منگل اور بدھ کو پھر بدھ والے دن ظہر اور عصر کے درمیان دعا قبول ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر قبولیتِ دعا کی وجہ سے زبردست بشاشت تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر جب بھی کوئی اہم کام آپڑتا ہے، تو میں مسجد فتح آتا ہوں اور اس گھڑی میں دعا کرتا ہوں تو فوراً قبول ہو جاتی ہے۔[۴۲]

باقی مساجد مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سے موسوم ہیں، جیسے

---

[۴۲] مسند احمد بن حنبل: ۲۲/۴۲۵،(۱۴۵۶۳)،مؤسسۃ الرسالۃ

مسجد ابو بکر، مسجد سلمان فارسی، مسجد علی آج کل وہاں بہت بڑی مسجد بنادی گئی ہے جس کانام مسجد ابو بکر ہے۔(جامع)

صحبت کی ضرورت

ارشادفرمایاکہ ایک شخص نے حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ کیا آدمی اپنے شیخ سے خط و کتابت کے ذریعے تربیت کرا سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر میاں بیوی صرف خط و کتابت کرتے رہیں تو کیا اولاد مل سکتی ہے؟ جب نہیں تو اسی طرح صحبتِ شیخ کے بغیر تزکیہ نہیں ہو سکتا۔

اہل اللہ کی روزی

ارشاد فرمایاکہ جس طرح مرغی کی کفالت اس کامالک کرتا ہے اوراس کے دانے دُنکے کا انتظام کرتا ہے تاکہ وہ انڈوں کو گرم رکھے، کیوں کہ اگر وہ روزی کی تلاش میں جائے گی تو انڈے گرم نہ رہ سکیں گے اور بچے نہ نکل سکیں گے، اسی طرح اہل اللہ کی روزی کا انتظام اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تاکہ وہ بندوں کی تربیت میں مصروف رہیں اوران کو معاش کی فکر نہ ہو تاکہ ان کی صحبت سے اللہ والے پیدا ہوتے رہیں۔

جب خدا دے مفت میں کھانے کو
تو بھلا کون جائے پھر کمانے کو

علماء کی روزی

ارشادفرمایاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ میری امّت کے علماء کا رزق منتشر فرمادے۔ اس میں راز یہ ہے کہ علماء جگہ جگہ اپنی روزی کے لیے جائیں گے تو وہاں دین کو پھیلائیں گے اور ایک مضمون سیکھنے کا ثواب ایک ہزار رکعت کے برابر ہے اس کے مقابلے پر انفرادی عبادت کی کیا حیثیت ہے۔

اہل اللہ کے پاس ایک ساعت

ارشاد فرمایاکہ مجھے مفتی تقی صاحب سلّمہ نے یہ بات بتلائی کہ

میرے والد ماجد حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم الامّت سے عرض کیا کہ حضرت یہ جو شعر ہے ؎

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

تو کیا اس میں مبالغہ نہیں ہے؟ حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مفتی صاحب شاعر نے مبالغہ نہیں کیا بلکہ کم کہا ہے یوں کہنا چاہیے تھا کہ ؎

بہتر از لکھ سالہ طاعتِ بے ریا

یعنی اہل اللہ کے پاس ایک ساعت رہنا ایک لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

ارشاد فرمایا کہ عالم تابع ہے خالق عالم کے، اگر وہ ناراض ہے تو کوئی اس کی مدد نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ دوا بھی شفاء نہ دے گی۔

حقیقی مدنی کون ہے؟

ارشاد فرمایا کہ جو سنّت پر عمل کرتا ہے وہ عجم میں رہ کر بھی مدنی ہے اور جو سنت پر عمل نہیں کرتا وہ مدینہ شریف میں رہ کر بھی مدنی نہیں ہے۔ میرا شعر ہے ؎

راہِ سنّت پہ چلے جو اختر
ہے عجم اس کا پھر مدینے میں

مدینہ شریف میں صحبت

ارشاد فرمایا کہ مدینہ شریف کی صحبت بہت اثر انگیز ہے، کیوں کہ یہاں کی فضاؤں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا غیر محدود آبشار گر رہا ہے، اس کے چھینٹے ہمیں بھی پہنچ رہے ہیں۔

اہل اللہ کی نظر کا اثر

ارشاد فرمایا کہ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی سے بالاکوٹ جارہے تھے، ایک شخص نے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ! یہ اللہ والا ایک نظر مجھ پر ڈال دے اور خوب آہ وزاری کی سید صاحب جب اس شخص کے قریب پہنچے تو اچانک اس پر ایک نظر ڈالی اور آگے چل دیے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جب مسجد میں آتا تو روشنی پھیل جاتی، پوچھنے پر اس نے کہا کہ حضرت سید صاحب کی نظر کا اثر ہے۔

دامنِ احد میں رات ۱۰ بجے

مسجدِ نبوی میں عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد کھانا وغیرہ کھا کر سب احباب آرام کرنے چلے گئے تھے اور بعض تو سو ہی گئے تھے کہ اچانک حضرتِ والا کی طرف سے حکم پہنچا کہ دامنِ احد میں جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جلدی جلدی سب نے تیاری کی، موٹروں کا انتظام کیا گیا اور یوں یہ قافلہ رات کی ساعت میں شہدائے احد کے مزارات کی طرف چلا۔ وہاں بالکل سناٹا تھا موسم میں خنکی تھی اور حضرتِ والا پر عجیب وغریب کیفیات تھیں بڑے فرطِ جذبات سے شہداء کی خدمت میں سلام پیش کیا، ایصالِ ثواب کیا پھر مزارات کے سامنے دری بچھانے کا حکم فرمایا۔ جب سب بیٹھ گئے تو بہت درد سے فرمایا کہ کل کو یہ شہداء اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی کٹی گردنیں، پھٹے جسم، ٹوٹے ہاتھ پاؤں لے کر پیش ہوں گے اور کہیں گے کہ اے اللہ تعالیٰ! یہ سب کچھ تیری وجہ سے کیا اور ایک ہم پیش ہوں گے، گردن تو کیا کٹاتے اپنی حرام تمناؤں کا بھی خون نہ کیا۔

اُحد کے شہیدوں کے خونِ وفا سے
سبق لے کے پابندِ دستور ہوں گا
مدینہ میں جب قلب و جاں چھوڑ آیا
میں مہجور ہو کر نہ مہجور ہوں گا

(حضرت والا دامت برکاتہم)

پھر فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ کی تفسیر فرمائی۔

فرار الی اللہ

ارشاد فرمایا کہ تین طرح کے فرار ہیں اور ان پر تین طرح کے قرار ہیں۔ غیر اللہ سے، حسینوں سے، قلب سے بھی فرار اختیار کرے اور قالب سے بھی فرار اختیار کرے اور آنکھ سے بھی فرار اختیار کرے۔ نہ دل غیر اللہ کو دے، نہ جسم اس کے قریب رکھے، نہ اس پر نظر ڈالے۔ قلب کے فرار سے قلب کو قرار ملے گا اور دل غمِ حسرت کی تکلیف سے بچے گا، قالب کے فرار سے قالب کو قرار ملے گا صحت بھی اچھی رہے گی اور عشق مجازی کی لعنتوں اور حسینوں کے گھر چکر لگانے کی تکلیف سے بچے گا اور آنکھوں کے فرار سے نظروں کو قرار ملے گا، غیر اللہ کو نہ دیکھنے سے آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور دیکھنے سے وہ شکل ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہے گی اور دل بے چین رہے گا، تو قلباً، قالِباً اور عیناً غیر اللہ سے فرار ہو کر اللہ تعالیٰ کے پاس قرار پکڑے۔ معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کی جانب فرار اختیار کرے گا اس کو قرار ملے گا۔

وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ کی تفسیر

ارشاد فرمایا کہ روح المعانی میں وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ[۴۳] کی تفسیر صوفیائے کرام کے حوالے سے یہ نقل کی گئی ہے کہ جَنَّةٌ فِی الدُّنۡیَا بِالۡحُضُوۡرِ مَعَ الۡمَوۡلٰی وَجَنَّةٌ فِی الۡعُقۡبٰی بِلِقَاءِ الۡمَوۡلٰی[۴۴]۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے کے لیے دو جنتیں ہوں گی، ایک جنت دنیا میں مولیٰ کی حضوری کی اور دوسری جنت آخرت میں مولیٰ کی ملاقات اور زیارت کی۔

تجدیدِ بیعت

اس کے بعد روتے ہوئے فرمایا کہ سب یہاں دوبارہ بیعت کرو اور ان شہداء کو گواہ بنا کر وعدہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی ناراض نہیں کریں گے پھر ہم سب کو دوبارہ بیعت فرمایا۔

۴۳؎ الرحمٰن:۴٦

۴۴؎ مرقاۃ المفاتیح:۱٦۱/۵، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، باب رحمۃ اللہ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

مدینہ شریف میں مرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو تم میں اس بات کی طاقت رکھتا ہو کہ مدینہ شریف میں مرے تو مدینہ شریف میں مرے، کیوں کہ جو بھی مدینہ شریف میں مرے گا میں اس کی سفارش کروں گا۔[۴۵] دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میں اٹھایا جاؤں گا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ پھر ہم تینوں بقیع آئیں گے[۴۶] اور ایک جگہ فرمایا سب سے پہلے اہل مدینہ کی سفارش کروں گا پھر مکہ والوں کی پھر طائف والوں کی سفارش کروں گا۔[۴۷] تو ساکنینِ مدینہ مقدم ہیں ساکنانِ مکہ سے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے فیصلے کو پسند فرمایا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کو مشورہ دیا ہے کہ جب تک طاقت رہے اپنے ملکوں میں دین کی خدمت کرو اور جب بالکل ناکارہ ہو جاؤ تو مدینہ شریف آجاؤ اور مر جاؤ۔

ریاض الجنۃ میں حاضری

۲۹ رجب ۱۴۲۰ھ بمطابق ۷ نومبر ۱۹۹۹ء بروز اتوار

حضرت والا فجر کی نماز کے بعد ریاض الجنۃ میں تشریف لے گئے اور وہاں اشراق کی نماز پڑھ کر مواجہہ شریف پر حاضری دی اور کافی دیر تک قیام کیا پھر جنت البقیع تشریف لے گئے اور ایصالِ ثواب کیا۔

میں روضہ پہ صل علیٰ نذر کر کے
بہ دل نور ہوں گا بہ جاں نور ہوں گا

---

[۴۵] جامع الترمذی: ۲/۲۲۹، باب المدینۃ، ایچ ایم سعید

[۴۶] کنز العمال ۱۱/۴۰۳ (۳۱۸۸۰)، کتاب الفضائل، مؤسسۃ الرسالۃ

[۴۷] کنز العمال ۱۴/۳۹۹ (۳۹۰۶۳)، کتاب القیامۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

میں دیدارِ گنبد سے مخمور ہوں گا
کبھی نور ہوں گا کبھی طور ہوں گا

(حضرت والا دامت برکاتہم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ[۴۸]

میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

جنت البقیع

راقم عرض کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لائے ہوئے تھے، فرمایا: اس قبرستان میں ستر ہزار ایسے انسان ہیں جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے اور ان کے چہرے ایسے چمکتے ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔[۴۹] اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص حرمین میں سے کسی حرم میں فوت ہو جائے تو وہ شخص امن والوں میں سے اٹھایا جائے گا۔[۵۰] جنت البقیع مدینہ شریف کا وہ مشہور و معروف قبرستان ہے جو روضۂ اقدس کے مشرق میں واقع ہے اور اس میں دس ہزار صحابہ کرام مدفون ہیں جن میں ازواجِ مطہرات اور اہلِ بیت بھی شامل ہیں۔ جس میں مدفون لوگوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میں اٹھ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر بقیع جاؤں گا، ان کو آواز دوں گا تو سب قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور سب سے پہلے اہل بقیع کی سفارش کروں گا اس کے بعد اہلِ معلّٰی (مکہ شریف کا قبرستان) پھر طائف والوں کی سفارش کروں گا، اس کے بعد پوری دنیا والوں کی سفارش کروں گا۔ (جامع)

۴۸؎ صحیح البخاری: ۱۵۹/۱، (۱۱۹۴)، باب فضل ما بین القبر والمنبر، المکتبة المظھریة

۴۹؎ کنز العمال: ۲۶۲/۱۲، (۳۴۹۶۰)، فضائل المدینة وما حولھا علی ساکنھا افضل، مؤسسة الرسالة

۵۰؎ کنز العمال: ۱۳۵/۵، (۱۲۳۷۱)، کتاب الحج والعمرة، مؤسسة الرسالة

حضرتِ والا فرماتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر والوں کو مؤخر کر دیا اور اپنے محبوب کے گھر والوں کا حق مقدم کر دیا۔

آلِ عمر رضی اللہ عنہ کے باغ میں بعد المغرب

قاری رمضان صاحب (مرحوم) نے حضرتِ والا سے عرض کیا کہ مسجد قباء کے مغرب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد کا عجوہ کا باغ ہے اور وہ آپ کو اپنے ہاں تشریف آوری کی دعوت دے رہے ہیں۔ حضرت والا نے بخوشی قبول فرمالی اور مغرب کے بعد تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آل میں اس وقت موجودہ شیخ عبدالحمید عباس نے جو کہ معمر شخص تھے، اپنی اولاد کے ساتھ حضرت کا استقبال فرمایا اور عربوں کی نشست خاص حضرت والا کے لیے تیار کی گئی تھی، بیٹھنے کے بعد قہوہ اور کھجور سے تواضع کی گئی اور اس کے بعد شیخ عبدالحمید نے نصیحت کی درخواست کی جس پر حضرت والا نے بلا تکلف عربی میں تقریر فرمائی، تقریر سن کر شیخ عبدالحمید عباس نے کہا وَاللّٰہِ ھٰذَا عِلْمٌ وَالْعِلْمُ یَرْفَعُ الْاِنْسَانَ (خدا کی قسم! یہ علم ہے اور علم انسان کو بلند کرتا ہے)

حضرتِ والا دامت برکاتہم کی عربی تقریر

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الْعَافِیَۃَ بَعْدَ الْاِیْمَانِ نِعْمَۃٌ عُظْمٰی[51] وَقَالَ لِلْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَیْ لِعَمِّہٖ سَلِ اللّٰہَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ[52]

وَقَالَ مُلَّا عَلِی الْقَارِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فِیْ شَرْحِ الْحَدِیْثِ فِیْ شَرْحِ الْمِشْکٰوۃِ الْمُسَمّٰی بِالْمِرْقَاۃِ اَلْعَافِیَۃُ مَا الْمُرَادُ بِالْعَافِیَۃِ، فَکَتَبَ فِیْ شَرْحِ الْمِشْکٰوۃِ اَلْمُرَادُ بِالْعَافِیَۃِ اَلسَّلَامَۃُ فِی الدِّیْنِ مِنَ الْفِتْنَۃِ

[51] جامع الترمذی: ۱۹۶/۲، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

[52] مسند احمد: ۳۰۳/۳ (۱۷۸۳)، مؤسسۃ الرسالۃ

وَالسَّلَامَةُ فِي الْبَدَنِ مِنْ سَيِّءِ الْاَسْقَامِ وَالْمِحْنَةِ[۵۳] وَكُلُّ مَنْ يَّاْكُلُ دَائِمًا شَامِي كباب وبرياني وَغَيْرَ ذَالِكَ وَيَشْكُرُ فِي الْعِبَارَةِ الْعُظْمٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ هُوَ الْمُتَّقِي وَعَصَى اللهَ فَهُوَ لَيْسَ بِالْعَافِيَةِ لِاَنَّ الْعَافِيَّةَ مُرَكَّبٌ مِنْ جُزْئَيْنِ اَلْاَوَّلُ اَلسَّلَامَةُ فِي الدِّيْنِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَالثَّانِيْ اَلسَّلَامَةُ فِي الْبَدَنِ مِنْ سَيِّءِ الْاَسْقَامِ وَالْمِحْنَةِ وَقَالَ تَعَالٰى: اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[۵۴] فَاِنَّ الْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ لَايَعْصُوْنَ اللهَ تَعَالٰى دَقِيْقَةً وَلٰكِنْ اِنْ صَدَرَ الْخَطَاءُ مِنْهُمْ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللهَ وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾[۵۵] وَعَلَّمَنَا بِوَاسِطَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾[۵۶] وَعَلَّمَنَا اللهُ تَعَالٰى كَلِمَاتِ الْاِسْتِغْفَارِ قَوْلَهٗ وَاعْفُ عَنَّا علامہ آلوسی السيد محمود البغدادی المفتی للبغداد قد كتب تفسير هذه الآية فی تفسيره المسمٰى بروح المعانی فی اللغة العربية فی خمسة عشر جزءً فيكتب فی تفسير وَاعْفُ عَنَّا اى اُمْحُ آثَارَ ذُنُوْبِنَا[۵۷] وامح شواهد ذنوبنا وَاغْفِرْ لَنَا بِاِظْهَارِ الْجَمِيْلِ وَسِتْرِ الْقَبِيْحِ[۵۸] وَارْحَمْنَا اَىْ تَفَضَّلْ عَلَيْنَا بِفُنُوْنِ الْاٰلَاءِ مَعَ اسْتِحْقَاقِنَا بِأَفَانِيْنِ الْعِقَابِ[۵۹] وقد قال العلماء الرّاسخون فی العلم وَاعْفُ

۵۳؎ مرقاة المفاتيح:۵/۳۹۶،باب جامع الدعاء من كتاب الدعوات،دار الكتب العلمية،بيروت

۵۴؎ الانفال:۳۴

۵۵؎ نوح:۱۰

۵۶؎ المؤمنون:۱۱۸

۵۷؎ روح المعانی:۳/۷۱،البقرة(۲۸۶)،دار احياء التراث،بيروت

۵۸؎ روح المعانی:۳/۷۱،البقرة (۲۸۶)،دار احياء الترث،بيروت

۵۹؎ روح المعانی:۱۱/۴۲،ذكر تفسيره فی سورة التوبة(۱۱۷)،دار احياء التراث،بيروت

عنا فیہ ضمیر مستتر انت وَاعْفُ عَنَّا ''انت'' فیہ مستتر ''وَاغْفِرْلَنَا'' فیہ ضمیر مستتر انت وکذٰلک ''وَارْحَمْنَا'' فیہ انت ضمیر مستتر وبعد العفو وبعد صفۃ ظهور المغفرۃ وبعد صفۃ ظهور الرحمۃ قد انزل اللہ تعالٰی فی کتابہٖ لاتکتفی الان علی ضمیر المستتر لان الحجابات قد کانت مرفوعۃ بکرم العفو وبکرم المغفرہ وبکرم نزول الرحمۃ فأذن لنا ان نقول اَنْتَ مَوْلٰنَا ای انت سیدنا تفسیرہ فی روح المعانی اَیْ اَنْتَ سَیِّدُنَا وَمَالِکُنَا وَمُتَوَلِّیْ اُمُوْرِنَا[60] مولنا فانصرنا علی القوم الکٰفرین اذا کنا مستغفرین فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ-وقال الملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ المؤمن اذا کان قد صدر منہ الخطایا کثیرًا ولکن اذا استغفر فان اللہ تعالٰی بکرمہ نزّلہ بِمَنْزِلَۃِ الْمُتَّقِیْنَ[61] فهذہ العبارۃ فی شرح مشکوٰۃ قد رأیت بعینیّ ان المستغفرین نزلوا بمنزلۃ المتقین والدلیل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَّزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَّخْرَجًا وَمِنْ کُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ[62] وهؤلاء انعامات الثلاثۃ لانعام التقوٰی کما قال اللہ تعالٰی فی القرآن المجید وَمَنْ یَّتَّقِ اللہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا ﴿۴﴾[63] وَمَنْ یَّتَّقِ اللہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ﴿۲﴾ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ[64] فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ کَانَ خَاطِئًا وَمَنْ کَانَ

---

[60] روح المعانی:۳/۱۷،دار احیاء التراث،بیروت

[61] مرقاۃ المفاتیح:۵/۱۳۵،باب الاستغفار والتوبۃ،المکتبۃ الامدادیۃ،ملتان

[62] سنن ابن ماجۃ:۴۰۶ (۳۸۱۹) باب الاستغفار والتوبۃ، المکتبۃ الرحمانیۃ-مشکوٰۃ المصابیح:۲۰۴

[63] الطلاق:۴

[64] الطلاق:۲-۳

عَاصِیًا فَھُوَ اِذَا لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ فَاِنَ اللّٰہَ یُعْطِیْہِ کُلَّ مَا یُعْطِی الْمُتَّقِیْنَ کَمَا قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَّخْرَجًا وَمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ھذا الحدیث دلیل علی ان المستغفرین بمنزلۃ المتقین-

قال تعالٰی شانہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ[۶۵] والسلاطین فی الدنیا لا یحب المجرمین وقال اللّٰہ تعالٰی من یستغفر اللّٰہ وان کان لہ خطایا کثیرۃً ولکن اللّٰہ یحبہ بعد الاستغفار کما قال اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ ’’ویحب‘‘ فعل مضارع وھو شامل حال واستقبال یعنی الان انتم اذا استغفرتم من المعصیۃ فانتم محبوبون الان ولکن اذا صدر الخطا منکم بعد ذٰلک فی المستقبل فان اللّٰہ تعالٰی وعد لکم ان یغفر اللّٰہ لکم فی المستقبل ان اللّٰہ یحب التوابین وروی الامام الغزالی ھذہ الروایہ اَلتَّآئِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ[۶۶] وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ[۶۷] وفی طبقۃ الاولیاء طبقات ثلاثۃ بعد النبیین وھم الصدیقون والشھداء والصالحون وقال المفسر العظیم العلامہ آلوسی السید محمود البغدادی فی تفسیرہ المسمٰی بروح المعانی فی تعریف الصدیق ما ھو الصدیق التعریف الاول الصدیق ھو الولی الذی لا یخالف قالہ حالہ والتعریف الثانی الصدیق ھو الذی لا یتغیر باطنہ من ظاھرہ ای لا یتغیر ایمانہ من الظواھر ومن احوال العالم ویکون مستقلا ومستقیما علی طریق المستقیم والتعریف الثالث الصدیق

---

[۶۵] البقرۃ:۲۲۲

[۶۶] المغنی عن حمل الاسفار:۲/۹۸۳،کتاب التوبۃ،مکتبۃ طبریۃ،ریاض

[۶۷] مشکٰوۃ المصابیح:۲۰۶، باب الاستغفار والتوبۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

هو الَّذِیْ یَبْذُلُ الْکَوْنَیْنِ فِیْ رِضَا مَحْبُوْبِهٖ تَعَالٰی شَانُهٗ والتفسیر الرابع هذا ما الهمنی ربی بکرمه علی قلبی الذی لا یعص الله دقیقة ولا یسخط الله دقیقة دائما یکون مطیعا الله تعالٰی شانه ویحفظ نفسه من المعاصی کلها دائما وان صدر الخطا فیتدارك بالاستغفار والتوبة فان المستغفرین للذنوب بمنزلة المتقین فالذی یستغفر الله ربه فهو من الاولیاء ببرکة الاستغفار اذا کان المخطی العاصی نادما علی خطایاه فوجد له التوبة یعنی حقیقة التوبة وحقیقة التوبة الندامة و اَلنَّدَامَةُ هِیَ تَاَلُّمُ الْقَلْبِ فمن کان نادما کان تائبا وان کان لا یستغفر بلسانه والاستغفار باللّسان افضل واولٰی قال الله تعالٰی اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا فان العبد اذا یقول لابنه استغفر لابیه هذا دلیل علی انه یغفر له وکذلك هٰذه الایة دلیل علی مغفرتنا وعلی نزول رحمته تعالٰی شانه اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا وَّ یُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ قدم الله تعالٰی الاموال علی البنین لان الانسان اذا کان کثیر الاولاد فهو یخاف من این نحصل لهم الرزق فلذٰلك علی رعایة نفسیاتنا قدم الله لنا وَّ یُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا، مَا لَکُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا۔ فاذا حضر انس رضی الله عنه مع امه واسم امه ام سلیم فقالت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ادع لخویدمك هذا وکان من ابناء عشر فدعا الله لانس اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِیْ مَالِهٖ قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم لاقتداء نزول القرآن البرکة فی الاموال اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِیْ مَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَاَطِلْ عُمْرَهٗ وَاغْفِرْ ذَنْبَهٗ لکل خاطی ولکل عاص طریق الاستغفار ضامن للجنة

الدعا

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٝ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾[۶۸] رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾[۶۹] اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْـئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَدَوَامَ الْعَافِيَةِ وَالشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ[۷۰] اَللّٰهُمَّ وَاعْفُ عَنَّا ٝ وَاغْفِرْ لَنَا ٝ وَ ارْحَمْنَا ٝ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾[۷۱] اَللّٰهُمَّ نَسْـئَلُكَ اِيْمَانًا صَادِقًا وَيَقِيْنًا كَامِلًا اللهم انا نسئلك بكرمك القلوب خاشعا والحفاظتك عن معاصيك ياكريم من المعاصى كلها رب اغفر وارحم وانت خير الرّٰحمين- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ[۷۲] وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين-

حضرت والا کی عربی تقریر کا ترجمہ

عافیت کا معنٰی

فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت عافیت ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر

[۶۸] الاعراف:۲۳
[۶۹] البقرۃ:۲۰۱
[۷۰] مرقاۃ المفاتیح:۵/۲۴، ذکر بلفظ سلوا اللہ العفو والعافیۃ
[۷۱] البقرۃ:۲۸۶
[۷۲] جامع الترمذی:۲/۱۹۲، باب احادیث شتی من ابواب الدعوات، ایچ ایم سعید

فرماتے ہیں کہ عافیت کا معنیٰ ہے دین میں سلامتی فتنوں سے اور بدن میں سلامتی بری بیماریوں اور مشقت سے لہٰذا جو شخص شامی کباب، بریانی کھاتا ہو اور بڑی اعلیٰ عبارات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہو لیکن متقی نہ ہو اور گناہ میں مبتلا ہو وہ عافیت میں نہیں ہے، کیوں کہ عافیت دو اجزا سے مرکب ہے، ایک دین میں سلامتی اور ایک بدن میں سلامتی۔ اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ان کے ولی صرف متقی لوگ ہیں اور متقین وہ ہیں جو ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کریں اور اگر ان سے خطا صادر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہمیں سکھایا رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

وَاعْفُ عَنَّا، وَاغْفِرْ لَنَا اور وَارْحَمْنَا کی تفسیر

علامہ السید آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی جو پندرہ جلدوں پر مشتمل ہے سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی تفسیر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں وَاعْفُ عَنَّا یعنی ہمارے گناہوں کے آثار بھی مٹا دیجیے اور ہمارے گناہوں کے گواہوں کو بھی مٹا دیجیے وَاغْفِرْ لَنَا اور ہمیں معاف فرما دیجیے، ہمارے اچھے اعمال کو ظاہر کر کے اور برائیوں کو چھپا کر وَارْحَمْنَا اور ہم پر طرح طرح کی نعمتیں برسا دیجیے، جبکہ ہم طرح طرح کے عذابوں کے مستحق ہیں۔ محقق علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا میں انت ضمیر مستتر کی ہے، لیکن جب معافی ہو گئی اور مغفرت کا ظہور ہوا اور رحمت آشکارا ہو گئی تو بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سارے حجابات اٹھ گئے، تو اب بندے کو اجازت دے دی کہ اب تو کہہ اَنْتَ مَوْلٰنَا أَيْ سَيِّدُنَا کہ آپ ہمارے مالک اور ہمارے ہر کام کے متولی ہیں جب ہم توبہ کر رہے ہیں اب آپ ہماری مدد کیجیے کافروں کے خلاف۔

استغفار کرنے والوں کا مقام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ارشاد فرماتے ہیں: جب

مومن سے بہت خطائیں ہو جاتی ہیں لیکن وہ توبہ اور استغفار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو متقیوں والا درجہ عطا کر دیتا ہے۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے یہ عبارت خود اپنی آنکھوں سے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دیکھی ہے۔ اور دلیل اس بات پر پیغمبر علیہ السلام کی حدیث مبارک ہے کہ جو شخص استغفار کو لازم کر لے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمادیتے ہیں اور اس کے ہر غم کا مداوا کر دیتے ہیں یعنی اس کو غم سے نکال کر آسانی پیدا فرمادیتے ہیں اور اس کو وہاں سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور یہ تین تقویٰ کے انعامات ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ جو تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مشکل سے نجات کی شکل نکال دیتا ہے۔ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ جو تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو وہاں سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہو گا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خطاکار اور عاصی ہو اور توبہ واستغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ تمام انعامات عطا فرمائیں گے جو متقیوں کو عطا فرمائیں گے جیسا کہ حدیث میں ارشادِ مبارک گزرا۔ پس یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ مستغفرین بمنزلہ متقین ہیں۔

توّابین محبوبین

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں جبکہ دنیا کے بادشاہ مجرموں سے محبت نہیں کرتے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو توبہ کرتا ہے اگرچہ اس پر بہت گناہ ہوں اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں یُحِبُّ فعل مضارع ہے جو حال اور استقبال دونوں کو شامل

ہے کہ اگر اب توبہ استغفار کرلو گناہوں سے تو تم اب محبوب ہو اور اگر تم سے مستقبل میں گناہ ہو جائے گا اور تم توبہ کرلو گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تم کو پھر محبوب بنالیں گے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا حبیب اللہ ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

صدیق کی تعریف

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اولیائے کرام کے تین طبقات ہیں اور وہ یہ ہیں صدیقین، شہداء، صالحین۔ مفسرِ عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں صدیق کی تین تعریفیں ارشاد فرمائی ہیں۔

۱) صدیق وہ ولی ہے جس کے قول اور فعل میں تضاد نہ ہو۔

۲)صدیق وہ ولی ہے جس کا باطن ظاہری حالات سے تبدیل نہ ہو یعنی وہ راہِ مستقیم پر پورے استقلال کے ساتھ رہے۔

۳) صدیق وہ ولی ہے جو دونوں جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی پر خرچ کردے۔

پھر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے چوتھی تعریف میرے دل میں یہ ڈالی ہے کہ صدیق وہ ولی ہے جو ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرتا ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرماں بردار رہتا ہے اور اپنے نفس کو گناہوں سے بچاتا ہے اور اگر خدانخواستہ گناہ ہو جائے تو توبہ واستغفار سے اس کا تدارک کرلیتا ہے۔

حقیقی توبہ

ارشاد فرمایا کہ حقیقی توبہ ندامت کا نام ہے اور ندامت دل کے تڑپنے کا نام ہے، پس جو دل سے نادم ہے وہ تائب ہے خواہ زبان سے استغفار نہ کرے اور زبان سے استغفار کرے تو افضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا کہہ کر امید مغفرت دلادی کیوں کہ جب آدمی اپنے بیٹے کو کہتا ہے معافی مانگو،

تو یہ دلیل ہے کہ باپ معاف کرنا چاہتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا توبہ واستغفار کا حکم دینا اور اِسۡتَغۡفِرُوۡا نازل کرنا دلیل ہے ان کے نزول رحمت اور ہماری معافی پر۔

اموال کو آیتِ مبارکہ میں مقدّم کرنے کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اموال کو بَنِیۡن پر مقدم کیا ہے، اس لیے کہ انسان کی جب زیادہ اولاد ہو تو رزق کے معاملے میں فکر مند ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہماری نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے مال کو مقدم کیا۔ اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ جب اپنی والدہ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اوران کی والدہ جن کا نام اُم سُلیم رضی اللہ عنہا تھا نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! اپنے چھوٹے سے خادم کے لیے دعا فرمادیں جبکہ ان کی عمر دس سال تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے کہ اے اللہ تعالیٰ! اس کے مال میں برکت عطا فرما، اس کی اولاد میں برکت عطا فرما، اس کی عمر دراز فرما اوراس کے گناہ معاف فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی اقتداء کرتے ہوئے پہلے مال کی برکت کی دعا دی پھر اولاد اور عمر اور مغفرتِ ذنوب کی دعا دی ہے۔ لہٰذا ہر خطا کار اور گناہ گار کے لیے جنت کی ضمانت توبہ اور استغفار ہے۔ آخر میں حضرت والا نے دعا فرمائی۔

مولانا عاشق الٰہی برنی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر دعوت بعد از عشاء

عشاء کے بعد حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری جو کہ مدینہ پاک ہجرت کر گئے تھے کہ گھر پر دعوت تھی۔ حرم شریف میں نماز ادا کرنے کے بعد سارا قافلہ حضرت برنی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچا، حضرت کا قیام رباط بخارا محلہ المستراحۃ میں تھا۔ ان کے دو صاحبزادوں مفتی محمد کوثر برنی سلمہٗ اور مولانا عبداللہ برنی سلمہٗ نے بڑی خدمت کی حضرت نے بڑی پر تکلف دعوت کی تھی۔ دعوت کے بعد دو ٹوکرے مالٹوں کے لائے گئے، دونوں بزرگ تو آپس میں گفتگو کرتے رہے اور احباب نے مالٹے چوس چوس کر چھلکوں کے ڈھیر لگا دیے۔

حضرت برنی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ اشعار بھی سنائے جو حضرت والا دامت برکاتہم کی وجہ سے موزوں ہوئے تھے۔

اشعار

ایک دفعہ حضرت والا دامت برکاتہم نے مدینہ شریف سے کپڑا خریدا تھا اور وہ کپڑا آپ کے ہاتھ میں تھا، تو حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا ؎

بات مت کرنا کنار و بوس کی
ورنہ لے لوں گا تمہاری بوسکی

حضرت والا نے مزاحاً ارشاد فرمایا کہ مولانا کا یہ ایک ہی شعر صحیح موزوں ہوا ہے ورنہ مولانا کے شعر ردیف، قافیہ اور وزن سے آزاد ہوتے ہیں۔

پھر ایک جگہ ناشتے پر جانا ہوا تو اس وزن پر حضرت بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ نے شعر پڑھا جو حضرت والا کے مندرجہ بالا ارشاد کی دلیل ہے ؎

ناشتے کے لیے کافی ہیں پیٹ بھر کی بوٹیاں
حاجت نہیں ہے مکھن اور توس کی

پھر ایک جگہ مدرسے کا سنگِ بنیاد تھا حضرت والا بھی ساتھ تھے تو اس وقت حضرت بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا ؎

مسجد و مدرسہ کی ابتدا ہوتی ہے اس طرح
زمین کچی اور چھت ہے پھوس کی

سنتِ معلّمیت

۳۰ رجب ۱۴۲۰ھ بمطابق ۸ نومبر ۱۹۹۹ء بروز پیر

فجر کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ معلمیت کو ادا کروں، کیوں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پڑھایا کرتے تھے تو اس کے لیے احقر اور مفتی کوثر صاحب بن مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری کا انتخاب ہوا، جیسا کہ مسجدِ نبوی میں حلقہ بنانے کی اجازت نہیں، اس لیے حضرت نے ہمیں قبلہ رخ دائیں بائیں بٹھا کر درج ذیل علم النحو کے چند اسباق پڑھائے۔

سبق نمبر ۱۔عدد کی تمیز

الف) واحد اور اثنین کی تمیز نہیں آتی اَلْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ لَاتَمِیْزَ لَهُمَا۔

ب) تین سے دس تک کی تمیز جمع مذکر ہوتی ہے تذکیر وتانیث کے فرق کے ساتھ یعنی مذکر کی تمیز مونث اور مونث کی تمیز مذکر ہوگی۔

ج) گیارہ سے ننانوے تک ہمیشہ مفرد منصوب ہوگی۔

د) سو اور سو کے بعد الی غیر النہایہ مفرد مجرور ہوگی الف سنةٍ سبعون الفِ مَلَكٍ

سبق نمبر ۲۔اِنَّ اور اَنَّ کا استعمال

اِنَّ چار موقعوں پر استعمال ہوتا ہے۔

۱) ابتدائے کلام میں۔ ۲) جوابِ قسم میں جیسے:

وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ [۳]

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ [۴]

۳) قول کے بعد جیسے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً [۵]

۴) جب خبر پر لامِ تاکید داخل ہو جیسے قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ [۶]

۳؎ العصر:۱-۲

۴؎ الحجر:۷۲

۵؎ البقرۃ:۳۰

۶؎ یٰس:۱۶

اَنَّ کا استعمال

اَنَّ پانچ جگہ استعمال ہوتا ہے: ۱)درمیانِ کلام میں۔ ۲) عَلِمَ یَعْلَمُ کے بعد، جیسے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ [۷۷] ۳) لَو کے بعد جیسے:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا [۷۸]

۴) لَوْلَا کے بعد جیسے فَلَوْلَا اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ [۷۹]

۵) فعل ظَنَّ یَظُنُّ کے بعد جیسے: یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ وَاَنَّھُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ [۸۰]

سبق نمبر ۳

جب متعلقات مقدم ہوتے ہیں تو کان اور اِنَّ کا اسم مؤخر ہوتا ہے جیسے۔

اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتْنَۃً، اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْراً

اِنْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَّکَانَ عُمَر

سبق نمبر ۴۔ فوائد مستثنٰی

۱) کلام مثبت کا مستثنٰی ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ

۲) کلام منفی اور مستثنٰی منہ مذکور ہے تو مستثنٰی کا اعراب وہی ہو گا جو مستثنٰی منہ کا ہو گا۔ مَا جَاءَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ

۳) اگر مستثنٰی منہٗ مذکور نہیں تو حسبِ عامل اعراب ہو گا جیسے مَا جَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ۔

۴) مَا خَلَا مَا عَدَا کا مستثنٰی ہمیشہ منصوب ہو گا جیسے بعض شعراء کا قول ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ

---

[۷۷] الانفال: ۴۱
[۷۸] النساء: ۶۴
[۷۹] الصافات: ۱۴۳
[۸۰] البقرۃ: ۴۶

۵)اگر لفظ غیر مستثنیٰ ہوگا تو غیر کا اعراب وہی ہوگا جو مستثنیٰ کا اِلَّا سے ہوتا ہے

مَا جَاءَنِیْ غَیْرُ زَیْدٍ

سبق نمبر ۵

کم کی دو قسمیں ہیں: ۱)استفہامیہ۔ ۲)خبریہ۔

۱)استفہامیہ کی تمیز ہمیشہ مفرد منصوب ہوتی ہے۔ ۲)اور خبریہ کی تمیز مفرد مجرور ہوتی ہے۔

کم عاقلٍ عاقلٍ اَعْیَتْ مَذَاهِبُهٗ

وکم جاهلٍ جاهلٍ تلقاه مَرْزُوْقاً

توابع کے احکام

تابع کا اعراب وہی ہوتا ہے جو متبوع کا ہوتا ہے، اس کی پانچ اقسام ہیں:

۱۔ مؤکد، تاکید ۲۔ بدل، مبدل منہ ۳۔ موصوف، صفت ۴۔ مبیّن، بیان

۵۔ معطوف، معطوف علیہ

سبق نمبر ۶

كُلُّ اَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ مُمْتَنِعَةٌ اِلَّا سِتَّةً هودٌ وصالحٌ وشعيبٌ ولوطٌ ونوحٌ ومحمدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ملاقات حضرت مولانا سید محمد آفتاب عالم رحمۃ اللہ علیہ

عصر کے بعد حضرت والا سراج المحدثین حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی کے صاحبزادے حضرت مولانا سید محمد آفتاب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ بہت خوش ہوئے اور چائے کے ساتھ حضرتِ والا کی تواضع فرمائی، دونوں اکابر آپس میں گفتگو فرما رہے تھے اور ہم ذرا فاصلے پر بیٹھے تھے۔ ایک بات جو مولانا سید محمد آفتاب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی راقم الحروف

نے سنی وہ یہ کہ میرے شیخ سے فرمارہے تھے، جب میرے پاس کوئی مہمان آتا ہے تو میں اس کو بولنے نہیں دیتا، بلکہ خود ہی دین کی بات بتاتا رہتا ہوں، مجھے یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہ کسی کی غیبت کر کے اس بلدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں خود بھی گناہ گار ہو اور مجھے بھی گناہ گار کرے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت مولانا سید محمد آفتاب عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کے ساتھ بہاول نگر دو سال رہے ہیں اور راقم کے والد مولانا نیاز محمد ختنی رحمۃ اللہ علیہ سے شرح جامی پڑھی، چند سال قبل انتقال فرماگئے ہیں اور جنت البقیع میں آسودۂ خاک ہیں۔ قبلِ مغرب وہاں سے واپس ہوئے۔

بعدِ عشاء بر مکان ملک عبد الوحید صاحب سلّمہٗ

ملک عبد الوحید صاحب مشہور بزرگ حضرت مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب دامت برکاتہم کے چھوٹے بھائی ہیں آپ مطابع الرشید مدینہ کے مالک ہیں اور دورۂ حدیث تک مدینہ شریف میں مدرسہ چلاتے ہیں۔ حضرتِ والا جب بھی حاضر ہوتے ہیں، حضرت والا اور تمام احباب کی خاص قسم کی دعوت کراتے ہیں جس میں بکری کا گھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ عربوں کی خاص ڈش ہے۔

ان کی درخواست پر عشاء کی نماز کے بعد حضرتِ والا مع احباب تشریف لے گئے اور ضیافت کے بعد مختصر مجلس ہوئی۔

ائمۂ اربعہ کا اختلاف

ایک صاحب نے کہا کہ کاش! ائمۂ اربعہ نہ ہوتے تو امّت میں اختلاف نہ ہوتا تو حضرت والا نے فرمایا کہ اگر یہ ائمہ نہ ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی سنتیں ضایع ہوجاتیں، ان کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سنتیں زندہ ہوئیں، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کی دلیل ہے۔

ہر وقت منظورِ نظر

ارشاد فرمایا کہ جو سارے عالم کے حسینوں سے بے خبر رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا باخبر رہتا ہے تو وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر رہتا ہے کیوں کہ **وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ**[۸۱] میں تمہارے ساتھ ہوں تم جہاں کہیں بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے مصافحہ

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تو **يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ**[۸۲] اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے، تو ان کا مصافحہ اللہ تعالیٰ سے ہوا تو ہمارے چاروں سلسلوں کے بزرگوں کی بیعت کا سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ختم ہوتا ہے پس اس طرح تمام بزرگانِ دین جو سلسلے میں داخل ہیں ان کا ہاتھ دست بہ دست حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جنھوں نے بیعت کی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پس سلسلے کے تمام بزرگوں کا مصافحہ اللہ تعالیٰ کے مصافحہ پر ختم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کے لیے یہی پیری مریدی کا راستہ ہے اور کوئی راستہ نہیں۔

شُرطوں (سپاہیوں) کا احترام

ارشاد فرمایا کہ شُرطوں (سپاہیوں) کا بھی ادب کرو کسی کو آنکھ بھی نہ دکھلاؤ، کیوں کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجنوں نے لیلیٰ کی گلی کے کتے کے بارے میں کہا کہ وہ مجھے شیر سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ سوچ لو کہ یہ رحمۃ للعالمین کے دربار کے پاسبان ہیں تو ہمیں ان کا کتنا ادب کرنا چاہیے۔

---

[۸۱] الحدید:۴

[۸۲] الفتح:۱۰

ملک عبد الوحید صاحب کے باغ میں ناشتہ

یکم شعبان ۱۴۲۰؁ھ بمطابق ۹ نومبر ۱۹۹۹؁ء بروز منگل بعد نماز فجر

فجر کے بعد ملک عبد الوحید صاحب برادرِ خورد مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب دامت برکاتہم کی درخواست پر حضرتِ والا ان کے کھجوروں کے باغ میں مع احباب تشریف لے گئے، ان کا باغ مدینہ شہر سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر تھا، وہاں کھجور کی ٹہنیوں کے سائبان کے نیچے بیٹھنے کا انتظام تھا۔ چاروں طرف کھجوروں کے درخت، بھیڑ، بکریوں، مرغ اور کبوتروں کی آوازیں اور حضرت شیخ کی پر رونق مجلس عجیب سماں پیدا کررہی تھی اور اس ماحول میں عرب دیہاتی ناشتہ انسان کو تصورات میں کئی سو سال پہلے لے جاتا تھا پھر حضرتِ والا کے پر نور ارشادات حرم پاک کی فضاؤں میں قلب و جاں کو بالیدگی اور روح کو تروتازگی عطا کررہے تھے۔

ارادۂ دل سے اللہ اللہ کہنا

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ ایسا وظیفہ بتادیں کہ خود بخود اللہ اللہ نکلتا رہے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ توبہ کرو اس بات سے ایک اللہ جو اپنے ارادہ سے نکلے ایک کروڑ بلاارادہ اللہ اللہ سے افضل ہے، اس لیے حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عارف کی دو رکعت غیر عارف کی ایک لاکھ رکعات سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی زیارت

ارشاد فرمایا کہ جنّت میں اہل جنت اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے تو انہیں جنت کی نعمتوں کا ایک لمحہ بھی خیال نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذّت کے سامنے ساری نعمتیں بے وقعت ہوجائیں گی۔ اس پر حضرت نے یہ اشعار سنائے ؎

صحنِ چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھاگئے

وہ سامنے ہیں نظامِ حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے

(حضرت والا دامت برکاتہم)

بلکہ دنیا میں جب ان کے قرب کی لذّت حاصل ہوتی ہے تو یہ کیفیت ہو جاتی ہے ؎

نمودِ جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں
کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ کی تفسیر

فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ[۸۳] کی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تفسیر کی ہے۔

۱) بِاِجَالَةِ النَّظَرِ بد نظری کرنے والا جو نظر گھما گھما کر حسینوں کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔

۲) بِاِسْتِعْمَالِ سَائِرِ الْحَوَاسِ اور اس کے تمام حواسِ خمسہ حرام لذّت لینے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں، باصرہ یعنی آنکھ اس حسین کو دیکھنا چاہتی ہے، سامعہ یعنی کان اس کی بات سننے کی تمنا کرتے ہیں، قوت ذائقہ اس کو چکھنے یعنی حرام بوسہ بازی کرنا چاہتی ہے، قوت لامسہ اس کو چھونے کی اور قوت شامہ اس حسین کی خوشبو سونگھنے کی حرام آرزو میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۳) اور تیسری تفسیر ہے بِتَحْرِيْكِ الْجَوَارِحِ بد نظری کرنے والے کے تمام اعضا بھی حرکت میں آجاتے ہیں۔ ہاتھ اور پاؤں وغیرہ اس محبوب کو حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بد نظری کرنے والے کی نظر اور حواس اور اعضاء و جوارح کی ان حرکات سے باخبر ہے اور اس کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

۴) اور چوتھی تفسیر ہے وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَقْصُدُوْنَ بِذٰلِكَ ان حرکات کا جو آخری

۸۳؎ النور: ۳۰

مقصد ہے یعنی بد فعلی اللہ تعالیٰ اس سے بھی باخبر ہے اور باخبر ہونے میں سزا دینے کا حکم پوشیدہ ہے کہ میں تمہاری حرکتوں کو دیکھ رہا ہوں اگر باز نہیں آؤ گے تو عذاب دوں گا پس آیت میں اشارہ ہے کہ ایسے شخص کو سزا دی جائے گی اگر توبہ نہ کی۔ بد نظری بد فعلی کی پہلی منزل ہے اور آخری اسٹیشن بد فعلی کا ارتکاب ہے جہاں شرم گاہیں ننگی ہو جاتی ہیں اور آدمی دونوں جہاں میں رسوا ہو جاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے گناہ کی پہلی منزل ہی کو حرام فرما دیا کیوں کہ بد نظری ایسا آٹومیٹک یعنی خود کار زینہ ہے کہ جس پر قدم رکھتے ہی آدمی سب سے آخری منزل پر پہنچ جاتا ہے جس فعل کی ابتدا ہی غلط ہو اس کی انتہا کیسے صحیح ہو سکتی ہے اس پر میرا شعر ہے۔[۸۴]

عشق بتاں کی منزلیں ختم ہیں سب گناہ پر
جس کی ہو ابتدا غلط کیسے صحیح ہو انتہا

چوں کہ بد نظری کرنے والے کے حواس خمسہ اور اعضاء وجوارح متحرک ہو جاتے ہیں اور قلب بد فعلی کے خبیث قصد سے کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے لہٰذا بد نظری کرنے والے کا قلب اور قالب دونوں کشمکش میں مبتلا ہو کر کمزور ہو جاتے ہیں۔

اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ کی تفسیر

ارشاد فرمایا کہ جب میرے شیخ نے مجھے اس کی تفسیر پڑھائی تو مجھ سے سوال کیا کہ پہلے موت آتی ہے یا زندگی؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت پہلے زندگی ملتی ہے پھر موت۔ تو حضرت پھولپوری نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے موت کو ذکر کیوں کیا؟ پھر فرمایا کہ راز یہ ہے کہ جو انسان اپنی زندگی کے سامنے موت کو رکھے گا وہ دنیا کے مشغلوں کے ساتھ ساتھ وطنِ آخرت کی تعمیر میں بھی لگا رہے گا، ورنہ پردیس کی رنگینوں میں پھنس کر دائمی وطن کو ہمیشہ کے لیے تباہ کر لے گا۔ اور جو دنیا کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں ان کے لیے میرا شعر ہے ؎

---

[۸۴] روح المعانی: ۱۸/۱۳۹، النور (۳۰)، دار احیاء التراث، بیروت

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

پھر یہ اشعار سنائے ۔

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا کی تفسیر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تین تفسیریں منقول ہیں جن کو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں نقل کیا ہے۔

زبانِ نبوت سے تفسیر سنیں

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَتَمُّ عَقْلًا وَّفَهْمًا

اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتے ہیں تم میں کون زیادہ عقل مند ہے جو پردیس میں رہ کر اپنا ضروری کام بھی کرلیتا ہے اور اپنے دیس یعنی وطن آخرت کی تعمیر میں لگا ہوا ہے۔

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَوْرَعُ عَنْ مَّحَارِمِ اللهِ

اللہ تعالیٰ آزمانا چاہتے ہیں کہ کون تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنے والا ہے، جان دے دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرکے اپنے دل کو خوش نہیں کرتا۔

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَسْرَعُ إِلٰى طَاعَةِ اللهِ

اللہ تعالیٰ آزمانا چاہتے ہیں کہ تم میں کون اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زیادہ آگے بڑھتا ہے
اس آیت کے آخر میں فرمایا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ اللہ تعالیٰ زبردست

طاقت والے ہیں۔ عزیز کا معنٰی ہے اَلْقَادِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَلَا یُعْجِزُہٗ شَیْءٌ فِیْ اِسْتِعْمَالِ قُدْرَتِہٖ[۸۵] وہ قادرِ مطلق جس کو اپنے استعمال قدرت میں پوری کائنات مانع نہ بن سکے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں ناموں میں عزیز کو پہلے اور غفور کو بعد میں اس لیے نازل کیا، تاکہ بندے میری مغفرت کی قدر کریں کہ میں بہت بڑی قدرت اور طاقت والا ہوں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی کو شیر معاف کر دے تو کتنا شکریہ ادا کرے گا۔ کیوں کہ وہ پھاڑ کھانے پر قادر ہے اگر ایک مریض آدمی ہے وہ کہے کہ معاف کر دیا تو اس کی اتنی قدر نہیں کی جائے گی، کیوں کہ اگر معاف نہ بھی کرے تو کیا بگاڑ سکتا ہے۔

پیر کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ جس چیز سے آدمی پاگل ہو جائے وہی دنیا ہے آدمی حسین عورت اور لڑکوں کو دیکھ کر پاگل ہو جاتا ہے۔ پاگل کا معنٰی ہے پائے گل کہ جس کے پاؤں دلدل میں پھنس جائیں اس سے نکلنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ نکالنے والا باہر ہو اور وہ پیر و مرشد ہے جو رسی پھینکتا ہے اور کہتا ہے کہ مریضو! اس کو پکڑ لو تو باہر نکل آؤ گے، ورنہ دلدل سے جتنا نکلنے کی کوشش کرتا ہے مزید پھنستا ہے بشرطیکہ وہ پیر بھی دلدل میں پھنسا ہوا نہ ہو ورنہ ایک دلدل میں پھنسا ہوا دوسرے دلدلی کو کیسے نکال سکتا ہے؟ پس انجام پر اگر نظر رکھو گے تو پھر پاگلیٹ کے چاکلیٹ نہ کھاؤ گے۔

اہلِ بہاول نگر کی سعادت

مدینہ شریف میں کافی عرصہ سے بہاول نگر کے لوگ رہتے ہیں، ان میں سے بعض اہلِ خانہ کے ساتھ مقیم ہیں۔ حضرتِ والا کی جب حاضری ہوئی تو بندہ نے انہیں متوجہ کیا۔ ان میں بہت سے داخلِ سلسلہ ہوئے، حضرتِ والا کی خوب خدمت کی اور اکثر اوقات حضرت والا کے لیے گھر سے کھانا بنوا کر لاتے تھے اور آخری دن حضرت والا

---

[۸۵] روح المعانی: ۲۹/۵، الملك (۲)، دار إحياء التراث، بيروت

کو ہدیے پیش کیے اور ایک ساتھی نے بہت خوبصورت کمبل بھی پیش کیا۔ حضرت والا بہت خوش ہوئے اور اہلِ بہاول نگر کو بہت دعائیں دیں اور راقم سے فرمایا کہ یہ سب آپ کے کھاتے میں ہے اور بہت دعا دی۔

مدینہ شریف سے روانگی

یکم شعبان ۱۴۲۰؁ھ بمطابق ۹ نومبر ۱۹۹۹؁ء بروز منگل شام کو حضرت والا مع احباب ہوٹل سے احرام باندھ کر مکہ شریف کے لیے براستہ جدہ مدینہ ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے ۷ بجے سعودی ایئرلائن کا جہاز جدہ کے لیے اڑنا تھا اہل مدینہ کی بہت بڑی تعداد آپ کو روانہ کرنے کے لیے ایئرپورٹ حاضر ہوئی، ان میں کافی تعداد بہاول نگر سے تعلق رکھنے والوں کی تھی ؎

مدینے کی نسبت ہے قیمت مری
و گرنہ حقیقت میں سستے ہیں ہم

مدینے میں ہر سال ہو حاضری
خدا سے یہ فریاد کرتے ہیں ہم

پس اے ساکنانِ مدینہ مجھے
نہ بھولو گزارش یہ کرتے ہیں ہم

اے اخترؔ مرے قلب و جاں ہیں وہاں
مدینے سے گو دور رہتے ہیں ہم

(حضرت والا دامت برکاتہم)

مکہ شریف آمد

یکم شعبان ۱۴۲۰؁ھ بمطابق ۹نومبر ۱۹۹۹؁ء بروز منگل

مدینہ شریف سے حضرت والا اور جمیع احباب احرام باندھ کر رات کو مدینہ ایئرپورٹ کے لیے روانہ ہوئے، رات سات بجے جہاز جدہ کے لیے اڑا، آٹھ بج کر بارہ منٹ پر جدہ ایئرپورٹ پر پہنچا اور جدہ سے موٹروں کے ذریعے رات دس بجے مکہ شریف حاضری ہوئی اور محلہ شامیاں میں دارِ ابرار میں قیام کیا، حضرت والا اور احباب نے ضروریات سے فارغ ہو کر آرام فرمایا۔

فضائلِ مکہ شریف

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا کو بنانے اور بسانے کا ارادہ فرمایا، تو سب سے پہلے مکہ شریف میں اپنا گھر بنایا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ[۸۶]

ترجمہ: یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کے واسطے مقرر کیا گیا، وہ مکان ہے جو کہ مکہ میں ہے، جس کی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے اور جہان بھر کے لوگوں کا راہ نما ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے مکہ! تو کتنا ذیشان شہر ہے اور مجھے کس قدر محبوب اور مرغوب ہے، اگر میری قوم مجھے نہ نکلواتی تو میں تیرے سوا کسی دوسری جگہ قیام نہ کرتا۔ دوسری جگہ فرمایا: اے مکہ! خدا کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی بہترین زمین ہے اور اسے تو بہت ہی پسند ہے، اگر مجھے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔[۸۷]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز دوسری مساجد کی بنسبت ایک ہزار گنا زیادہ

۸۶؎ اٰل عمرٰن: ۹۶

۸۷؎ جامع الترمذی: ۲/ ۲۳۰، باب فضل مکۃ، ایچ ایم سعید

فضیلت رکھتی ہے، سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز اس سے بھی سو گنا بڑھ جاتی ہے یعنی ایک لاکھ گنا ہو جاتی ہے۔

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے مکہ معظمہ میں رمضان المبارک پایا اور اس کے روزے رکھے اور تراویح ادا کی، کسی دوسرے مقام کی نسبت یہاں سے ایک لاکھ رمضان شریف کا اجر و ثواب ملے گا اور ہر روز دو گھوڑوں کا بوجھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کرنے کا ثواب بھی ہو گا۔[۵۸]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس انسان نے مکہ شریف کی گرمی ایک ساعت کے لیے برداشت کی، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی ایک سو سال کی مسافت سے دور کر دے گا۔[۵۹]

مکہ شریف کے فضائل بے شمار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اسی بلد امین میں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے اسی شہر میں سرفراز کیا گیا، قرآن مجید سب سے پہلے اسی سرزمین پر اترا، اللہ تعالیٰ کا گھر اسی شہر میں ہے، مقامِ ابراہیم اور آبِ زمزم اسی میں ہے، حجرِ اسود اور رکنِ یمانی یہیں پر ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل و اولاد کی تجلیات کا یہی مرکز ہے اور حضرت خلیل اللہ کی دعاؤں کا یہی مظہر ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے محبوب یہی شہر ہے، اسلام کا پانچواں رکن حج اسی شہر میں ادا کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے مکہ شریف کو ذاتی شرف عطا فرمایا اور مدینہ شریف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی وجہ سے نوازا۔

حضرتِ والا فرماتے ہیں ؎

یہ بھی ہجرت کا اک رازِ تکوین ہے
ورنہ روضہ بھی ہوتا جوارِ حرم

---

۵۸ کنزالعمال: ۱۲/۲۰۰(۳۴۶۵۷)، کتاب الفضائل من قسم الافعال، مؤسسة الرسالة

۵۹ کنزالعمال: ۱۲/۲۱۰(۳۴۷۰۴)، کتاب الفضائل من قسم الافعال، مؤسسة الرسالة

قلبِ عاشق کے دو ٹکڑے ہوتے یہاں
درمیانِ حرم روضۂ محترم
جا کے طیبہ میں دے سبز گنبد پہ جاں
اور مکہ میں ہو جا فدائے حرم
یا جبال الحرم یا جبال الحرم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن زمین و آسمان کو بنایا اسی دن سے مکہ شریف کو محترم بنایا، لہٰذا اس میں مجھ سے پہلے جنگ وجدال جائز تھا نہ میرے بعد جائز ہے اور میرے لیے اللہ تعالیٰ نے (فتح مکہ کے موقع پر) دن کی ایک گھڑی میں قتال کو حلال قرار دیا تھا (فجر سے عصر تک)، اب اس کی حرمت دوبارہ لوٹ آئی ہے، لہٰذا اب نہ اس کا کوئی درخت کاٹا جائے گا، اور نہ اس کے کانٹے توڑے جائیں گے، نہ اس کے جنگلی جانوروں کو بھگایا جائے گا، نہ اس کی گھاس کاٹی جائے گی سوائے اذخر گھاس کے۔[۹۰]

مورّخین نے لکھا ہے کہ مکہ شریف کو کبھی بھی باہر کا حکمران فتح کر سکا ہے نہ کسی ایک آدمی کی حکومت قائم رہی، قبائلی اور سرداری نظام تھا۔ سکندر اعظم نے مکہ شریف کو فتح کرنے کی ٹھانی تھی، لیکن راستے میں موت کے ہاتھوں مفتوح ہو گیا۔ سب سے پہلے یہاں پر فتح مکہ کے موقع پر اسلام کا پرچم لہرایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم ہوئی۔

کعبۃ اللہ

حضرت والا نے فرمایا: مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کعبہ را ہر دم تجلی می فزود
ایں ز اخلاصات ابراہیم بود

۹۰؎ کنزالعمال: ۱۲/۱۹۸ (۳۴۶۵۱)، کتاب الفضائل من قسم الافعال، مؤسسۃ الرسالۃ

کہ کعبہ شریف پر ہر دم تجلی الٰہی بڑھتی رہتی ہے، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اخلاص کا نتیجہ ہے۔

معجزہ ہے کہ آلاتِ پیمانہ تھے
وسطِ دنیا میں ہے کعبہ محترم

(حضرت والا دامت برکاتہم)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مبارک تھی اور کچھ نہ تھا اور اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا، جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بنانے کا ارادہ فرمایا تو اس پانی میں سے روٹی کے مانند زمین کو ظاہر فرمایا اور سب سے پہلے وہی جگہ ظاہر ہوئی جہاں کعبۃ اللہ ہے اور پھر سب سے پہلے زمین کو بیت المقدس کی جانب پھیلایا گیا جس میں چالیس سال کا عرصہ لگا، اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ بیت المقدس کی بنیاد خانہ کعبہ کی بنیاد کے چالیس سال بعد رکھی گئی، اس بنیاد سے مراد نور کی بنیادیں ہیں جن پر بعد میں اینٹ پتھر کی بنیادیں رکھی گئیں۔

خانہ کعبہ کی سب سے پہلی تعمیر فرشتوں نے فرمائی اور اس کے لیے ایک سرخ یاقوت کا خیمہ لایا گیا تھا، وہ خانہ کعبہ کی جگہ پر رکھا گیا اور فرشتے اس کا طواف کرتے تھے۔

پھر آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو ہندوستان سے پیدل چل کر مکہ شریف گئے، اس سے پہلے خیمہ اٹھالیا گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی تعمیر فرمائی پھر اس کے انہدام کے بعد حضرت شیث علیہ السلام نے تعمیر کی پھر وہ طوفان نوح میں گر گئی، تو پھر نوح علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی پھر مدت مزید گزرنے کی وجہ سے اور سیلابوں کی کثرت کی وجہ سے کعبہ گر گیا اور مٹی میں دب گیا اور وہاں ایک سرخ ٹیلہ رہ گیا، جس کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اہلیہ محترمہ اور اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑا تھا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی جس کا قرآن مجید نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

وَاِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰہٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَ اِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ[۱]

ترجمہ: اور جبکہ اٹھارہے تھے ابراہیم (علیہ السلام) دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل (علیہ السلام) بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار! (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمائیے، بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں۔

اس تعمیر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام معمار تھے اور اسماعیل علیہ السلام مزدور تھے اور اس تعمیر میں جس پتھر کو اوپر نیچے آنے جانے کے لیے استعمال کیا گیا اس کو مقامِ ابراہیم کہتے ہیں۔ اس پتھر کو جنّت سے لایا گیا تھا اور اس تعمیر میں حجر اسود کو نصب کیا گیا تھا اور یہ بھی جنت سے لایا گیا تھا اور رکن یمانی کو بھی جنّت سے لایا گیا تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی جنت کے یاقوت میں سے ہیں، اس کی روشنی کو بجھادیا گیا، اگر نہ بجھائی جاتی تو زمین و آسمان کا درمیان روشن ہوجاتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جب تعمیر منہدم ہوگئی تو بنو جرہم نے دوبارہ تعمیر کیا اور اس تعمیر کے منہدم ہونے کے بعد عمالقہ نے تعمیر کیا، اس کے بعد قبیلہ قریش کا قصی بن کلاب حکمران بنا تو اس نے قریش کو کعبہ شریف کی جدید تعمیر کی طرف متوجہ کیا اور چندہ کرکے بوسیدہ عمارت منہدم کرکے جدید تعمیر کی اور پہلی مرتبہ خانہ کعبہ کی چھت ڈالی گئی، یہ قصی بن کلاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سال قبل قبیلہ قریش نے کعبہ کو پھر سے تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا، کچھ بوسیدگی کی وجہ سے اور کچھ آگ لگنے کی وجہ سے اور اسی دوران جدہ کے ساحل پر بادشاہ روم کا ایک بحری جہاز جس میں عمارتی سامان تھا وہ ایک چٹان سے ٹکراکر پاش پاش ہوگیا تو قریش نے اس جہاز میں لدی ہوئی لکڑی اور سنگ مرمر کا پتھر خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیے خرید لیا، نہایت خوبصورت تعمیر کی گئی۔ اس موقع پر قبائل کے سرداروں میں حجر اسود کے نصب کرنے کے بارے میں اختلاف

---

[۱] البقرۃ: ۱۲۷

ہوا جس پر یہ فیصلہ ہوا کہ کل صبح جو سب سے پہلے حرم میں داخل ہو گا وہ اس بات کا فیصلہ کرے گا۔ اگلے دن جب قریش حرم میں پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے تو سب نے یک زبان کہا ھٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِیْنَاہُ کہ ہم ان پر راضی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے خوبصورت فیصلہ فرمایا کہ حجرِ اسود کو ایک چادر میں رکھا اور قبائل کے سرداروں سے اس کے کونے پکڑنے کا فرمایا، جب انہوں نے حجرِ اسود کو اوپر اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے دست مبارک سے مطلوبہ جگہ نصب فرمایا۔ اس طرح یہ فتنہ ختم ہوا۔

لیکن اس تعمیر میں دو کام ایسے کیے گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں تھے۔ ایک تو دروازہ بہت بلند کر دیا گیا جس سے بغیر سیڑھی کے داخلہ ممکن نہیں تھا اور نہ ہر آدمی داخل ہو سکتا تھا اور دوسرا حطیم کو کعبہ سے نکال دیا گیا جبکہ وہ خانہ کعبہ کا حصہ تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد بھی اس تعمیر میں کوئی تبدیلی نہیں کی تاکہ نئے نئے مسلمان ہونے والے وسوسے اور وہم کا شکار نہ ہوں۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اگر تیری قوم کا زمانہ جاہلیت کے قریب نہ ہوتا اور مجھے ان کے انکار اور باہمی تصادم کا خوف نہ ہوتا، تو میں اس حصہ کو ضرور بیت اللہ میں داخل کر دیتا اور اس کا دروازہ زمین کے برابر بنا دیتا، بلکہ اس کے دو دروازے ایک مشرق اور ایک مغرب میں بنا دیتا جس سے ہر آدمی بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کی سعادت سے بسہولت شرف بار ہو سکتا۔[۹۲]

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد جن چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا، ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ شریف میں آکر پناہ لی، وہاں کے لوگوں نے آپ کے دست پر بیعت کر کے آپ کو خلیفہ مقرر کر دیا، تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر عمل کرتے ہوئے خانہ کعبہ کو حضرت

---

۹۲ کنز العمال: ۲۰۱/۱۲ (۳۴۶۶۳)، کتاب الفضائل من قسم الافعال، مؤسسۃ الرسالۃ

ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کردیا، چناں چہ حطیم کو کعبہ میں شامل کردیا اور خانہ کعبہ میں دو دروازے بنادیے یہ عمارت تقریباً دس سال تک رہی جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف کے ہاتھوں شہید ہوگئے تو حجاج بن یوسف نے اس خوف سے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ قیامت تک باقی رہ جائے گا سیاسی وجوہات کی بنیاد پر خانہ کعبہ کا حطیم والا حصہ منہدم کرکے حطیم کو باہر نکال دیا اور ایک دروازہ بند کردیا پھر یہ تعمیر تقریباً ایک ہزار سال تک رہی پھر وہ سیلاب سے منہدم ہوگئی تو سلطان مراد خان عثمانی نے نئے سرے سے تعمیر کیا اس کے بعد عہد سعود میں کعبہ کی چھت اور فرش تبدیل کیا گیا اور اس کی دو چھتیں بنائی گئیں اور مرمت وغیرہ کا کام تاحال سعودی حکومت کرتی رہتی ہے کعبہ شریف کی بلندی تقریباً چالیس فٹ، مشرقی اور مغربی دیواروں کی چوڑائی انتالیس فٹ، حطیم والی دیوار تینتیس فٹ اور حجر اسود والی دیوار تقریباً تیس فٹ ہے۔

اور بنوایا گھر اپنا یوں مختصر
سہل ہوتا کہ سب کو طوافِ حرم
ورنہ مالک اگر گھر بناتا بڑا
کھا کے غش گرتے سب زائرینِ حرم
اپنے کعبہ کا پھیرا کیا مختصر
صاحبِ بیت کی ہے یہ شانِ کرم

(حضرت والا دامت برکاتہم)

فضائلِ خانہ کعبہ

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نفل نماز پڑھنا مسنون ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب کعبہ کے اندر جاکر نماز پڑھنے کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑ کر حطیم میں داخل کردیا اور فرمایا کہ حطیم بھی کعبہ کا ہی حصہ ہے اس میں نماز پڑھنا کعبہ کے اندر ہی نماز

پڑھنا ہے۔ کعبہ شریف کو دیکھنا بھی باعثِ اجر ہے، خصوصاً پہلی نظر تو قبولیتِ دعا کا وقت ہے، سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی نظر پڑتے ہی یہ اشعار پڑھے۔

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا
تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھ کو
الٰہی رہوں ایک خبر دار تیرا

حطیم

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ خانہ کعبہ کے شمال میں خانہ کعبہ سے متصل چھوٹا سا احاطہ ہے اس کو حطیم کہتے ہیں یہ دراصل خانہ کعبہ کا ہی حصہ ہے۔ تعمیر ابراہیمی سے پہلے یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جھونپڑی تھی وہی ان کی رہائش گاہ بھی تھی اور عبادت گاہ بھی تھی اور اس میں ان کی بکریاں بھی رہا کرتی تھیں، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ تعمیر کیا تو وہ جگہ خانہ کعبہ میں آگئی، جب قریش نے خانہ کعبہ تعمیر کیا تو خرچ کی کمی کی وجہ سے وہ جگہ خانہ کعبہ کی عمارت سے نکال دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا اس لیے ان دو رکنوں (کونوں) کا استلام نہیں کیا جاتا کیوں کہ وہ اپنی اصل جگہ پر نہیں ہے اور حطیم میں نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھنا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ خانہ کعبہ پر روزانہ ایک سو دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، ان میں ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کو ملتی ہیں، چالیس رحمتیں حطیم میں نماز پڑھنے والوں کو ملتی ہیں اور دس رحمتیں خانہ کعبہ کی زیارت کرنے والوں کو ملتی ہیں۔

حجرِ اسود

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حجر اسود جنّت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت ہے جس کو آدم علیہ السلام اپنے ساتھ لائے تھے، جب انہوں نے تعمیر کی تو اس

کو کعبہ کے کونے میں نصب فرمادیا۔ طوفانِ نوح میں اللہ تعالیٰ نے اس کو جبل ابی قبیس میں بطور امانت چھپادیا تھا، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر فرمائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا تھا جو انہوں نے کعبہ کے کونے میں نصب فرمادیا اور جو آج تک قائم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حجر اسود جنّت سے دنیا میں لایا گیا تو دودھ سے زیادہ سفید تھا، لیکن لوگوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کردیا۔[۹۳] دوسری روایت میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حجر اسود کو لائیں گے تو جبل ابی قبیس سے بھی بڑا ہوگا، اسے زبان اور ہونٹ عطا کیے جائیں گے اور وہ ان لوگوں کے حق میں سفارش کرے گا جنہوں نے خلوصِ نیت سے اس کے بوسے لیے تھے۔[۹۴]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حجر اسود زمین پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے، جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مصافحہ فرماتے ہیں۔[۹۵] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔[۹۶] حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید اور کعبہ شریف سے حجر اسود آسمانوں پر اٹھالیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حجر اسود کا کثرت سے استیلام کرو، ایک وقت آئے گا کہ تم اسے اپنی جگہ موجود نہ پاکر افسوس کروگے۔[۹۷]

مقامِ ابراہیم

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل

---

۹۳ کنز العمال: ۲۱۵/۱۲ (۳۴۰۳۷)، کتاب الفضائل من قسم الافعال، مؤسسة الرسالة

۹۴ کنز العمال: ۲۱۵/۱۲ (۳۴۰۳۵)، کتاب الفضائل من قسم الافعال، مؤسسة الرسالة

۹۵ کنز العمال: ۱۰۶/۱۴ (۳۸۰۷۲)، باب فی فضائل الامکنة، مؤسسة الرسالة

۹۶ المعجم الکبیر للطبرانی: ۳۸۹/۱۲ (۱۳۴۳۸)، من احادیث عبید بن عمیر، المکتبة ابن تیمیة

۹۷ کنز العمال: ۲۱۴/۱۲ (۳۴۰۲۱)، باب فی فضائل الامکنة والازمنة، مؤسسة الرسالة

علیہ السلام مل کر کعبہ شریف کی تعمیر فرمارہے تھے، جب دیواریں قدرے بلند ہو گئیں اور پتھر لگانے میں دشواری ہونے لگی، تو خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے فرزند دلبند سے فرمایا: کوئی پتھر تلاش کر لاؤ، جس پر کھڑے ہو کر سہولت سے دیواریں بنائی جاسکیں چناں چہ ذبیح اللہ علیہ السلام یہ پتھر لائے اور خلیل اللہ علیہ السلام نے اسے پاڑ بنا کر حسب منشا دیواریں بلند کر دیں۔

قدرتِ خداوندی کا کرشمہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ وہ سنگ خارا سخت جان ہونے کے باوجود ایسا گلبدن بن گیا کہ آپ کے قدوم میمونت کا نقشِ پا حرزِ جان بنالیا، جو آج بھی جلوہ گاہ خاص وعام بنا ہوا ہے، آپ کے پاؤں ٹخنوں تک پتھر میں گڑھ گئے تھے، جب آپ تعمیر سے فارغ ہوئے تو اس پتھر کو کعبہ شریف کے متصل باب کعبہ سے حجر اسود کی جانب رکھ دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، جابر رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہی قول مروی ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر مقام ابراہیم کے پاس لے گئے اور فرمایا: عمر یہ مقام ابراہیم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم اسے نماز کی جگہ کیوں نہ مقرر کرلیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمیں ابھی تک اس بات کا حکم نہیں دیا گیا۔ لیکن اسی دن سورج غروب ہونے سے پہلے ہی یہ آیت نازل ہوگئی۔[۹۸]

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر اس آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی **وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى**[۹۹] پھر آپ اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقام ابراہیم آپ کے اور کعبہ شریف کے درمیان تھا اور آپ نے طواف کے دو نفل ادا فرمائے، بعد ازاں حجر اسود کا استیلام کیا (ان دو رکعتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے **قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ** اور **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد** پڑھی)۔

---

۹۸ حلیۃ الاولیاء: ۴/۱۴۵، باب عمر بن شرحبیل، دار الکتب العلمیۃ بیروت

۹۹ البقرۃ: ۱۲۵

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پتھر کی چٹان پر قدموں کے نشانات پڑ جانا، چٹان کے اندر پاؤں کا ٹخنوں تک سما جانا اور پھر پتھر میں اتنا گہرا گڑھا بن جانا اور آثار انبیاء علیہم السلام میں سے صرف اسی اثر کا اتنے زمانہ تک باقی رہنا اور کثرت اعداء (یہود و نصاریٰ وغیرہ) کے باوجود ہزاروں برس تک اس کا محفوظ رہنا کعبہ شریف کا قبلہ ہونے کا ایک بیّن ثبوت ہے۔

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے تعمیر سے فارغ ہو کر اسے کعبہ شریف کے دروازہ کے متصل رکھ دیا، مگر بعد میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے موجودہ جگہ نصب فرمایا جہاں آج بھی جلوہ افروز ہے۔

رکنِ یمانی

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ خانہ کعبہ کے جنوب مغربی کونے کو رکنِ یمانی کہتے ہیں اور یہ یمن سے ماخوذ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن یمانی اور حجر اسود کا استیلام کیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اس کے پاس سے گزرتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ[۱۰۰]

تو فرشتے آمین کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے رکن یمانی کا استیلام کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جب بھی رکن یمانی کے پاس پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام کو وہاں موجود پایا جو استیلام کرنے والوں کے لیے دعائے مغفرت فرما رہے تھے۔[۱۰۱] امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حجر اسود کا استیلام بوسہ دے کر یا ہاتھ سے چھو کر کیا جائے اور رکن یمانی کا استیلام صرف ہاتھ سے چھو کر کیا جائے، بوسہ نہ دیا جائے۔

---

[۱۰۰] سنن ابن ماجة: ۳۴۰-۳۴۱، (۲۹۵۷)، باب فضل الطواف، المکتبة الرحمانیة

[۱۰۱] اخبار مکة للازرقی: ۳۳۸/۱، استلام الرکن الیمانی وفضله، دار الاندلس، بیروت

ملتزم

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حجر اسود اور کعبہ شریف کے دروازے کے درمیان کی جگہ کو ملتزم کہتے ہیں اس سے سینہ چمٹا کر دعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے، گناہوں کی معافی کا ذریعہ اور قبولیتِ دعا کی جگہ ہے۔ حضرت والا فرماتے ہیں۔

میری قسمت کہاں یہ طوافِ حرم
جس زمیں پر چلے تھے نبی کے قدم
جس سے چپکے تھے کل سینۂ انبیاء
میرے سینہ کو حاصل ہے وہ ملتزم

(حضرتِ والا دامت برکاتہم)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

یہ دعائے حرم لذّتِ ملتزم
ہو عطا سب کو یہ نعمتِ مغتنم

(حضرتِ والا دامت برکاتہم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان جو مقام ہے اس پر جو بھی دعا کی گئی، وہ ضرور قبول ہوئی۔[۱۰۲]

آبِ زم زم

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ شریف کے بے آب و گیاہ اور لق و دق وادی میں اپنی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام اوراپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑا تو توشہ ختم ہوگیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام شیر خوار بچے تھے، شدت پیاس سے تڑپنے لگے، انہیں دیکھ کر

۱۰۲ المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۱/۳۲۱ (۱۱۸۷۳)، احادیث عبداللہ بن عباس، مکتبۃ العلوم والحکم

حضرت ہاجرہ علیہا السلام ماہی بے آب کی طرح تڑپتی تھیں، کبھی ایک پہاڑ پر چڑھتی تھیں اور کبھی دوسرے پہاڑ پر چڑھتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا جنہوں نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر یا پر زمین پر مارا جس سے زمزم کا چشمہ جاری ہوا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اس پانی کو روکتی جاتی تھیں اور اس کے ارد گرد منڈھیر بناتی جاتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت ہاجرہ علیہا السلام اسے نہ روکتی تو آبِ زم زم بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔

کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے مشرق کی جانب زمزم کا کنواں ہے، جس کا پانی بے شمار فضائل کا حامل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَاءُ زَمْزَمَ لِمَاشُرِبَ لَہٗ[۱۰۳] کہ آب زم زم جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ آبِ زم زم حوض کوثر کے پانی سے افضل ہے، اسی لیے معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ مبارک آبِ زم زم سے دھویا گیا اور پھر ایمان اور حکمت سے سونے کی شکل میں بھر دیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آب زمزم پیٹ بھر کے پینا ایمان کی علامت ہے، منافق کبھی پیٹ بھر کے نہیں پی سکتا۔[۱۰۴] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آبِ زم زم کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ[۱۰۵]

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں نفع دینے والے علم کا، وسیع رزق کا اور ہر بیماری سے شفا کا۔

آب زم زم کا دیکھنا بھی باعثِ اجر ہے اور پینا بھی باعثِ اجر ہے، یہ ظاہری اور باطنی بیماریوں کی شفا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۰۳؎ سنن ابن ماجة: ۳۵۰، (۳۰۶۲)، باب الشرب من زمزم، المکتبة الرحمانیة

۱۰۴؎ کنز العمال: ۲۲۶/۱۲ (۳۴۸۳)، باب فی فضائل الازمنة والامکنة، مؤسسة الرسالة

۱۰۵؎ مصنف عبد الرزاق: ۳۱۳/۵ (۹۱۱۲)، باب سنة الشرب من زمزم، من منشورات المجلس العلمی

فرمایا: جس آدمی نے کعبہ شریف کا طواف سات چکروں میں پورا کیا پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو نفل پڑھے اور آب زمزم پیا، تو اس کے تمام گناہ معاف کردیے گئے۔ آب زمزم دودھ کی طرح کھانے اور پینے کا قائم مقام ہے۔[۱۰۶] حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو ایک ماہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مسجد حرام میں گزارا اور صرف آبِ زم زم پیتے تھے، کیوں کہ کھانے کو کچھ میسر نہ تھا۔ فرماتے تھے کہ مہینے کے بعد میں نے اپنے پیٹ کو دیکھا تو اس پر چربی چڑھی ہوئی تھی۔

صفا ومروہ

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ[۱۰۷]

ترجمہ: تحقیق صفا اور مروہ من جملہ یادگارِ (دین) خداوندی ہیں، سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا (اس کا) عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں ان دونوں کے درمیان آمدورفت کرنے میں (جس کا نام سعی ہے) اور جو شخص خوشی سے کوئی امر خیر کرے تو حق تعالیٰ (اس کی بڑی) قدر دانی کرتے ہیں (اور اس خیر کرنے والے کی نیت اور خلوص کو) خوب جانتے ہیں۔

صفا اور مروہ کعبہ شریف کے قریب دو پہاڑیاں ہیں، جن پر سیدنا ہاجرہ علیہا السلام نے پانی کی تلاش میں انتہائی بے تابی کے عالم میں سات چکر لگائے تھے اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اسے حج و عمرہ کے لیے لازمی قرار دے دیا گیا اگرچہ ابتدا میں یہ پہاڑیاں کافی بلند تھیں لیکن حرم شریف کو سیلاب سے محفوظ رکھنے کے لیے جس قدر بلند کیا جاتا رہا ان پہاڑیوں کی بلندی بتدریج کم ہوتی رہی اب معمولی ٹیلے کی شکل باقی رہ گئی۔

[۱۰۶] کنز العمال: ۵/۵۲ (۱۲۰۱۳) کتاب الحج والعمرۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

[۱۰۷] البقرۃ: ۱۵۸

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کا تفصیلی قصہ بخاری شریف میں اس طرح ذکر فرمایاہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سب عورتوں سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام نے کمر کا پٹکا بنایا تھا، تا کہ حضرت سارہ علیہا السلام کو ان کے نشاناتِ قدم معلوم نہ ہوں، پٹکے کے کنارہ کی رگڑ سے مٹ جائیں، تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو لے کر آئے اور بیت اللہ کے پاس ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم کے اوپر مسجد کے بالائی حصہ میں دونوں کو اتارا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہاجرہ علیہا السلام کا دودھ پیتے تھے۔ اس زمانہ میں مکہ میں کوئی رہتا نہ تھا اور نہ وہاں پانی تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو لا کر اتارا اور ان کے پاس ایک تھیلا، جس میں کھجوریں تھیں اور ایک مشک جس میں پانی تھا چھوڑ کر منہ پھیر کر چل دیے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے ہولیں اور کہنے لگیں: ابراہیم علیہ السلام! آپ کہاں جارہے ہیں؟ ہم کو اس بیاباں میں چھوڑے جاتے ہیں، یہاں نہ کوئی مونس ہے نہ غم خوار۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اگرچہ یہ باتیں چند مرتبہ کہیں، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ لوٹا کرنہ دیکھا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا: تو کیا خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ ہاجرہ علیہا السلام بولیں: تو خدا تعالیٰ ہم کو تباہ نہیں کرے گا یہ کہہ کر ہاجرہ علیہا السلام ادھر لوٹ آئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اُدھر چلے گئے۔ جب مقام ثنیہ کے پاس پہنچ کر حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کی آنکھوں سے اوجھل ہوئے تو کعبہ کی طرف رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر یہ کلمات فرمائے:

رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ [۱۰۸]

---

۱۰۸ ابراھیم:۳۷

ترجمہ: اے ہمارے رب! میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک (کف دست) میدان میں، جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں۔ اے ہمارے رب! تاکہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں، تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجیے اور ان کو (محض اپنی قدرت سے) پھل کھانے کو دیجیے، تاکہ یہ لوگ (ان نعمتوں کا) شکر کریں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں اور وہی پانی (پیاس کے وقت) خود پی لیتی تھی۔ جب مشک کا تمام پانی ختم ہو گیا اور پیاس ان کو بھی لگی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیاس کی شدت کی وجہ سے زمین پر لوٹتا دیکھا، تو دیکھنے کی تاب نہ رہی اور ایک طرف کو چل دیں اس زمین سے سب سے زیادہ قریب پہاڑ صفا تھا لہٰذا اس پر کھڑے ہو کر وادی کی طرف منہ کر کے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ شاید کوئی شخص نظر آجائے لیکن کوئی دکھائی نہ دیا مجبوراً کوہِ صفا سے اتر آئیں، جب وادی میں پہنچیں تو پھر کرتے کا دامن اٹھا کر مصیبت زدہ آدمی کی طرح ایک طرف کو دوڑیں اور وادی کو پار کر کے کوہِ مروہ پر پہنچیں اور اس پر کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں کہ کوئی شخص شاید نظر پڑ جائے لیکن کوئی دکھائی نہ دیا۔ خلاصہ یہ کہ اسی طرح سات مرتبہ کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہی وجہ ہے کہ (حج کے زمانہ میں) لوگ صفا و مروہ کے درمیان دوڑتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آخر کار جب ایک مرتبہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام مروہ پر پہنچی تو ایک آواز سنائی دی تو خود ہی کہنے لگیں چپ رہ۔ دوسری بار بغور سنا تو پھر وہی آواز سنی۔ کہنے لگیں تو نے آواز تو سنادی، کاش! تیرے پاس ہماری فریادرسی بھی ہو سکتی۔ اتنے میں دیکھتی کیا ہیں کہ ایک فرشتہ مقام زمزم کے پاس موجود ہے، فرشتے نے زمین پر اپنی ایڑی ماری جس سے پانی نکل آیا۔ حضرت ہاجرہ علیہ السلام اس پانی کو حوض کی طرح بنانے لگیں اور پانی کے آس پاس پتھروں کا مینڈھا باندھنے لگیں اور چُلّو سے پانی لے کر مشک بھرنی شروع کر دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! خدا

اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو چھوڑ دیتیں تو ایک چشمہ جاری ہو جاتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہاجرہ علیہا السلام تو چلو سے مشک بھر رہی تھیں اور پانی برابر جوش مار کر ابل رہا تھا حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے یہ پانی خود بھی پیا اور بچہ کو بھی دودھ پلایا۔ فرشتہ نے کہا تم ہلاک ہونے کا اندیشہ نہ کرو کیوں کہ یہاں خدا کا گھر ہے یہ لڑکا اور اس کا باپ اس کو بنائیں گے اور اس کے رہنے والوں کو خدا تباہ نہیں کرے گا۔ کعبہ اس زمانے میں ٹیلہ کی طرح زمین سے کچھ بلند تھا، سیلاب آتا تھا تو دائیں بائیں ہو کر نکل جاتا تھا اوپر نہ پہنچ سکتا تھا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام مدت تک اسی حالت میں رہیں۔ اتفاقاً ایک بار قبیلہ بنی جرہم کداء کے راستہ سے اس طرف کو گزرے اور مکہ کے زیریں جانب فروکش ہوئے کچھ پرندوں کو گھیرا بنا کر اڑتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگے یقیناً پانی کا چکر لگا رہے ہیں لیکن ہمیں تو اس وادی میں آتے ہوئے مدت ہوگئی یہاں تو پانی تھا نہیں (اب کہاں سے آگیا؟) یہ کہہ کر ایک یا دو قاصد خبر لینے کے لیے بھیجے۔ قاصدوں نے آکر پانی دیکھ کر واپس جا کر پانی کی اطلاع دے دی قافلے والے فوراً آگئے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اس وقت پانی کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ کہنے لگے اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے پاس آکر ٹھہر جائیں؟ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا: اچھا لیکن پانی پر تم کو (ملکیت کا) کوئی حق نہ ہو گا۔ قافلہ والوں نے کہا: بہت اچھا! ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کی عین مراد بَر آئی وہ رفیق چاہتی تھیں۔ رفیق مل گئے چناں چہ قافلہ والے وہیں اتر گئے اور اپنے اہل و عیال کو بھی بلالیا یہاں تک کہ وہاں چند خاندان ہوگئے وہ لڑکا (اسماعیل علیہ السلام) جوان ہوا، قافلہ والوں سے عربی سیکھی اور جوان ہونے کے بعد سب سے حسین اور سب کا منظورِ نظر ہوا، قافلہ والوں نے اپنی ہی ایک عورت کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نکاح بھی کرادیا اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا بھی انتقال ہوگیا تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور جس چیز کو چھوڑ گئے تھے اس کی تلاش کرنے لگے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام مکان پر موجود نہ تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

اسماعیل علیہ السلام کی بیوی سے اسماعیل علیہ السلام کو دریافت کیا: بیوی نے کہا ہمارے کھانے کے لیے کچھ لینے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طریقہ زندگی اور گزران کی صورت دریافت کی۔ بیوی نے کہا: بہت بُری گزرتی ہے، ہم بہت تنگی اور سختی میں ہیں اور کچھ اور بھی شکایت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: جب تیرا شوہر آجائے تو اس سے میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر آئے تو ان کو کچھ سن گن مل گئی تھی پوچھنے لگے کیا کوئی آیا؟ بیوی نے کہا: ہاں! ایک بوڑھا آدمی آیا تھا، یہ شکل اور حلیہ تھا، مجھ سے آپ کو دریافت کیا تھا، میں نے ان کو بتادیا پھر اس نے گزران کی صورت دریافت کی تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ ہم بہت تکلیف اور سختی میں ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا: پھر کچھ اس نے تم کو نصیحت بھی کی ہے؟ بیوی نے کہا ہاں مجھ سے یہ کہہ گیا ہے کہ آپ سے اس کا سلام کہہ دوں اور یہ کہہ دوں کہ آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ تبدیل کر دیجیے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا: وہ میرے والد تھے اور مجھے حکم دے گئے ہیں کہ تم کو چھوڑ دوں لہٰذا تم اپنے میکے چلی جاؤ۔ چناں چہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بیوی کو طلاق دے دی اور ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ ایک مدت تک ابراہیم علیہ السلام نہ آئے، مدتِ دراز کے بعد پھر ایک روز تشریف لائے، لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام نہ ملے، بیوی سے دریافت کیا تمہارا شوہر کہاں ہے؟ بیوی نے کہا ہمارے لیے کچھ معاش تلاش کرنے گئے ہیں۔ فرمایا: تمہارا کیا حال ہے، طریقۂ زندگی اور صورت معاش کیا ہے؟ بیوی نے کہا: ہم بہت اچھے ہیں، آرام سے گزرتی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کا بیوی نے شکریہ ادا کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ کیا چیز کھاتے ہو؟ بیوی نے کہا: گوشت۔ فرمایا: کیا چیز پیتے ہو؟ بیوی نے عرض کیا: پانی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: الٰہی! ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ میں مکہ میں غلّہ پیدا نہیں ہوتا تھا اگر غلّہ ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام

اس میں بھی برکت ہونے کی دعا کرتے۔ چوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے گوشت و پانی میں برکت ہونے کی دعا کی تھی اسی وجہ سے سوائے اہل مکہ کے اور کوئی صرف گوشت اور پانی پر گزارہ نہیں کرسکتا اور نہ کسی کو صرف گوشت اور پانی موافق مزاج ہوتا ہے۔ خیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارا شوہر آجائے تو اس سے میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ وہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ قائم رکھے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر میں آئے تو بیوی سے دریافت کیا: کیا کوئی آیا تھا؟ بیوی نے کہا جی ہاں! ایک خوبصورت بوڑھا آدمی آیا تھا اوّل تو مجھ سے آپ کو دریافت کیا میں نے بتادیا۔ پھر طریقہ گزران پوچھا میں نے کہہ دیا کہ خوب مزے سے گزرتی ہے۔ اس نے آپ کو ایک پیام دیا ہے، سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ کو قائم رکھو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا: وہ میرے والد تھے اور چوکھٹ سے مراد تمہاری ذات ہے، مجھے انہوں نے حکم دیا ہے کہ تم کو طلاق نہ دوں اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام مدت تک تشریف نہ لائے۔ ایک روز حضرت اسماعیل علیہ السلام زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھے تیر بنا رہے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لے آئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور جس طرح باپ بیٹے کے ساتھ اور بیٹا باپ کے ساتھ کرتا ہے وہی برتاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام نے باہم کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اسماعیل! خدا تعالیٰ نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا: تو جو کچھ خدا نے حکم دیا ہے اس کو پورا کیجیے۔ فرمایا: تو کیا تم میری مدد کروگے؟ اسماعیل علیہ السلام نے کہا: (جی ہاں) میں مدد کروں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک اونچے ٹیلہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہاں ایک مکان بناؤں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام وحضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس مکان کی بنیادیں اٹھائیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا کر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے، جب دیواریں کچھ اونچی ہوگئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ

پتھر (مقام ابراہیم) لاکر رکھا تا کہ اس پر کھڑے ہو کر دیوار بنا سکیں۔ بہر حال حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر دیتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے جاتے تھے اور دونوں صاحبان بناتے ہوئے کہتے جاتے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ جب تعمیر ہوگئی تو مکان کے آس پاس گھومتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: الٰہی! ہماری طرف سے اس کو قبول فرمائیں کہ تو بلاشبہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (جامع)

عمرہ کی ادائیگی

۲ شعبان ۱۴۲۰؁ھ بمطابق ۱۰ نومبر ۱۹۹۹؁ء بروز بدھ

حضرتِ والا دامت برکاتہم اور چند احباب نے تہجد کے وقت طواف کیا اور ملتزم کے قریب دعائیں فرمائیں، آب زمزم نوش فرمایا اور مقامِ ابراہیم کے قریب دوگانہ رکعت ادا کیں، دیگر احباب نے فجر کی اذان کے بعد نماز کھڑی ہونے سے پہلے پہلے طواف کرلیا پھر نماز کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم کے ساتھ سب احباب نے سعی کی۔

صفا مروہ پر

حضرتِ والا نے صفا مروہ کے ہر ہر چکر پر صفا اور مروہ پر بہت اہتمام اور انہماک اور بڑی گریہ وزاری کے ساتھ دعا فرمائی اور کم از کم دعا کا دورانیہ ہر چکر میں دس سے پندرہ منٹ تھا۔ من جملہ اس کے کہ صفا پر تمام دنیا بھر کے احباب متعلقین اور امت مسلمہ کے لیے دعا فرماتے فرماتے اچانک یہ دعا فرمائی: اے اللہ! اس مجمع میں دو مولوی ہیں جن کے مدرسے ہیں، ایک میں اور ایک مولانا جلیل، ہمارے مدرسوں پر کروڑوں کروڑوں برسا دیجیے۔ اور ہمارے احباب کو ہی اس کار خیر میں ہمارا معاون بنا دیجیے اور غیر سے ہمیں محفوظ بنا لیجیے۔ (الحمد للہ! اس دعا کا نظارہ بخوبی ہوا ہے۔)

مروہ پر ارشاد

مروہ پر ارشاد فرمایا کہ ایک علمِ عظیم عطا ہوا ہے۔ عرفات اور سعی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا منقول ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ[۱۰۹]

یہ ایسی دعا ہے جس میں کوئی دعا نہیں مانگی گئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اس کی اصل وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشِ قدم ہے کہ چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی اس لیے اس مقام پر اس کا مانگنا مسنون ہے اور ایک راز ملا علی قاری نے فرمایا کہ ثَنَاءُ الْكَرِيْمِ دُعَاءٌ (کریم کی تعریف بھی دعا ہے) کیوں کہ جب آقا خوش ہو جائے گا تو سب دے گا۔

صفا پر ارشادات آخری چکر میں
خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً کی تفسیر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ[۱۱۰]

ترجمہ: آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (جس کو یہ لائے ہیں) لے لیجیے جس کے (لینے کے) ذریعہ سے آپ ان کو (گناہ کے آثار سے) پاک صاف کر دیں گے اور ان کے لیے دعا کیجیے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجبِ اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں اور خوب جانتے ہیں۔

---

[۱۰۹] صحیح مسلم: ۱/۳۹۴-۳۹۵، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ایچ ایم سعید

[۱۱۰] التوبۃ: ۱۰۳

یہ پاکی تین طرح کی ہے:۱) ایک قلب کو پاک کیجیے غیر اللہ اور عقائدِ باطلہ سے۔ ۲) نفوس کو پاک کیجیے یعنی ان کے نفس امّارہ کو نفس لوّامہ و نفس مطمئنہ بنا دیجیے جب مطمئنہ بنے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانے کے قابل ہو جائے گا پھر دو انعام ملیں گے، راضیہ اور مرضیہ۔ ۳) تیسری پاکی مال کی پاکی ہے۔

راضیہ کو مقدّم کرنے کی وجہ

راضیہ جو کہ نفس اور مخلوق کی صفت ہے اس کو مقدم کیا اور مرضیہ جو کہ خالق کی صفت ہے اس کو مؤخر کیا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ تَرَقِّیْ مِنَ الْاَدْنٰی اِلَی الْاَعْلٰی ہے۔[۱۱۱]

اور میرے قلب میں یہ بات آئی ہے کہ ہماری طبیعت کی رعایت فرمائی ہے پہلے ہمیں خوشخبری دے کر پھر مرضیہ بنایا۔

وَتُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا کی تفسیر

ان کے صدقہ کے ذریعے صحابہ کا تزکیہ فرمائے وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ پھر ان کے لیے دعا فرمائیں آپ کی دعا صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے سکون کا باعث ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اَلشَّیۡخُ فِیۡ قَوۡمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیۡ اُمَّتِہٖ[۱۱۲] شیخ کی مریدین کے لیے دعا ان کے مالی صدقات پر اسی حکم میں ہے۔

مروہ پر وجوبِ سعی کی وجہ

ارشاد فرمایا کہ ایک علم عظیم عطا ہوا ہے کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام صفا مروہ کے درمیان دوڑیں اور اس لیے دوڑتی رہیں کہ اونچی جگہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دیکھوں تاکہ کوئی بھیڑیا یا جانور نقصان نہ پہنچائے تو اللہ تعالیٰ کو اپنی بندی کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک کے لیے اس سعی کو واجب کر دیا لہٰذا اس محل پر یہ

---

[۱۱۱] روح المعانی:۱۳۱/۳۰، الفجر (۲۸)، دار حیاء التراث، بیروت

[۱۱۲] روح المعانی:۱۴۴/۲۶، الحجرٰت (۴)، قول ابن عباس: العالم فی قومہ کالنبی فی امتہ، دار احیاء التراث، بیروت

دعا کرو۔ اے اللہ تعالیٰ! ہم سے بھی تو ایسا عظیم الشان کام لے لے کہ جس کے آثار قیامت تک باقی رہیں اور یہ دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ[113]

تحیۃ المسجد کا قائم مقام

سعی سے واپسی پر جب مسجد حرام میں تشریف لائے تو فرمایا: علامہ شامی نے لکھا ہے کہ تحیۃ المسجد کا موقع نہ ہو تو یہ دعا پڑھ لینا تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہے:

سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ[114]

رہایش گاہ پر

سر منڈانے کے بعد سب کو رہایش گاہ پر جمع فرمایا کہ کچھ دیر ننگے سر ہی رہو تاکہ تمہاری محلوق شدہ صورت کا جمالِ خداوندی نظارہ کرے۔

حلق کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ حلق میں بھی ایک اہم راز ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صورت پرستی سے نکال کر اپنا نظارہ کرانا چاہتا ہے اس لیے کہ جمال کا ذریعہ جو زلف ہے وہی کٹوادی، احرام پہنا کر کرتا پاجامہ پہلے اتروادیا، اب ذریعۂ حسن زلفیں تھیں وہ اتروادیں اور حلق میں زیادہ اجر رکھا اور قرآن مجید میں محلوقین کو مقدم کیا جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

لَقَدْ صَدَقَ اللہُ رَسُوْلَہُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللہُ اٰمِنِیْنَ ۙ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَکُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِکَ فَتْحًا قَرِیْبًا[115]

---

[113] روح المعانی: ۱۶/۱۰۳، مریم (۵۱)، دار احیاء التراث، بیروت
[114] رد المحتار علی الدر المختار: ۲/۴۶۰، باب الوتر والنوافل، مطلب تحیۃ المسجد، دار عالم الکتب، الریاض
[115] الفتح: ۲۷

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا جو مطابق واقع کے ہے کہ تم لوگ مسجد حرام (یعنی مکہ) میں ان شاء اللہ ضرور جاؤ گے امن وامان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا اور کوئی بال کترا تا ہوگا تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا سو اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں پھر اس سے پہلے لگتے ہاتھ ایک فتح دے دی۔

شعائر کا احترام

ارشاد فرمایا کہ صفا ومروہ اللہ تعالیٰ کے شعائر (نشانیوں) میں سے ہیں اور اس میں ہونے والے اعمال بھی شعائر میں داخل ہیں، لہٰذا یہ سر منڈوانا بھی شعائر میں سے ہے اس کی وجہ سے احرام کی پابندیوں سے نکلا جاتا ہے، لہٰذا یہاں سر منڈانے پر چپت لگانا ناجائز ہے اگرچہ شیخ اپنے مرید کو پیار ہی سے مارے اور مرید خوش بھی ہو تب بھی یہ شعائر اللہ کی توہین ہے اور شعائر کی تعظیم دل کے تقویٰ کی علامت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ[۱۱۶]

ترجمہ: جو شخص دین خداوندی کے ان (مذکورہ) یادگاروں کا پورا لحاظ رکھے گا، ان کا یہ لحاظ رکھنا خدا تعالیٰ سے دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے۔

دعائے نبوی کی شرح

ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امّت کو یہ دعا تلقین فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الۡحَقَّ حَقًّا وَّارۡزُقۡنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الۡبَاطِلَ بَاطِلًا وَارۡزُقۡنَا اجۡتِنَابَهٗ[۱۱۷]

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! ہمیں حق کو حق دکھلا اور اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل دکھلا اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

---

۱۱۶ الحج: ۳۲

۱۱۷ تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۸۱، البقرۃ (۲۱۳)، مؤسسۃ قرطبۃ

اس دعا میں حق و باطل کو دیکھنے، حق پر چلنے اور باطل سے بچنے کی توفیق بھی مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ توفیق کے بجائے لفظ رزق استعمال کیا اس کی دو وجہیں میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے ڈالیں اور شاید یہ بات کسی کتاب میں نہ ملے۔

۱) ایک وجہ یہ ہے توفیق عام نہیں ہے، صرف اہلِ توفیق کو ملتی ہے اور رزق عام ہے یہاں تک کہ جانوروں کا رزق بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

قرآن مجید ناطق ہے:

وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِي الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ[۱۱۸]

ترجمہ: اور کوئی (رزق کھانے والا) جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو اور وہ ہر ایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو اور چند روز رہنے کی جگہ کو جانتا ہے۔ سب چیزیں کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (بھی) منضبط اور مندرج ہیں۔

تو آپ نے یہ چاہا کہ اس دعا کی برکت سے جتنے نالائق ہیں کہ اہلِ توفیق میں سے نہیں تو بطورِ رزق کے ان کے لیے بھی یہ بات لکھ لی جائے اور اس طرح وہ حق کی راہ پا جائیں۔

۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی جاندار کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک رزق مکمل نہ کرلے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّ نَفۡسًا لَّنۡ تَمُوۡتَ حَتّٰى تَسۡتَكۡمِلَ رِزۡقَهَا[۱۱۹]

تو اس دعا کی برکت سے موت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حق پر چلنے اور باطل سے بچنے والا نہیں ہو گا ولی اللہ نہیں ہو جائے گا۔

قبلِ عشاء در حرم محترم

حضرت والا حرم مکہ میں باب الندوہ سے تشریف لایا کرتے تھے اور حطیم کی

۱۱۸ھود:٦

۱۱۹کنز العمال: ۲۴/۴،(۹۳۱۴)، کتاب البیوع، آداب الکسب، مؤسسة الرسالة

جانب اذان دینے والی جگہ کے قریب تشریف فرماہوتے تھے۔ حضرت والا کا ہمیشہ یہی معمول رہاجب تک کہ اس طرف کی بلڈنگیں منہدم نہ کر دیں گئیں۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی شان بیان فرمارہے ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ صرف بیت اللہ سے ولایت اور دوستی کی حدود میں داخل نہ ہو سکو گے بلکہ تقویٰ ضروری ہے، کتنے اولیاء بیت اللہ کی زیارت نہ کر سکے لیکن تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ولی اور دوست تھے۔ بیت اللہ ولی اللہ نہیں بنا سکتا بلکہ **کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** ضروری ہے۔ بازِشاہی کے ساتھ شہبازی سیکھنے کی نیت سے رہو مردار پر مرنا چھوڑدو جیسا کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

باز سلطانم گشم نیکو پیم
فارغ از مردارم کرگس نیم

یعنی میں بازشاہی بن گیا ہوں، نیک بن گیاہوں اب میں کرگس نہیں ہوں اور مردار پر مرنے سے فارغ ہو گیاہوں۔

بد نظری اور ایذاءرسانی سے بچنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ عدمِ قصدِ نظر سے بد نظری کے گناہ سے نہیں بچ سکتے بلکہ قصدِ عدمِ نظر ضروری ہے، اس کی برکت سے آپ **تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ** ہو جاؤ گے ایسے ہی ایذاء کے بارے میں عدمِ قصدِ ایذاء کا نہیں، بلکہ قصدِعدمِ ایذاء ضروری ہے یعنی ارادہ کرو کہ تمہاری ذات سے کسی کو بڑا ہو یا چھوٹا ہو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور شیخ کے بارے میں بھی قصدر کھو عدم ایذاء کا۔

یہود کی سازش

۳شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۱نومبر ۱۹۹۹ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر

ارشاد فرمایا کہ یہود کی سازش ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا کر دیا جائے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہٹ جائے۔

اللہ تعالیٰ کا حقیقی دیوانہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی دیوانہ وہ ہے جو دیوانہ ساز بھی ہو یعنی خود بھی اللہ تعالیٰ کا دیوانہ ہو اور دوسروں کو بھی دیوانہ بنا سکے۔

کوئے لیلیٰ سے خاک لائیں گے
اپنا مجنوں الگ بنائیں گے

(حضرت والا دامت برکاتہم)

جانِ اختر کو کرم سے جانِ مضطر کیجیے
اور دوسری جانوں کو میری جان سے مضطر کیجیے

(حضرت والا دامت برکاتہم)

قبل المغرب

مغرب سے پہلے کچھ احباب ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو مختصر سی مجلس ہوگئی۔

قصہ یوسف علیہ السلام کا راز

ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید نے عزیزِ مصر کی بیوی کا قصہ بیان کیا ہے کہ اس نے مصر کی عورتوں کی دعوت کی اور انہیں چاقو اور لیموں پکڑا دیا اور کہا کہ جب یوسف علیہ السلام آئیں تو تم انہیں کاٹنا، جب حضرت یوسف علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے لیموں کے بجائے انگلیاں کاٹ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کا راز ڈالا کہ اللہ تعالیٰ قصہ بیان کرکے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ حسن میں جادو کا اثر ہوتا ہے لہٰذا اس سے ہوشیار رہنا چاہیے، اپنے تقویٰ پر ناز نہ کرے اور نظر کی حفاظت کا خوب اہتمام کرے۔

مجلس بعد نمازِ عشاء

عشاء کے بعد بہت سے احباب داخلِ سلسلہ ہوئے، بیعت کے بعد حضرت نے بڑی گریہ وزاری سے دعا فرمائی، اس کے بعد درج ذیل ارشادات فرمائے۔

سورۃ التین کی قسمیں

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃُ التّین میں تین چیزوں کی قسمیں کھائیں اور یہ قسمیں کھانا ان چیزوں کی عظمت کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہماری نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے پہلے جسمانی غذا تین (انجیر) اور زیتون کو مقدم کیا، پھر روحانی غذا طورِ سینا کی تجلّی کا ذکر فرمایا۔ کیا شان کرم ہے اللہ تعالیٰ کی! یہ مکہ و مدینہ تجلیاتِ الٰہیہ کی جگہیں ہیں، یہاں انجیر و زیتون خوب کھاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کی قسم

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی قسم کھائی ہے لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ [۱۲۰]

ترجمہ: آپ کی جان کی قسم! وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے۔

یہاں آپ کی زندگی کی قسم کھانے کی وجہ یہ ہے کہ قومِ لوط باہ کے نشے میں حضرت لوط علیہ السلام کو ہلاک کرنا چاہتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی، اسی طرح مکہ والے جاہ کے نشے میں آپ کی زندگی کا چراغ گل کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم آپ کی زندگی کی حفاظت کریں گے بلکہ انہیں ہلاک کردیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تجلّیِ طور

جب کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ پر تجلّیِ طور کے بعد ایسی قوی تجلی رہتی تھی کہ بدون نقاب کے آپ کے چہرہ کو جو دیکھتا اس کی آنکھ کی روشنی ختم ہو جاتی، انہوں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ ایسا نقاب عطا فرمائیں جو اس قوی نور کا ساتر بن جائے اور آپ کی مخلوق کی آنکھوں کو نقصان نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد

۱۲۰؎ الحجر:۷۲

فرمایا: اپنے کمبل کا نقاب بنالو جو کوہ طور پر آپ کے جسم پر تھا، کیوں کہ اس نے طور کی تجلّی کا تحمل کیا ہوا ہے اس کمبل کے ٹکڑے نے وہ کام کیا جو آہنی دیواریں بھی نہ کر سکتی تھیں۔ اب حضرت صفورہ علیہا السلام جو آپ کی اہلیہ محترمہ تھیں اور آپ کے حسن کی عاشقہ تھیں، اس نقاب سے بے چین ہو گئیں، تو آپ نے اسی شوق اور بے تابی سے ایک آنکھ سے موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھا تو وہ آنکھ چلی گئی اس کے بعد بھی ان کو صبر نہ آیا تو دوسری آنکھ بھی کھول دی تو وہ بھی بے نور ہو گئی۔ اس وقت ایک عورت نے حضرت صفورہ سے پوچھا کہ کیا تمہیں اپنی آنکھوں کے بے نور ہونے پر حسرت اور غم ہے۔

گفت حسرت میخورم کہ صد ہزار
دیدہ بودے تا ہمی کردم نثار

فرمایا کہ مجھے تو حسرت ہے کہ ایسی سو ہزار آنکھیں اور بھی عطا ہو جائیں، تو میں ان سب کو محبوب پر قربان کر دیتی۔

حق تعالیٰ کو حضرت صفورہ کا یہ کلام بہت پسند آیا اور خزانۂ غیب سے دونوں آنکھوں کو ایسا نور عطا کر دیا، جس سے وہ ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کرتی تھیں اور ان میں ایسا تحمل پیدا کر دیا کہ پھر کبھی نورِ خاص سے ضایع نہ ہوئیں۔

تحدیث بالنعمت

ارشاد فرمایا کہ میں ایسی مقدس سرزمین پر مثنوی شریف کا درس دے رہا ہوں جہاں میرے پر دادا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے درس دیا تھا اور اسی سرزمین پر چھ ماہ میرے دادا پیر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب سے مثنوی شریف پڑھی تھی اور پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے میرے پیر حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھی پھر ان سے بندہ نے پڑھی، یہی فیض ہے کہ میں نے اس کی شرح لکھی۔

احترامِ اولیاء اللہ

ارشاد فرمایا کہ کوہِ طور محترم نہ تھا، تجلیِ الٰہی کے بعد محترم ہو گیا تو جن اولیائے کرام کے قلوب پر تجلی نازل ہوتی ہے وہ اولیائے کرام بھی قابلِ احترام ہیں۔

تجلیات میں فرق

انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والی تجلی اور اولیائے کرام پر نازل ہونے والی تجلی میں بہت فرق ہوتا ہے، کوہِ طور پر تجلی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منصب کے مطابق آئی تھی، اولیائے کرام ایسی تجلی کا تحمل نہیں کرسکتے، جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں آپ کا چچا ہوں، میری جبرئیل سے ملاقات کروا دیجیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حطیم میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئیں گے، پہلے آپ ان کی زیارت کریں پھر ملاقات ہو گی۔ جبرئیل علیہ السلام حطیم میں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا سے فرمایا کہ آپ زیارت فرمائیں اور جبرئیل علیہ السلام کے صرف پاؤں ظاہر ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کا راستہ

ارشاد فرمایا کہ لاش یعنی لا شئ پر مت مرو، شئ پر مرو یعنی اللہ تعالیٰ پر مرو، جو ڈیزائنر ہے حسینوں کا۔ اللہ تعالیٰ کا راستہ مردوں کا راستہ ہے، دنیا کی سلطنت کیا چیز ہے خالق سلطنت حاصل کرو، میں بلد امین میں کہتا ہوں کہ جب حقیقی تقویٰ سے مشرف ہو جاؤ گے تو مٹنے موتنے والوں کو بھول جاؤ گے۔ جب کوئی بے مثل پر مرے گا تو اس کا قلب و قالب بھی بے مثل ہو جائے گا۔

لذّت دو جہاں ملی مجھ کو تمہارے نام سے
مجھ کو تمہارے نام سے لذّت دو جہاں ملی

پھر بڑے درد سے فرمایا کہ۔

میری آہ کو رائیگاں کرنے والوں
میرے ساتھ یہ بے وفائی نہ کرنا
(حضرت والا دامت برکاتہم)

یہاں اللہ تعالیٰ کو منالو اور استقامت اور تقویٰ مانگ لو۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرد بھی ولی اللہ ہو جاتے ہیں اور عورت بھی ولیہ ہو جاتی ہے لیکن ہیجڑے کسی کام کے نہیں۔ ہیجڑے عام ولی تو ہو سکتے ہیں، ولایتِ خاصہ ان کو نہیں مل سکتی۔ اسی طرح جو مرد اپنی حرام خواہشات پر عمل کرتے ہیں وہ بھی ہیجڑے ہیں اور ان کو بھی ولایتِ خاصہ نصیب نہیں ہو سکتی۔

شیخ کا حق

ارشاد فرمایا کہ تم اپنے شیخ کا حق کسی طرح ادا نہیں کر سکتے مال یا خدمت سے، یہ اس کی عنایت ہے کہ اس نے قبول کیا ہے۔

اہلِ خانہ کے لیے دعا مانگنا

ارشاد فرمایا کہ ذُرّیّات اور اہلِ خانہ کے لیے دعا مانگنا سنتِ ابراہیمی ہے، جیسے کہ ارشادِ ربانی ہے:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ [۱۲۱]

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجیے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت (پیدا) کیجیے جو آپ کی مطیع ہو اور (نیز) ہم کو ہمارے حج کے احکام بھی بتلا دیجیے اور ہمارے حال پر توجہ رکھیے (اور) فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے، مہربانی کرنے والے۔

---

[۱۲۱] البقرۃ: ۱۲۸

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَیُزَكِّیۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ[۱۳۲]

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر ان ہی میں سے ایک ایسے پیغمبر بھی مقرر کیجیے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو (آسمانی) کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کردیں، بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرۃ کامل الانتظام۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مہتمم کو حق ہے کہ اپنے مدرسہ کے لیے علمائے ربّانیین اپنی ذریت میں سے مانگے تاکہ قبضہ گروپ سے بچے۔

حکمت کی پانچ تفاسیر

۱) حَقَائِقُ الۡكِتَابِ (یعنی کتاب اللہ کے حقائق اور باریکیاں)

۲) طَرِیۡقُ السُّنَّةِ (راہِ سنّت)

۳) اَلتَّفَقُّهُ فِی الدِّیۡنِ (دین کی سمجھ اور علم)

۴) وَضۡعُ الۡاَشۡیَاءِ فِیۡ مَحَلِّهَا (ہر چیز کو اس کے مقام اور مرتبے پر رکھنا)

۵) مَا تُكۡمِلُ بِهِ النُّفُوۡسَ مِنَ الۡاَحۡكَامِ وَالۡمَعَارِفِ (وہ احکام اور معرفت کی باتیں جن سے نفسِ انسانی کی تکمیل ہوتی ہے۔)[۱۳۳]

وَیُزَكِّیۡهِمۡ کی تفسیر

تزکیہ کی تین تفاسیر ہیں:

یُطَهِّرُ قُلُوۡبَ الصَّحَابَةِ عَنِ الۡعَقَائِدِ الۡبَاطِلَةِ وَالۡاِشۡتِغَالِ بِغَیۡرِ اللهِ

کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب کو ہمارا پیغمبر پاک کرتا ہے باطل عقیدوں اور غیر اللہ کے ساتھ مشغول ہونے سے۔

۱۳۲؎ البقرة:۱۲۹

۱۳۳؎ روح المعانی:۳۲۷/۱، البقرة (۱۲۹)، دار إحياء التراث، بيروت

اشتغال باب افتعال سے ہے جس میں اخذِ ماخذ کی خاصیت ہے یعنی قصداً مشغول نہ ہو غیر اللہ میں اگر بلا ارادہ مشغول ہو جائے تو استغفار کرلے۔

وَیُطَهِّرُ نُفُوْسَ الصَّحَابَةِ عَنِ الْاَخْلَاقِ الرَّذِیْلَةِ

اور پاک کرتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نفوس کو گندے اخلاق سے

وَیُطَهِّرُ اَبْدَانَ الصَّحَابَةِ عَنِ الْاَنْجَاسِ وَالْاَعْمَالِ الْقَبِیْحَةِ[۱۲۴]

اور پاک کرتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بدن کو نجاست سے اور گندے اعمال سے یہ طہارت قلوب، طہارتِ نفوس اور طہارتِ قوالب ہوا۔

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ نازل کرنے کی حکمت

اس آیت کے آخر میں اپنی دو صفات نازل فرمائیں **عزیز** اور **حکیم** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا آپ عزیز بھی ہیں حکیم بھی ہیں۔ صفت عزیز اس لیے ذکر کی کہ اگر بندے کہیں نفس کی لڑائی میں کمزور ہوں تو صفت عزیز سے مدد فرماتے ہیں اور حکیم فرما کر عرض کیا کہ طاقت کا حکیمانہ استعمال فرماتے ہیں۔

شیخ پر حق

شیخ پر فرض ہے کہ اپنے لیے بھی روئے اور مرید کے لیے بھی روئے اگر اس کے آنسو صرف اپنے لیے ہیں تو پیر بنانے کے قابل نہیں۔

ایک عمل

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے ندوہ کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ جب بری نظر کو آپ لوگ تسلیم کرتے ہو تو اہل اللہ کی اچھی نظر کو کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ پھر ارشاد فرمایا: ایک عمل بتلاتا ہوں کہ جب میرے شیخ

---

[۱۲۴] التفسیر المظہری: ۱۶۶/۲، البقرۃ (۱۲۹)، مکتبۃ الرشیدیۃ

حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ مجھے دیکھتے ہیں تو خیال کرتا ہوں کہ جب شیخ عبد القادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے کتا محروم نہ رہا، تو اے اللہ تعالیٰ! مجھے میرے شیخ کی نظر کی برکت اور فیض سے محروم نہ فرما۔

دو عورتوں کا قصہ

حضرت والا نے فرمایا: حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین وو عظ سے دلی کی دو مشہور طوائف تائب ہو گئیں اور ان کے ساتھ جو ان سے تعلق رکھنے والے مرد تھے وہ بھی تائب ہو گئے اور سب حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے، حضرت نے ان کا آپس میں نکاح کرادیا اور وہ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جہاد میں جانے کے لیے تیار ہو گئے اور وہ خواتین بھی جانے پر مصر تھیں کہ ہم مجاہدین کے گھوڑوں کی دال پیسا کریں گی، چناں چہ مجاہدین کا یہ قافلہ حضرت سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سربراہی میں دلی سے بالا کوٹ کی طرف روانہ ہوا تو یہ دونوں خواتین بھی اپنے شوہروں کے ساتھ اس قافلہ میں شامل تھیں اور سارا دن چکی پر گھوڑوں کے لیے دال دلا کرتی تھیں اور بہت ہی تکلیف اور مشقّت اٹھاتی تھیں۔ ایک بار کسی نے ان سے سوال کیا کہ تمہیں یہ زندگی زیادہ پسند ہے یا وہ دلی کی زندگی جس میں تم شہزادیاں بن کر رہتی تھیں اور ہر طرح کی آسایش تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ اس مشقّت والی زندگی کو کون پہنچ سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت سید احمد شہید اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید کی برکت سے ہمیں ایسا ایمان نصیب کیا ہے کہ اگر بالا کوٹ کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو زمین میں دھنس جائیں۔

مکہ شریف میں مراقبہ

ارشاد فرمایا کہ یہاں کے پہاڑوں کو جب دیکھتا ہوں تو خیال کرتا ہوں کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی تھیں، تو شاید میری نظر اس جگہ سے مشرف ہو جائے جہاں آپ کے قدم مبارک پڑے تھے۔

حضرتِ والا مکہ شریف میں اس بات کی بہت تاکید فرماتے ہیں کہ یہاں کے پہاڑوں کو بھی بہت محبت اور احترام سے دیکھو، کیوں کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم لگے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بکریاں چرائی ہیں۔

گو حرم کے پہاڑوں پہ سبزہ نہیں
ہیں مگر دوستو پاسبانِ حرم

ان پہاڑوں پہ بھی حفظِ توحید کا
رب کی جانب سے ہے انتظامِ حرم

مجلس بعد نماز فجر در ہوٹل

۴ شعبان ۱۴۲۰؁ھ بمطابق ۱۲ نومبر ۱۹۹۹؁ء بروز جمعۃ المبارک

بلدِ امین میں دین کی بات سننا

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت میری بات جغرافیہ کی وجہ سے شان دار تاریخ رکھتی ہے کیوں کہ یہ بلد امین کی سرزمین ہے۔

بعض تاجر دن بھر کی محنت میں تھوڑا سا کماتے ہیں اور بعض ہر منٹ پر لاکھ ریال کما لیتے ہیں، اسی طرح شریعت میں ہے کہ ایک مضمون دین کا سن لینا ایک ہزار رکعت کے برابر ہے۔

ہم سفر میں ہیں فرض بھی نصف ہو جاتا ہے اور مؤکدہ غیر مؤکدہ کی حیثیت ہی کیا ہے، اشراق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پڑھتے تھے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے اور نفل کو واجب کی طرح کرنا خود ایک بدعت ہے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت والا اور احباب فجر کی نماز پڑھنے کے بعد قیام گاہ آجاتے تھے، جہاں حضرت والا کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ اس پر بعض خشک

قسم کے لوگوں کو اشکال ہو جاتا تھا کہ مسجدِ حرام کی اشراق چھوڑ کر دین کی بات سننے کے لیے جارہے ہیں، مذکورہ بالا مضمون حضرت والا نے اس مزاج کی اصلاح کے لیے فرمایا۔

محبت کی لغت

مفسر عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت ایسی لغت ہے کہ جب تک شفتین (دونوں ہونٹ) نہ ملیں تو یہ لفظ ادا نہیں ہوتا، محبت اپنی لغت کے اعتبار سے بھی متقاضی وصلِ دوام ہے جب اسم ایسا ہے تو مسمّٰی کیسا ہوگا؟ اور مسمّٰی کا محل قلب ہے اور قلب لسان سے افضل ہے۔

دلیلِ محبت

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ[١٢٥]

یہ حدیث قدسی ہے:

وَالْحَدِیْثُ الْقُدْسِیُّ ھُوَ الْکَلَامُ الَّذِیْ یُبَیِّنُہُ النَّبِیُّ بِلَفْظِہٖ وَیُنْسِبُہٗ اِلٰی رَبِّہٖ[١٢٦]

حدیث قدسی وہ کلام ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے الفاظ کے ساتھ بیان کریں اور منسوب کریں رب تعالیٰ کی طرف۔ اس حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لیے جو میری وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں تو اس حدیثِ قدسی میں اس بات کی دلیل ہے کہ مربی کے ساتھ جس کو جتنی محبت ہوگی

---

١٢٥ مؤطا امام مالک: ٢٣٧، باب ما جآء فی المتحابین فی اللہ / کنزالعمال: ٨/٩ (٢٤٦٧٠)، باب من کتاب الصحبۃ فی الترغیب فیھا، المؤسسۃ الرسالۃ

١٢٦ مرقاۃ المفاتیح: ٢٣٠/١، کتاب الایمان، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اس کو اتنی اللہ تعالیٰ کی محبت ملے گی۔ محبت کلی مشکک ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی اس لیے اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ان کو سب سے زیادہ حاصل تھی۔

حدیث میں متجالسین کو مؤخر کیا، کیوں کہ جلوس کا نفع محبت کے بعد ہوتا ہے ورنہ منافقین بھی بیٹھے رہتے تھے، لیکن نفع نہ ہوتا تھا پھر متباذلین فرمایا کہ معیشت کا بھی انتظام رکھو اور آنا جانا رکھو یہ شریعت کی حدود میں صوفی کو پابند کیا گیا ہے۔

میرے شیخ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ[۱۲۷]

ترجمہ: نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رکھنے والے۔

لہٰذا امر و نہی حدودِ شریعت میں کرے، یہ خاص تبلیغ کا حکم ہے اور حدودِ الٰہی عالم بتلائے گا کیوں کہ ارشادِ ربانی ہے: فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[۱۲۸]

ترجمہ: سو اگر تم کو علم نہیں، تو (دوسرے) اہلِ علم سے پوچھ دیکھو۔

تو اس آیت میں بالاجماع اہلِ ذکر سے علماء مراد ہیں۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ علماء کو اہلِ ذکر اس لیے کہا کہ علماء بھی ذکر اذکار کریں کسی اہل اللہ کے مشورے سے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک روایت میں مُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَیْ قَیَّدَ اللّٰہُ مُحَبَّتَہٗ بِجَلَالِہٖ لِاَنَّہٗ مُنَزَّھُوْنَ عَنْ شَائِبَۃِ الْھَوٰی وَالنَّفْسِ[۱۲۹]

میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اس محبت کو اپنے جلال کے ساتھ مقید فرمایا کیوں کہ وہ لوگ اس محبت میں نفسانی خواہشات

---

۱۲۷ التوبۃ: ۱۱۲

۱۲۸ الانبیاء: ۷

۱۲۹ مرقاۃ المفاتیح: ۲۱۱/۹، (۵۰۰۶)، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

سے پاک ہوتے ہیں، آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں احباب پر خرچ کرے کنجوس نہ ہو جس کی جمع کنا جیس آتی ہے۔ وہ امیرِ کنا جیس ہے۔ بخل کو تضاد ہے نبوت اور ولایت سے ہمیشہ اولیائے کرام کا دستر خوان وسیع رہا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب فوت ہونے لگے تو اسی سخاوت کی وجہ سے اسّی ہزار دینار کے مقروض تھے، اپنے بیٹے سے فرمایا کہ مدینہ شریف میں فلاں دوست سے کہنا کہ میرا قرضہ ادا کردے کیوں کہ اس کی محبت اور اخلاص پر ناز تھا۔

ناز براں کن کہ خریدار تست

فرمایا! میرے شیخ فرمایا کرتے تھے کہ وہ شخص کتنا خوش قسمت تھا جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کا قرضہ ادا کرنے کی سعادت ملی۔

حدیث زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا کی شرح

ارشاد فرمایا حدیث شریف میں ہے زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا[۱۳۰] کبھی کبھی ملو اس سے محبت بڑھے گی اس پر اشکال ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کُنْتُ اَلْزَمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشِبْعِ بَطَنِیْ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چمٹا رہتا تھا[۱۳۱] پیٹ بھر روٹی پر، تو اس میں تعارض ہے۔ تو اس کا جواب مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے۔

نیست زرغبًا وظیفہ عاشقاں
سخت مستسقی ست جاں صادقاں

کبھی کبھار ملنا عاشقوں کا طریقہ نہیں کیوں کہ ان کی جان سخت پیاسی ہوتی ہے

نیست زرغبًا وظیفہ ماہیاں
زانکہ بے دریا ندارند انس جاں

۱۳۰؎ کنز العمال: ۱۷۸/۹، (۲۵۵۸۹)، کتاب الصحبة من قسم الافعال، باب آداب الصحبة، مؤسسة الرسالة

۱۳۱؎ صحیح البخاری: ۵۲۶/۱ (۳۷۲۰)، باب مناقب جعفر ابن ابی طالب، المکتبة المظهرية

زرغبًا مچھلیوں کا طریقہ نہیں کہ کبھی کبھار دریا کی زیارت کرلیں کیوں کہ بغیر دریا کے ان کی زندگی نہیں۔ پس زرغبًا کا حکم رشتہ داروں کے لیے ہے کہ ان سے ناغہ دے کر ملو ورنہ روزانہ اگر ان کے در پر پڑے رہو گے تو ان کے دل میں ناقدری پیدا ہو جائے گی۔

دعا

آخر میں دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ! اس بلد امین کی برکت سے ہمیں سراپا امین بنادے اور امین العین اور امین الصدر بنادے، آمین یارب العالمین۔

ڈاکٹر یوسف رضا صدیقی صاحب کے مکان پر مجلس بعد نماز عشاء

۴ شعبان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک

خطبۂ مسنونہ کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ [۱۳۲]

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ
اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ [۱۳۳]

ترکِ گناہ سب سے بڑی عبادت

حضرت والا نے فرمایا: پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا تھا ”اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اگر تم گناہ سے بچو اور اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو تو تم سب سے بڑے عبادت گزار ہو گے“ کیوں کہ تقویٰ چوبیس گھنٹے کی عبادت ہے پس جو بندہ چوبیس گھنٹے گناہوں سے بچ رہا ہے وہ چوبیس گھنٹے عبادت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرنا شرافتِ بندگی کا بھی تقاضا ہے شرافتِ عبدیت اور شرافتِ طبعیہ کا بھی تقاضا ہے اور حق تعالیٰ کی پرورش

۱۳۲؎ الانفال: ۳۴

۱۳۳؎ جامع الترمذی: ۵۵۱/۴، باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس، مطبوعۃ مصر

اوراحسان کا بھی تقاضا ہے۔

شیطان کا وسوسہ

شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر تم میرے راستے پر نہیں چلو گے، تو کہاں سے کھاؤ گے؟ جیسے کہ قرآن مجید میں ہے:

اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ [۱۳۴]

شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے۔

تو اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ رزق نہیں رکھا، ربوبیت اور پرورش اپنے ذمہ لی ہے، جورب العالمین سارے عالم کو پال رہا ہے تو ہم بھی اجزائے عالم ہیں تو جو کُل عالم کو پال سکتا ہے تو جزء کو کیوں نہیں پال سکتا؟ البتہ تھوڑا سا دروازۂ حلال کھولنا پڑے گا یعنی دوکان کھولنی پڑے گی پھر گاہک اللہ تعالیٰ بھیجے گا۔

غیر اللہ سے دل بہلانا

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جتنی دوستیاں ہیں جن کے ساتھ اپنے دل کو بہلا رہے ہیں، جس کا نام غیر اللہ ہے وہ سب رخصت ہونے والی ہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ایسی چیزیں نہیں جو دل کے بہلانے کی ذمہ داری قبول کرلیں۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کو کپڑوں کا شوق ہے تو وہ کپڑوں سے دل بہلا رہا ہے، تو جب رات کو ان کپڑوں کو اتارتے ہو تو کہاں سے راحت پاؤ گے؟ تمہاری عزت کپڑوں میں تھی، تو جب کپڑوں کو کھونٹی پر لٹکا دیا تو عزت کہاں سے پاؤ گے؟ اصل عزت تو تقویٰ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہے۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد پر

ارشاد فرمایا کہ میں ترکی میں استنبول سے بس سے دس گھنٹے کا سفر

---

[۱۳۴] البقرۃ:۲۶۸

کر کے مولانا کی خانقاہ قونیہ پہنچا اور میرے ساتھ ۳۲ آدمی تھے جن میں علماء بھی تھے۔ وہاں پر مثنوی شریف کا درس دینے کا شرف بھی حاصل ہوا، پڑھنے والے سب علماء تھے اور انہوں نے آگے مثنوی پڑھانے کی اجازت بھی لی۔

پھر اس جنگل میں حاضری ہوئی جو وہاں سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر تھا، جہاں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھائیس ہزار اشعار کہے، آج بھی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے انوارات محسوس ہوتے ہیں، اسی جگہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

آہ را جز آسمان ہمدم نہ بود
راز رہ غیر خدا محرم نہ بود

کہ جب میں آہ کرتا ہوں تو سوائے آسمان کے میرے ساتھ کوئی نہیں ہوتا اور میری محبت کے راز کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، لیکن پھر فرمایا ؎

از کجا بینی تو خوں بر خاک ہا
پس یقین می داں کہ آں از چشمہ ما

جہاں کہیں بھی دیکھنا کہ خون پڑا ہوا ہے، تو سمجھ لینا کہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی آنکھوں سے نکلا ہوا ہے پھر فرمایا۔

در مناجاتم ببیں خونِ جگر

اے مخاطب! میری مناجات میں میرے جگر کا خون بھی شامل ہوتا ہے، یہ آنسو پانی نہیں ہیں بلکہ جگر کا خون ہے جو خوف خدا سے پانی ہو گیا۔ پھر ان آنسوؤں کے بارے میں فرمایا کہ۔

کہ برابر می کند شاہ مجید
اشک را در وزن با خون شہید

وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان آنسوؤں کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتی ہے۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شاہ خوارزم کے سگے نواسے ہیں، لیکن اپنے مرشد شاہ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ پر فدا تھے اور ان کے پیچھے سارا سامان چکی، گندم، آٹا پیسنے کا سامان لے کر پھرا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس پیر کی خدمت کی برکت سے میں مولائے روم بنا ورنہ ملا جلال الدین تھا، چناں چہ فرماتے ہیں ؎

مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نشد

شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کیوں اختیار کی حالاں کہ اس زمانے میں اور بھی پیر تھے تو فرماتے ہیں کہ ؎

من غلامِ آن کہ نہ فروشد وجود
جزء بآں سلطان با افضال و جود

میں نے شمس الدین مرشد کی غلامی قبول کی ہے، کیوں کہ وہ زندگی کو فروخت نہیں کرتا یعنی وہ بکاؤ مال نہیں ہے، وہ اپنی حیات کو تاج و سلطنت، سورج اور چاند، بریانی وشامی کباب کے بدلے بیچتا نہیں ہے، ہاں اگر وہ بکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر جو صاحبِ افضال اور صاحبِ جود و کرم ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ پر میرا پیر اپنی ہستی اپنی شخصیت اپنے جذبات، اپنی آرزو اور اپنی تمنائیں فدا کرتا رہتا ہے۔ جہاں دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہیں تو اس خوشی اور رزقِ حلال اور نعمت کو استعمال کرتا ہے اور جہاں دیکھتا ہے کہ میرا دل تو خوش ہو گا لیکن اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوں گے، تو ایسی ہزار خوشیوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ دلی کے شاعر کا ایک شعر ہے ؎

لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دوں
مومن نہیں جو ربط رکھیں آرزو سے ہم

شباب کو خالقِ شباب پر فدا کرنا

ارشاد فرمایا کہ جس اللہ تعالیٰ نے عالمِ شباب عطا فرمایا، تو شباب کو اسی اللہ تعالیٰ پر فدا کر دو۔ بخاری شریف کی روایت ہے:

شَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ [۱۳۵]

وہ جوان جس کی جوانی اپنے رب کی عبادت میں استعمال ہوئی۔ دوسری روایت یہ ہے:

شَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ [۱۳۶]

جس جوان کی جوانی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں استعمال ہوئی۔ تیسری روایت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں نقل کی ہے:

شَابٌّ اَفْنٰی شَبَابَهٗ وَنَشَاطَهٗ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ [۱۳۷]

جس نوجوان نے جوانی کی مستیاں اور خوشیاں اپنے اللہ پر فدا کر دیں اوراپنی خوشیاں جلاڈالیں۔

جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

اس کا دل جلا بھنا ہو گا، اس کے کباب دل کی خوشبو ہر سو اُڑے گی، ایسے جوان کو قیامت کے دن عرش کا سایہ ملے گا۔

حسینوں کا جغرافیہ

ارشاد فرمایا کہ ان حسینوں کا جغرافیہ بدلنے والا ہے، یہ دل بہلانے

۱۳۵؎ صحیح البخاری: ۹۱/۱، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰة، المکتبة المظهرية
۱۳۶؎ صحیح البخاری: ۱۹۱/۱، (۱۴۲۸)، باب الصدقة باليمين، المکتبة المظهرية
۱۳۷؎ فتح الباری: ۱۴۵/۲، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰة، بیروت

کے لائق نہیں میرے اشعار ہیں۔ اس پر ہنس کر فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ آپ ہر شعر پر میرا شعر کیوں کہتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ کیا تیرا شعر کہوں؟ جب میرا ہے تو میرا ہی کہوں گا ؎

حسینوں کا جغرافیہ میر بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر
یہ عالم نہ ہوگا تو پھر کیا کرو گے
زحل مشتری اور مریخ لے کر

دنیا کو ایک چاند

ارشاد فرمایا کہ سائنس دان کہتے ہیں کہ زحل، مشتری کو چار چار چاند اور مریخ کو چھ چاند اور دنیا کو ایک چاند دیا گیا۔ سائنس دان اس پر حیران ہیں کہ ایسا کیوں کیا گیا تو میں کہتا ہوں کہ دنیا پر اللہ تعالیٰ نے شریعت کے قانون، عید بقر عید اور رمضان چاند کے ذریعے نافذ کرنے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک چاند دیا تا کہ میرے بندے آپس میں اختلاف نہ کریں۔

سمندر میں جوار بھاٹا

سائنس دان کہتے ہیں کہ جب چودھویں کا چاند ہوتا ہے اس دن سمندر میں طوفان زیادہ ہوتا ہے۔ ہم نے کراچی میں یہ منظر بارہا دیکھا ہے، جس آسمان کے چاند سے سمندر میں طوفان آسکتا ہے، تو زمین کے چاندوں سے نظر کی حفاظت کا حکم دے کر ہمارے قلب کو طوفان سے بچالیا، تا کہ میرے بندے سکون سے رہیں۔ اور تقاضائے غیرتِ جمالِ خداوندی بھی یہ ہے کہ میں ڈیزائنر ہوں، ساری حسیناؤں کو حسن دیتا ہوں، مجھ کو چھوڑ کر کہاں دیکھتے ہو مرنے والوں کو چاہیے کہ مرنے والوں پر نہ مریں، بلکہ نہ مرنے والے پر یعنی اللہ تعالیٰ پر مریں اور اللہ والوں پر مریں۔ ہم اللہ والوں پر اس لیے مرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر مرنا سکھادیتے ہیں اور ہمیں اللہ والا بنادیتے ہیں۔

عطارد سیّارہ (قلبِ ربّانی کی مثال)

ارشاد فرمایا کہ سائنس دان کہتے ہیں کہ عطارد سیارہ سورج کے بالکل قریب ہے، اس سے زیادہ کوئی سیارہ قریب نہیں، تو سورج کی روشنی کی وجہ سے چم چم چمکتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک چاند بھی نہیں دیا، جب ایک مخلوق آفتاب کے قریب رہنے والا سیارہ چاندوں سے مستغنی کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے جو اپنے دل میں خالق خورشید، خالقِ آفتاب اور خالقِ شمس و قمر رکھتے ہیں تو ان کے دل پر اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی انہیں دنیا کے چاندوں سے مستغنی کر دیتی ہے یہی علامت ہے صاحبِ نسبت کی اور یہی علامت ہے ولایت کی۔ یہی علامت ہے اللہ تعالیٰ کے ولی اور دوست کی۔ جب تک قلب غیر اللہ سے مستغنی نہ ہو اور دنیا کے چاندوں سے مستغنی نہ ہو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی اس دل کو حاصل نہیں ہے۔

مومن کے آسمانِ دل کا آفتاب

ارشاد فرمایا کہ بس اپنے دل کا خون کرنا سیکھ لو، جب مشرق لال ہوتا ہے تو دنیا کو سورج ملتا ہے یہ سورج ہمارا سورج نہیں ہے کیوں کہ اس سے کافر بھی فائدہ اٹھاتا ہے اللہ والوں کا اور عاشقوں کا سورج وہ ہے جو کافروں کو عطا نہیں ہوتا وہ ہے اللہ تعالیٰ کے نور کا سورج۔ مشرق کا افق جب لال ہوتا ہے تو دنیا کو ایک سورج ملتا ہے لیکن اللہ والوں کے دل کے چاروں افق جب خونِ آرزو سے لال ہو جاتے ہیں تو ان کے قلب میں ہر طرف سے بے شمار آفتاب طلوع ہوتے ہیں اللہ والے اپنے دل میں بے شمار آفتاب رکھتے ہیں۔ میرا شعر ہے ؎

وہ سرخیاں کہ خونِ تمنا کہیں جسے
بنتی شفق ہیں مطلعِ خورشیدِ قرب کی

اور ؎

جب کبھی وہ ادھر سے گزرے ہیں
کتنے عالم نظر سے گزرے ہیں

اللہ والوں سے تعلق کی مثال

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ والوں سے جگری تعلق رکھتے ہیں تو اللہ والوں کی سیرت ان میں منتقل ہو جاتی ہے ۔

مجھے سہل ہو گئیں منزلیں کہ ہوا رخ بھی بدل گئے
تیرا ہاتھ ہاتھ میں آ لگا کہ چراغ راہ کے جل گئے

کسی اللہ والے کا ہاتھ جس دن ہاتھ میں آئے گا، دیکھنا اللہ تعالیٰ کا راستہ آسان نہیں مزیدار بھی ہو جائے گا۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ ایک شخص اپنے بچوں کو لڈو دے رہا ہے، تو محلے کا ایک لڑکا دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ مجھے بھی لڈو دیجیے تو اس نے کہا کہ یہ ہمارے بچوں کے لیے ہے آپ کے لیے نہیں تو اسے احساس محرومی ہو گا تو اتنے میں اس کے بیٹوں نے کہا کہ ابّا یہ ہمارا جگری دوست ہے ہم اس کے ساتھ پڑھتے اور کھیلتے ہیں تو وہی شخص جو پہلے انکار کر رہا تھا فوراً اسے لڈو دے دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم میرے بیٹے تو نہیں ہو لیکن میرے بیٹوں کے جگری دوست ہو اس لیے تمہیں محروم نہیں کریں گے۔ اسی کو علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں یہ حدیث تحریر فرماتے ہیں:

هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ[۱۳۸]

اس بات پر دلیل ہے کہ جو اللہ والوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے دوستوں کے رجسٹر میں لکھتے ہیں اور جو مہربانیاں ان پر کی جاتی ہیں وہ ان لوگوں پر بھی کی جاتی ہیں اور اپنے دوستوں کے اکرام میں ان کو اپنی عطا سے محروم نہیں فرماتے۔

۱۳۸؎ صحیح البخاری: ۹۴۸/۲، (۶۴۴۳)، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، المکتبۃ المظہریۃ

اللہ تعالیٰ کی شان ستاری

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آں خارمی گریست کہ اے عیب پوش خلق

شد مستجاب دعوت او گلعذار شد

ایک کانٹا رو رہا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ! آپ تو ساری مخلوق کا عیب چھپاتے ہیں، مجھے کانٹا پیدا کر دیا، میں کہاں منہ چھپاؤں اپنی صفتِ ستاریت کا مجھ پر ظہور فرمادیجیے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمالی اور اس کانٹے پر پھول پیدا کر دیا اور کہا کہ ان پھولوں میں منہ چھپائے رہو تو گلشن میں سے نہیں نکالے جاؤ گے اگر اکیلا کانٹا ہوتا تو باغباں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتا لیکن دامن برگِ گل میں جن کانٹوں نے منہ چھپایا ہوا ہے انہیں نہیں اکھاڑا جاتا کیوں کہ وہ پھولوں کے پاسباں ہیں تو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں نصیحت فرماتے ہیں کہ اگر تم کانٹے ہو تو ان اللہ والوں کے دامن میں منہ چھپالو۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ کانٹے تو ہمیشہ کانٹے ہی رہتے ہیں برگِ گل کے سائے کی وجہ سے ان کا باغ سے خروج نہیں ہوتا لیکن جو اللہ والوں کے ساتھ کانٹے یعنی گناہ گار ان کے دامن میں چھپے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کانٹوں کی حیثیت بدل کر خلعت گل عطا فرمادیتے ہیں اور ان گناہ گاروں کو اللہ والا بنادیتے ہیں۔

مجلس در قیام گاہ

۵ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۳ نومبر ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ

فجر کی نماز حرم میں پڑھنے کے بعد حضرت والا دارِ ابرار محلہ شامیاں میں واپس آگئے اور حضرت والا کی مجلس جم گئی۔

ایئر کنڈیشن کا نفع

ارشاد فرمایا کہ ایئر کنڈیشن اس وقت فائدہ دیتا ہے جب دروازے

بند رکھے جائیں پھر ٹھنڈک ہوگی، تو دل کا ایئر کنڈیشن تب فائدہ دے گا جب آنکھوں کا دروازہ بند ہوگا، ورنہ آنکھوں کے زنا سے دل کا زنا لازم ہے۔

دل کی ٹھنڈک ذکر اللہ کے لوازم میں سے ہے، جبکہ گناہ سے اندھیرا ہوگا اور اس کے لیے پریشانی لازم ہے جبکہ اجالوں کے لیے فرحت لازم ہے، اگر غلطی ہو جائے تو توبہ استغفار سے دل کی گرمی کو ٹھنڈک سے اور دل کے اندھیروں کو اجالوں سے بدل لو۔

علم اور صحبت

ارشاد فرمایا کہ کتب علم میں اضافہ کرتی ہیں اور قُطب اللہ تعالیٰ سے ملاتے ہیں۔ کتب بینی ایک نعمت ہے لیکن لاکھ کتابیں پڑھ لے صحابی نہیں ہوسکتا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہ اٹھائے۔

اگر شیخ نہیں ہوگا تو یا تو فرش پر رہے گا یا عرش پر رہے گا اور مخلوق کا حق مارے گا لیکن اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ عرش سے بھی رابطہ ہو اور فرش سے بھی رابطہ ہو۔ اگر کتاب اللہ کافی ہوتی تو رسول کیوں بھیجے گئے جتنی ضروری کتابُ اللہ ہے اتنے ہی ضروری رسول اللہ اور نائب رسول اللہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا نام مبارک

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نام کا ایئر کنڈیشن عطا فرمایا:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

جب ذکر کے کام کا یہ حال ہے تو مسمّٰی کا کیا حال ہوگا؟ یہ وہ اسم ہے کہ اس اسم کے لیتے ہی مسمّٰی وہاں ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا ذاکر بھی ہے اور مذکوریافتہ بھی ہے۔ پھر اس ذکر کی دو قسمیں ہیں کہ اگر فالج ہے تو ذائقہ کا احساس نہیں ہوتا تو جس پر گناہوں کا فالج ہے ان کو وہ لذت محسوس نہیں ہوتی، وہ ذکر تو کرتے ہیں لیکن دل میں قربِ الٰہی نہیں پاتے اور اگر تقویٰ ہے تو احساسِ قُربِ الٰہی بھی ہوتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا کہ ذکر کے وقت خوشبو لگالو پھر گندے مقامات سے طبعی نفرت ہو جائیگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل (وسوسہ کا علاج)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ ایک جنگل سے گزر رہے تھے، تو ایک جگہ پر پانی تھا اور وہ دہ دردہ نہ تھا، صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ پانی قلیل ہے اور درندے بھی آکر پانی پیتے ہوں گے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹ کر کہا کہ کیا تو نے دیکھا ہے؟

آہ! کیا اسلام ہے، لہٰذا شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا، یقین کو یقین زائل کر سکتا ہے۔ قسم کھا سکو کہ میرا وضو ٹوٹ گیا ہے تب وضو ٹوٹتا ہے، شریعت نے وساوس کو قطع کیا ہے، شیطان وسوسہ ڈالے تو اس کو قطع کر دو۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنے شیخ کو لکھا کہ مجھے وسوسہ آتا ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ تو شیخ نے لکھا کہ تم قسم کھا سکتے ہو کہ میں تم سے ناراض ہوں؟ تو جو طہارت کے وساوس کا علاج ہے کہ قسم کھا سکو، تو وہی شیخ کے بارے میں وساوس کا علاج ہے۔

عاشق مزاج کا اجر

ارشاد فرمایا کہ عاشق مزاج اللہ والوں کو تقاضائے حسن کا ثواب الگ ملے گا، کیوں کہ اہل اللہ اس تقاضے پر عمل نہیں کرتے جس سے دل ٹوٹتا ہے، تو ان کو ثواب اور قرب عظیم ملتا ہے۔

دل جو ٹوٹا تو مجھے قرب کا اعزاز ملا
ہار بھی راہِ محبت میں کوئی ہار نہیں
محبت کی بازی وہ بازی ہے دانش
کہ خود ہار جانے کو جی چاہتا ہے

بے ادبی کی سزا

ارشاد فرمایا کہ بے ادبی کی سزا وہ ہے جو کفر کی سزا ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے:

اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ[۱۳۹]

ترجمہ: کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جاویں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کہاں راجا اور کہاں بوجھا تیلی! شیخ کو راجا اور اپنے کو بوجھا تیلی سمجھو۔

شیخ کی صحبت اور فضلِ ربّانی

آہ بھی شیخ کی تربیت کی محتاج ہے، دردِ دل بھی محتاج تربیت ہے، ورنہ تکبر آئے گا اور مَنۡ تَكَبَّرَ كَانَ مَرۡدُوۡدًا (جس نے تکبر کیا مردود ہوا) یہ شیطان کا آزمایا ہوا ہتھیار ہے اسے استعمال کرتا ہے، اور وہ خود بھی اسی سے گمراہ ہوا۔ معلوم کو معمول بنانے کے لیے شیخ کی صحبت کی ضرورت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت کا ساتھ بھی ضروری ہے، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ[۱۴۰]

ترجمہ: اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی بھی (توبہ کر کے) پاک وصاف نہ ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (توبہ کی توفیق دے کر) پاک صاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے۔

لہٰذا یہ تینوں مانگ لو کہ اے اللہ تعالیٰ! اپنے فضل کے صدقے اور رحمت کے صدقے، مشیت کے صدقے ہمیں پاک فرما دیجیے۔

جلد توبہ

ارشاد فرمایا کہ مچھلی اگر جال میں پھنس کر دریا سے باہر آ جائے تو

۱۳۹؎ الحجرات:۲

۱۴۰؎ النور:۲۱

فوراً تڑپ کر پھر دریا میں کود جاتی ہے، لیکن جال کے اندر اگر تھوڑا تڑپے گی تو تھوڑی دیر کے بعد اس کا تڑپنا بھی ختم ہو جائے گا اور وہ مر جائے گی۔ اسی طرح اگر خطا ہو جائے تو جلدی سے قرب کے دریا کی طرف بھاگو، کیوں کہ اگر ایسا نہ کیا تو احساسِ گناہ بھی ختم ہو جائے گا اور گناہ کے ساتھ چین نہیں پاؤ گے اور دل مردہ ہو جائے گا۔

دوامِ فقر

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ [۱۶۱]

اے لوگو! تم فقیر ہو۔ یہ جملہ اسمیہ ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے یعنی تم میرے دائمی فقیر ہو۔ اسی جملہ خبریہ میں انشائیہ چھپا ہوا ہے، اس میں اشارہ ہے کہ مجھ سے مانگو اور دونوں ہاتھوں کا پیالہ بھی دے دیا اور یہ پیالہ بھی دائمی ہے جیسا کہ فقر دائمی ہے۔

مجلس بر مکان ڈاکٹر صاحب

۵ شعبان ۱۴۲۰؁ھ بمطابق ۱۳ نومبر ۱۹۹۹؁ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

عشاء کے بعد حضرت والا مع احباب ایک ڈاکٹر کے گھر تشریف فرما ہوئے، مکہ شریف اور جدہ کے بہت سے احباب شریکِ مجلس تھے۔ حضرت والا کے خادمِ خاص عاشقِ بے بدل جناب سید میر عشرت جمیل صاحب دامت برکاتہم کی کوشش اور کاوش سے انوار حرم کے نام سے یہ وعظ و بیان چھپ کر منصۂ شہود پر آچکا ہے۔ میر صاحب نے وعظ کی کیفیت کو اس شعر میں خوب بیان کیا ہے ؎

درد میں تو نے ڈوب کر چھیڑی جو داستانِ عشق
قابو رہا نہ ضبط پر رونے لگا میں داد میں

۱۶۱؎ الفاطر: ۱۵

حضرت والا کا اعزاز

حضرت والا نے فرمایا کہ میں ہندوستان میں اعظم گڑھ اپنے شیخ اوّل حضرت مولانا محمد احمد صاحب پڑتاب گڑھی کی خدمت میں حاضر تھا اور وہاں حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرماتھے۔ ان دونوں بزرگوں نے شیخ سے درخواست کی کہ اختر سے درس مثنوی سنوادیں۔ میں نے ان حضرات کے سامنے درس مثنوی دیا۔

اللہ والوں کے آنسو

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے آنسو تسلیم ورضا کی لذت کی وجہ سے ہوتے ہیں جیسے کباب کھانے والا مزے لیتا ہے اور مرچوں کی وجہ سے آنسو بھی بہتے ہیں۔

جامع اضداد

حضرت والا نے یہ شعر پڑھا؎

عجیب جامع اضداد ہیں تیرے عاشق
خوشی میں روتے ہیں اور غم میں مسکراتے ہیں

یعنی اللہ تعالیٰ کے عاشق اگر کبھی حرام خوشی حاصل کرلیتے ہیں تو ندامت سے رونے لگتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے گناہ سے بچ کر اپنے دل کو غمزدہ کرتے ہیں تو اس غم پر خوش ہوتے ہیں کہ میرا دل تو غمگین ہوا لیکن ہمارا مولیٰ خوش ہوا تو اس خوشی کی انتہا نہیں ہوتی۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

گر او خواہد عین غم شادی شود
عین بند پائے آزادی شود

اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو غم کی ذات کو خوشی بنادیں اور پاؤں کی بیڑی کو آزادی بنادیں، یہ کمال اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اسبابِ غم میں خوشی اور اسبابِ خوشی میں غم دے سکتے ہیں۔

مقصود محبت

ارشاد فرمایا کہ عطائے عشق بھی مقصود ہے اور بقائے عشق بھی مقصود ہے اور ارتقائے عشق بھی مقصود ہے اور یہ سب اہل اللہ کی محبت سے ملتا ہے۔

خونِ آرزو کا بدلہ

قتلِ آرزو کا خون بہا بھی مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ خود اس کے خون کا بدلہ ہو جاتے ہیں لیکن خون تمنا کے لیے ہمتِ مردانہ کی ضرورت ہے۔

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہیے
پروانہ بولا عشق میں جل جانا چاہیے
فرہاد بولا کوہ سے ٹکرانا چاہیے
مجنوں نے کہا ہمتِ مردانہ چاہیے

حرم کے اولیاء

ارشاد فرمایا کہ حرم محترم میں اولیائے کرام موجود ہوتے ہیں انہیں آپ جانیں یا نہ جانیں ان کی برکت ضرور حاصل ہو گی، جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَوْمَرَّ وَلِیٌّ مِّنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِبَلْدَةٍ لَنَالَ بَرْكَةَ مُرُوْرِهٖ اَهْلُ تِلْكَ الْبَلْدَةِ[۱۴۲]

اگر اللہ تعالیٰ کا ولی کسی شہر سے گزر جائے تو ان شہر والوں کو اس کے گزرنے کی برکت حاصل ہوتی ہے۔

---

۱۴۲ مرقاۃ المفاتیح: ۱۹۱/۵، (۲۲۸۸)، باب اسماء اللہ تعالیٰ من اسمہ عزوجل ''الولی''، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

ایمانی وسوسے

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے لکھا کہ مجھے کفر کے وسوسے آتے ہیں، تو اس پر آپ نے لکھا کہ تمہیں اس پر غم ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ اتنا غم ہوتا ہے کہ دل چاہتا ہے کہ مجھے شیر کھا جائے۔ تو آپ نے لکھا کہ تم پکے مومن ہو، کسی کافر کو اپنے کفر پر غم نہیں ہوتا۔

کلمے پر خاتمہ

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کلمے کے خلاف کوئی کلمہ نہ نکلا تو خاتمہ کلمہ پر سمجھا جائے گا، مثلاً ایک مسلمان کا اچانک انتقال ہو جاتا ہے اور وہ کلمہ بھی نہ پڑھ سکا تو اس کا خاتمہ ایمان ہی پر ہوا، کیوں کہ اس کے دل میں کلمہ تھا اور اس کے منہ سے کلمہ کے خلاف کوئی کلمہ نہیں نکلا۔ جب بندہ ایک بار کلمہ پڑھ لیتا ہے تو وہ مسلمان رہتا ہے، تاوقتیکہ کلمہ کے خلاف کوئی کلمہ نہ کہے۔ جب مرنے کے آثار معلوم ہوں تو یہ کلمہ پڑھ لو اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ تو مرتے وقت کفر کا وسوسہ بھی نہیں آئے گا اور اس طرح وسوسوں اور تقاضائے گناہ میں بھی یہ پڑھو، یہ عجیب ڈی ڈی ٹی پاؤڈر ہے۔ یہ جامع صغیر کی روایت ہے۔

صاحبِ نسبت

ارشاد فرمایا کہ اللہ والوں کو صاحب نسبت کیوں نہیں سمجھتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں خود یائے نسبتی لگائی ہے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ یہ (ی) نسبتی ہے جو بڑے شرف کی علامت ہے جس طرح بیوی کی نسبت سے برادرِ نسبتی ہوتا ہے تو مولیٰ کی نسبت سے اللہ والے صاحبِ نسبت ہو جاتے ہیں۔

امراضِ قلب کے لیے چٹنی

میزبان ڈاکٹر صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ نے جو بلڈ پریشر کے

لیے چٹنی تجویز کی تھی اس سے مجھے بے حد نفع ہوا۔ اس پر احقر نے حضرت والا سے اس نسخہ کا استفسار کیا، تو آپ نے نسخہ عطا فرمایا۔ ۲ جوّے لہسن کے ۱۱ پتے پودینہ کے ۳ سیاہ مرچ ا چمچ زیرہ سفید ذرا سا نمک ڈال کر بغیر پانی پیس لیں، ایک شامی کباب بکرے کا رات کی ایک باسی روٹی کے ساتھ کباب اور چٹنی کھا کر نہار منہ چائے پی لیں، انشاءاللہ! امراضِ قلب سے نجات ملے گی۔

قُوتِ باہ کا نسخہ

ارشاد فرمایا کہ روہو مچھلی کا مغز لے کر ایک پاؤ چاولوں میں پکا کر کھائیں، قوتِ باہ کے لیے بہت ہی مجرب نسخہ ہے۔ روہو مچھلی کا سر شوربے میں بھی پکایا جاتا ہے پھر ابلے ہوئے چاولوں میں مغز اور شوربہ ڈال کر کھائے۔

دل کی سختی کا وظیفہ

ارشاد فرمایا کہ اگر دل میں سختی معلوم ہو یا قبض کی کیفیت ہو، تو اوّل آخر درود شریف ۳۳ مرتبہ اور پھر تین سو ساٹھ مرتبہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تین دن تک پڑھے۔

پریشانی کا اہم وظیفہ

اگر بہت زیادہ پریشانی ہو یا جھوٹا مقدمہ ہو تو قصیدہ بردہ کا یہ شعر ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے۔

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مختصر مجلس در قیام گاہ

۶ شعبان ۱۴۲۰؁ھ بمطابق ۱۴ نومبر ۱۹۹۹؁ء بروز اتوار بعد نماز ظہر

حُسن کی تاثیر

ارشاد فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ حسن کی تاثیر بیان کرنے کے لیے ہے، لہٰذا حسن کے معاملے میں جری نہ ہونا، بے خوف نہ ہونا اور اپنے تقویٰ پر ناز نہ کرنا یہ نکتہ شاید کہیں پاؤ گے۔

اس پر احقر نے عرض کیا کہ اس کے علاوہ اس واقعے کی کوئی توجیہہ نہیں ہوسکتی۔ اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ مولانا توماشاء اللہ عالم ہیں ان کا اعتراف مستند ہے۔

کعبہ شریف کا آخری دیدار اور زیارت

۷ شعبان ۱۴۲۰؁ھ بمطابق ۱۵ نومبر ۱۹۹۹؁ء بروز پیر بعد نمازِ فجر

فجر کے بعد حضرت والا نے مع احباب طواف کیا، اشراق کا وقت ہوچکا تھا، طواف کی دو رکعت پڑھ کر حضرت والا نے باب الندوہ کی طرف برآمدے میں کھڑے ہو کر آخری الوداعی دعا فرمائی۔ کعبہ شریف سے جدائی کا غم و حسرت آپ کے چہرہ پر عیاں تھا، ہاتھ اٹھے ہوئے تھے اور حضرت والا کے آنسو جاری تھے جس سے داڑھی مبارک تر ہوگئی تھی۔

احقر آپ کے بائیں طرف کھڑا تھا، ابتدا میں چند احباب آپ کے ساتھ دعا میں شریک تھے لیکن قریب سے گزرنے والا جو شخص آپ کا پُر نور چہرہ دیکھتا وہ دعا میں شامل ہو جاتا دیکھتے دیکھتے بہت مجمع جمع ہو گیا۔ قریب گزرتے ہوئے حرم کے دو سپاہی حضرت والا کو دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھے هٰذا شيخ كبير پورا مجمع سسکیوں سے رو

رہا تھا، سب کی نگاہیں کعبہ شریف پر لگی ہوئی تھیں، حضرت کی دعا تیس منٹ سے پینتالیس منٹ تک جاری رہی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اس جہاں میں ہیں ہی نہیں ان کے دل کا تار کہیں اور لگا ہوا ہے۔ عجیب نور اتر تا ہوا ہر ایک محسوس کر رہا تھا۔

دعا ختم فرما کر جب باب الندوہ کی طرف چلے تو بہت سے لوگوں نے آپ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔ قیام گاہ پر آکر جدہ روانگی کی تیاری ہوئی۔ حضرت والا حافظ عبدالسمیع سلمہ کی گاڑی میں تشریف لے گئے، باقی احباب کرائے کی ٹیکسیوں میں جدہ روانہ ہوئے۔

جدہ میں قیام

جدہ میں حضرت والا اور احباب کا قیام مدرسہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ میں تھا۔

شیخ کا عمل کافی سمجھنا

حضرت والا کی جدہ میں دوسری رات تھی اور اگلے دن واپس پاکستان جانا تھا تو ایک ساتھی نے دوسرے ساتھیوں کو یہ ترغیب دی کہ جدہ سے ایک اور عمرہ جاکر کرلیں، رات میں ہم اس سے فارغ ہو جائیں گے۔ شدہ شدہ یہ بات حضرت میر صاحب کو پہنچی تو حضرت میر صاحب نے حضرت والا کو بتایا تو حضرت والا نے اس ساتھی کو بلایا، اس وقت وہاں حضرت میر صاحب اور راقم موجود تھا اور حضرت والا بیسن پر وضو فرما رہے تھے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا شیخ کے ساتھ جو اعمال کیے ہیں وہ کافی نہیں کہ اپنی الگ عبادت کرنے کا شوق دامن گیر ہوا ہے پھر یہ شعر پڑھا۔

کوئے لیلیٰ سے خاک لاؤ
اپنا مجنوں الگ بناؤ

مجلس در مدرسہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (جدہ)

۷ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۵ نومبر ۱۹۹۹ء بروز پیر بعد نماز عشاء

خطبۂ مسنونہ

خطبۂ مسنونہ کے بعد یہ آیتِ مبارکہ آپ نے تلاوت فرمائی:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ [۱۴۳]

اور یہ حدیث شریف ارشاد فرمائی:

اَشۡرَافُ اُمَّتِیۡ حَمَلَۃُ الۡقُرۡاٰنِ وَاَصۡحَابُ اللَّیۡلِ [۱۴۴]

شاہی کلام کی علامت

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا میں اللہ تعالیٰ نے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے جیسے فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً [۱۴۵] یہ شاہی کلام کی علامت ہے، کیوں کہ شاہوں کے کلام میں جمع کا صیغہ ہوتا ہے کَمَا قَالَ الۡاٰلُوۡسِیۡ: اَیۡ تَفۡخِیۡمًا لِّشَاۡنِہٖ۔

کلام اللہ کی بلاغت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کا حکم دیتے ہیں، دلیل یہ ہے کہ غیر صالحہ عمل سے بچو، اس مثبت میں منفی داخل ہے، یہ کلام اللہ کی بلاغت ہے۔ حیا اور شرافتِ طبعی نافرمانی سے دور رکھتی ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ دوزخ نہ بھی پیدا فرماتے، تو شریف لوگ پھر بھی اپنے پالنے والے کو ناراض نہ کرتے۔

۱۴۳؎ الحجر: ۹

۱۴۴؎ شعب الایمان للبیہقی: ۲/۳۳۳، (۲۴۴۷)، فصل فی تنویر موضع القراٰن، المکتبۃ الرشیدیۃ

۱۴۵؎ النحل: ۹۷

حکیم الامت پر سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب پہلی مرتبہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سنی تو بے اختیار کہہ اٹھے۔

جانے کس انداز سے تقریر کی
پھر نہ پیدا شبہ باطل ہوا

آج ہی پایا مزہ قرآن میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا

چھوڑ کر درس و تدریس و مدرسہ
شیخ بھی رندوں میں اب شامل ہوا

علم کا کباب اور عالم

ارشاد فرمایا کہ علم کے کباب پر اوپر سے محبت کا تیل ڈالو اور نیچے خوف الٰہی کی آگ جلادو پھر اس پر علم کے کباب کو تلو پھر جو اس کی خوشبو اڑے گی تو کہنے والا کہہ اٹھے گا۔

بوئے کباب مارا مسلمان کرد

کہ کباب کی بو مجھے مسلمان ہونے پر مجبور کرتی ہے۔ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ کئی عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا کہ دو چیزیں ہیں ایک علم نبوت اور دوسرا ہے نورِ نبوت، علم نبوت تو مدرسوں سے حاصل کرتے ہیں لیکن نورِ نبوت کسی اللہ والے سے حاصل نہیں کرتے اس لیے علم و عمل میں فاصلے رہ جاتے ہیں۔

اربابِ مدارس

ارشاد فرمایا کہ مدرسہ چلانے والے سب سرکاری آدمی ہیں سرکار کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر مرنے کا مزہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر مرنے کا مزہ جینے سے زیادہ ہوتا ہے (احقر عرض کرتا ہے کہ مرنے سے مراد حرام تمناؤں کا خون کرنا ہے) کیوں کہ اس میں مجاہدہ زیادہ ہے، تو مشاہدہ بھی زیادہ جیسے:

كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ[۱۲۶]

اے ابوہریرہ! حرام سے بچ، تو سب سے بڑا عبادت گزار ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل

ارشاد فرمایا کہ اگر ایک حافظ قرآن کا الٹرا ساؤنڈ کرایا جائے تو قرآن مجید کہیں نظر نہیں آئے گا، لیکن پھر بھی پڑھ رہا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ اگرچہ نظر نہیں آتے لیکن موجود ہیں، اسی طرح روح کو نہیں دیکھا لیکن موجود ہے، اسی طرح خوشی غمی دل میں موجود ہے لیکن نظر نہیں آتیں، تو اللہ تعالیٰ نے اتنے سارے دلائل خود ہمارے اندر رکھ دیے اور پھر ہمارے ایمان کو ایمان بالغیب قرار دیا۔

اسی طرح آج تک کسی جھوٹے خدا نے چاند، سورج، پہاڑ، سمندر وغیرہ پیدا کرنے کا دعویٰ نہیں کیا، یہ دلیل ہے کہ سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔

---

[۱۲۶] جامع الترمذی: ۵۵۱/۴، باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس، مطبوعۃ مصر

قرآن مجید کی حفاظت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کہ ہم اس قرآن مجید کی حفاظت کریں گے اور کہاں کریں گے؟ فِیْ قُلُوْبِ اَوْلِیَاءِنَا اپنے دوستوں کے دلوں میں رکھ کر حفاظت کریں گے اس کی شرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ:

اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ [۱۴۷]

وہ حافظ اللہ والا بھی ہو اور شب بیدار بھی ہو۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو رات کو نہیں اٹھ سکتے تو عشاء کے وتر سے پہلے تہجد پڑھ لیں تو قیامت کے دن متہجدین میں شمار ہوں گے۔ علامہ شامی نے اس پر دلیل پیش کی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا کَانَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ فَھُوَ مِنَ اللَّیْلِ [۱۴۸]

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو رکعت بھی ثابت ہے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ میں نے حضرت والا سے کئی بار سنا کہ وتر سے پہلے دو رکعت میں پانچ قسم کے نوافل کی نیت کی جاسکتی ہے تہجد، توبہ، شکرانہ، استخارہ، حاجت۔

میزبان کے لیے مسنون دعا

بیان کے بعد کھانے سے قبل حضرت والا نے میزبان کو دی جانے والی مسنون دعا کی شرح بیان فرمائی۔ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میزبان کو یہ دعا دی تھی:

اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ [۱۴۹]

---

۱۴۷ شعب الایمان للبیھقی: ۲۳۳/۴، (۲۴۴۷)، فصل فی تنویر موضع القرآن، المکتبة الرشیدیة

۱۴۸ المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۷۱/۱، (۷۸۷)، مکتبة ابن تیمیة، القاھرة

۱۴۹ سنن ابن ماجة: ۲۳۹، (۱۷۴۷)، باب فی ثواب من فطّر صائما، المکتبة الرحمانیة

روزے دار افطار کرتے رہیں، نیک لوگ تمہارا کھانا کھاتے رہیں اور فرشتے تمہارے لیے دعا کرتے رہیں۔

اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ میں تین فائدے ہیں:

۱) ابرار کی صحبت ملے گی جس سے دین اور ایمان میں ترقی اور اضافہ ہو گا۔

۲) رزق میں برکت ہو گی تب ہی تو کھلائے گا۔

۳) وہ اور اس کے گھر والے صحت و عافیت سے رہیں گے تب ہی تو خدمت کر سکیں گے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ میرے قلب میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک اور عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ اس رزق سے جو خون بنے گا اور پھر نیک شخص دین کا کام کرے گا تو وہ بھی میزبان کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ لہٰذا علماء کی جو دعوت کرتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا اس داعی کے حق میں قبول ہو گی۔

بیان بعد نماز عشاء مسجد الرحمٰن (جدہ)

۸ شعبان ۱۴۲۰؁ھ بمطابق ۱۶ نومبر ۱۹۹۹؁ء بروز منگل

خطبہ مسنونہ کے بعد یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ[۱۵۰]

وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ[۱۵۱]

دو عمل

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر دو عمل کر لیں تو محروم نہ رہیں گے، بعض لوگ سَمِعۡنَا

۱۵۰؎ التوبۃ: ۱۱۹

۱۵۱؎ العنکبوت: ۶۹

رہتے ہیں لیکن اَطَعۡنَا نہیں کرتے، جبکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کامیاب ہونے کی یہی وجہ ہے کہ سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا یعنی دین کی بات سنتے بھی تھے اور عمل بھی کرتے تھے۔

اگر کوئی یہ دو کام کرے تو وہ کامیاب ہے، ایک عمل یہ کہ کسی ولی اللہ سے قلم لگاؤ۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو ولی اللہ بنانا چاہتے ہیں، تو اس کے دل میں اس زمانے کے کسی ولی اللہ کی محبت ڈال دیتے ہیں۔

اگر تم یوں ہی آتے جاتے رہو گے
محبت کا پھل اپنا پاتے رہو گے

محبت کا پھل جب وہ پانے لگے
مجھے چھوڑ کر پھر کیوں وہ جانے لگے

اور دوسرا عمل یہ ہے کہ محبتِ شیخ کے ساتھ ساتھ مجاہدہ بھی کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے (قرب و ثواب یعنی جنت کے) راستے ضرور دکھادیں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ (کی رضا اور رحمت) ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہے۔

مجاہدہ چار قسم پر ہے

اَلَّذِيۡنَ يَخۡتَارُوۡنَ الۡمَشَقَّةَ فِي ابۡتِغَاءِ مَرۡضَاتِنَا [۱۵۲]

جو مشقت برداشت کرتے ہیں ہماری رضا حاصل کرنے کے لیے

اَلَّذِيۡنَ يَخۡتَارُوۡنَ الۡمَشَقَّةَ فِيۡ نُصۡرَةِ دِيۡنِنَا

جو مشقت برداشت کرتے ہیں ہمارے دین کی مدد کرنے کے لیے

---

[۱۵۲] التفسیر المظھری: ۸/۹۵، العنکبوت (۶۹)، المکتبۃ الرشیدیۃ

اَلَّذِیْنَ یَخْتَارُوْنَ الْمَشَقَّةَ فِیْ اِمْتِثَالِ اَوَامِرِنَا

جو مشقت برداشت کرتے ہیں ہمارے احکام کو پورا کرنے کے لیے

اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِی الْاِنْتِهَاءِ عَنْ مَّنَاهِیْنَا

جو مشقت برداشت کرتے ہیں ہماری حرام کردہ چیزوں سے بچنے کے لیے

تو پھر انعام کیا دیتے ہیں: لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔

سُبُلَ السَّیْرِ اِلَیْنَا وَ سُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلَیْنَا أَیْ اِلٰی جَنَابِنَا[۱۵۳]

یعنی اللہ اپنے تک چل کے آنے اور اپنے تک پہنچنے کا راستہ دکھا دیتے ہیں جب ان باتوں پر بندہ عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا مخلص اور محسن بندہ بن جاتا ہے۔

وَاِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ

جذبِ الٰہی

جب تک جذب نصیب نہیں ہوگا کوئی شخص صفت سلوک سے نہیں پہنچ سکتا، بس فرق یہ ہے کہ بعض بندے سلوک طے کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ انہیں جذب کرلیتے ہیں یہ سالک مجذوب ہے اور بعض بندے پہلے جذب ہوتے ہیں پھر سلوک طے کرتے ہیں یہ مجذوب سالک ہے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے اس کا جذب بھی مانگو صرف سالک مردود ہو سکتا ہے۔ شیطان سالک محض تھا مردود ہو گیا اس کے پاس تین عین تھے کہ عالم تھا، عابد تھا، عارف تھا، لیکن چوتھا عین نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کا عاشق نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ جس کو جذب کرتے ہیں وہ کبھی مردود نہیں ہوتا۔

سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر

ارشاد فرمایا کہ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

۱۵۳؎ روح المعانی:۲۱/۱۴، العنکبوت(۶۹)، دار احیاء التراث، بیروت

چناں قحط سالی شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

کہ دمشق میں ایک دفعہ قحط پڑا تو یاروں کو عشق بھول گیا، تو معلوم ہوا کہ سب گندم کا فساد ہے، اگر گندم نہ ملے تو دُم نہیں اٹھتی، یہ عشق نہیں فسق ہے، عشق سے زیادہ اہم روٹی تھی جب روٹی نہ ملی تو عشق بھول گیا۔

اَلنِّعْمَۃُ اِذَا فُقِدَتْ عُرِفَتْ

شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

ارشاد فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ محدث عظیم اور تابعی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے گئے جبکہ وہ مرض الموت میں تھے، تو وہ شیخ حماد کو دیکھ کر رونے لگے کہ میرا کیا بنے گا؟ تو شیخ حماد نے فرمایا کہ نہ گھبرائیں بڑے کریم مالک کے پاس جارہے ہیں اگر اللہ تعالیٰ مجھے قیامت کے دن اختیار دیں کہ مجھے حساب دیں گے یا والدین کو تو میں اللہ تعالیٰ کو حساب دینا اختیار کروں گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت غیر محدود ہے جبکہ والدین کی رحمت محدود ہے۔

حرمین میں باہمی محبت

ارشاد فرمایا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جو حرمین میں محبت سے رہتے ہیں وہ ہمیشہ محبت سے رہیں گے اور جو حرمین میں لڑیں گے ان کی دوستی مشکل ہے۔

گناہ کا وبال اور قبولِ توبہ کی علامت

ارشاد فرمایا کہ گناہ کرنے سے دو چیزیں پیدا ہوتی ہیں: ۱) ظلمت اور اندھیرا۔ ۲) گرمی کیوں کہ گناہ کا مرکز جہنم ہے، جو ہیڈ آفس کا مزاج ہوتا ہے وہی برانچ کا ہوتا ہے، تو توبہ کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ جب دل کی گرمی ٹھنڈک سے اور اندھیرے اجالوں سے بدل جائیں تو توبہ قبول ہوگئی۔

اسبالِ ازار کی حرمت کی وجہ

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اسبال ازار کی حرمت کی چار وجہیں بیان کیں۔

مِنْ جِهَةِ التَّلَوُّثِ بِالنَّجَاسَةِ

لٹکا ہوا پائجامہ نجاست سے ملوث ہوتا ہے۔

مِنْ جِهَةِ التَّشَبُّهِ بِالنِّسَاءِ

عورتوں کی وضع سے مشابہت ہوتی ہے۔

مِنْ جِهَةِ التَّشَبُّهِ بِوَضْعِ الْمُتَكَبِّرِيْنَ

متکبرین کی وضع سے مشابہت ہے۔

مِنْ جِهَةِ الْاِسْرَافِ[۱۵۴]

فضول خرچی کی وجہ سے۔

گناہوں کے نیکیوں سے بدلنے کی صورت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا[۱۵۵]

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے (گزشتہ) گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

اس کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے، تو اس کی ایک صورت یہ ہوگی کہ نامۂ اعمال سے گناہ مٹا کر نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ تقاضائے معصیت کو اللہ تعالیٰ تقاضائے حسنات سے بدل دیں گے۔

---

۱۵۴ فتح الباری: ۱۰/۲۶۳، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، دار المعرفۃ، بیروت

۱۵۵ الفرقان: ۷۰

تیسری صورت یہ ہے کہ قیامت کے دن گناہوں کے بدلے میں نیکیاں دی جائیں گی، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بندے سے پوچھیں گے کہ تونے یہ گناہ کیا یہ گناہ کیا اور چھوٹے گناہوں کا ذکر فرمائیں گے تو بندہ بہت ڈرے گا تو اللہ تعالیٰ ان چھوٹے گناہوں کے بدلے میں چھوٹی نیکیاں دے دیں گے یہ عطائے شاہی ہوگی، اس پر وہ بندہ کہے گا کہ میرے بڑے بڑے گناہ بھی ہیں وہ تو آپ نے ذکر نہیں کیے؟ تو پھر اس کے بڑے گناہوں پر بڑی نیکیاں دے دی جائیں گی۔

ہر نبی اور ولی کے دشمن

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا [۱۵۶]

ترجمہ: اور ہم اسی طرح (یعنی جس طرح یہ لوگ آپ سے عداوت کرتے ہیں) مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہے ہیں۔

اس طرح ہر نائبِ نبی کے بھی دشمن ہوتے ہیں، **جعلنا** تکوینی ہے تشریعی نہیں، اس لیے ان مجرمین کی پٹائی ہوگی۔

گناہ کا علاج

ایک آئینہ لو اور اسے دن میں تین مرتبہ دیکھو کہ شکل بایزید جیسی اور کام کتنے بُرے! اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي [۱۵۷]

۱۵۶؎ الفرقان:۳۱

۱۵۷؎ شعب الایمان للبیھقی:۶/۳۶۴(۸۵۴۳)، باب فی حسن الخلق، المکتبۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

کراچی واپسی

۹ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۷ نومبر ۱۹۹۹ء بروز بدھ

آج حضرت والا مع احباب کراچی تشریف لے جانے کے لیے ایئرپورٹ روانہ ہوئے، بھائی جمال صاحب کے تعاون سے سامان کی چیکنگ تو پہلے ہی کروادی گئی تھی، فلائٹ سے گھنٹہ پہلے آپ ایئرپورٹ تشریف لائے بہت سے احباب آپ کو رخصت کرنے کے لیے اورالوداع کہنے کے لیے آئے ہوئے تھے ان میں راقم الحروف بھی شامل تھا کیوں کہ میں نے اگلے دن کی فلائٹ سے لندن روانہ ہونا تھا جب تک حضرت والا ایئرپورٹ پر نظروں سے اوجھل نہیں ہوگئے سب عشاق آپ کے دیدار سے محظوظ ہوتے رہے، فلائٹ بروقت روانہ ہوئی اورآپ خیر وعافیت کے ساتھ کراچی پہنچ گئے جہاں حضرت مولانا مظہر صاحب دامت برکاتہم اوردیگر احباب نے آپ کا استقبال کیااور آپ بخیر وخوبی خانقاہ گلشن اقبال میں جلوہ افروز ہوئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

ہدایات برائے زائرانِ حرمین شریفین

از عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

۱) نظر کی خاص حفاظت کریں یعنی نامحرم عورت یالڑکی یالڑکے کو نہ دیکھیں۔ حرمین شریفین میں ساری دنیا کے لوگ آتے ہیں، اس لیے ہر وقت اس کاخیال رکھیں کہ گوشۂ چشم سے بھی نفس بد نظری نہ کرنے پائے، گھر سے نکلتے وقت یہ ارادہ کرکے نکلیں کہ یہاں کسی کو نہیں دیکھنا ہے، دل میں بار بار اس ارادہ کی تجدید کرتے رہیں ورنہ نفس بد نظری کرادے گا، دونوں حرم بین الاقوامی جگہ ہیں دنیا بھر کی عورتیں آتی ہیں، اس لیے شیطان کہتاہے کہ ذرادیکھ لو کہ اردن کی کیسی ہے، مراکش کی کیسی

ہے، الجزائر کی کیسی ہے شیطان سے کہہ دو کہ تیری ایسی تیسی ہر گز نہیں دیکھوں گا مر دود دُور ہو جا اور اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ پڑھ لو، یہ گناہ کے وسوسوں کا علاج ہے۔

۲) قلب کی حفاظت کریں یعنی دل میں گندے خیالات نہ پکائیں نہ کسی حسین کا تصور کر کے مزہ لیں نہ گزشتہ گناہوں کو یاد کر کے مزہ لیں خیالات کا آنا برا نہیں لانا برا ہے، خیالات آجائیں تو ان میں مشغول ہو جانا برا ہے۔

۳) جسم کو بھی کسی غیر محرم عورت یا بے ریش لڑکے (یعنی جن کی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو یا جن میں کشش ہو) کے قریب نہ رکھیں۔

۴) فضول گوئی نہ کریں یعنی زیادہ بات چیت سے پرہیز کریں، کام سے کام رکھیں۔ طواف و تلاوت، درود شریف کے پڑھنے میں وقت گزاریں اور تھک جائیں یا کمزوری محسوس کریں تو کعبہ شریف کو دیکھتے رہیں۔

۵) کسی مسئلے میں کسی سے بحث و مباحثہ نہ کریں، نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کریں۔ اگر کسی سے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو معاف کر دیں کہ اگر زائرین ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور مقامی ہیں تو درباری لوگ ہیں لہٰذا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں اور درباریوں دونوں کا ادب ضروری ہے اور دوکانوں پر دوکاندار کا بھی احترام کرو کہ دونوں حرم کے دوکاندار بھی اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہیں اور مدینہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں۔

۶) طواف کے وقت کعبہ شریف کی طرف مت دیکھیں بادشاہ جس وقت مخاطب ہوتا ہے تو ایسے وقت میں بادشاہ سے نظر ملانا خلافِ ادب ہے۔

۷) اگر کوئی نامحرم عورت نظر آجائے اور دل اس کی طرف کھینچنے لگے تو فوراً نظر ہٹالو اور سمجھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مہمان ہے اس لیے میری ماں سے زیادہ محترم ہے اور اگر مدینہ منورہ میں نظر پڑ جائے تو سوچو یہ اللہ تعالیٰ کی بھی مہمان ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی مہمان ہے۔ اسی طرح کوئی لڑکا نظر آجائے اور دل کھینچنے لگے تو سمجھو کہ یہ میرے باپ سے زیادہ محترم ہے کیوں کہ مکۃ المکرمہ

میں اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے اور مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا بھی مہمان ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی مہمان ہے، غرض لڑکی یا لڑکے پر نظر پڑتے ہی فوراً ہٹا لیں ایک لمحے کو پڑی نہ رہنے دیں۔

۸) حرمین شریفین کے لوگوں سے کوئی تکلیف پہنچے تو کوئی شکایت نہ کرو یہ سوچو کہ یہ شہزادے ہیں ایک طواف کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں گے ہم ان کے پیروں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہیں۔

۹) کھانے میں کوئی چیز پسند نہ آئے تو شکایت نہ کرے ایک صاحب نے شکایت کی کہ مدینہ منورہ کا دہی کھٹا ہے، ہمارے ہندوستان میں دہی میٹھا ہوتا ہے، تو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مدینہ سے نکل جاؤ۔ وہاں کی ہر چیز کو محبت، عزت اور عظمت کی نظر سے دیکھو کسی چیز میں عیب نہ نکالو ایک صاحب مدینہ منورہ کی برقعہ پوش کالی عورتوں سے روزانہ انڈے خریدتے تھے ایک دن کچھ انڈے گندے نکل آئے تو انہوں نے انڈے خریدنے بند کر دیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی فرمایا کہ کالی عورتیں برقعے میں جو آتی ہیں بہت دور سے آتی ہیں، غریب ہیں، ان سے انڈے خرید لیا کرو ان کو مایوس نہ کرو۔ پھر وہ اتنے روئے اور پھر وہ روزانہ بے ضرورت ان عورتوں سے انڈے خرید کر تقسیم کر دیتے تھے۔

۱۰) مدینے کی موت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو استطاعت ہو کہ مدینہ میں مرے وہ مدینہ میں آکر مر جائے اس لیے کہ جو مدینہ میں مرے گا اس کی شفاعت کروں گا۔[۱۵۸]

۱۱) اپنے آپ کو خادم سمجھیں مخدوم نہ سمجھیں اپنی ذات کو لوگوں کے لیے راحت کا باعث بنائیں اور ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھیں۔

---

۱۵۸ جامع الترمذی: ۲/۲۲۹، باب المدینۃ، ایچ ایم سعید

۱۲)کعبۃ اللہ پر پہلی نظر پڑے تو اللہ تعالیٰ سے اللہ کو مانگ لو اور کہو کہ اللہ تعالیٰ منہ تو اس قابل نہیں ہے لیکن آپ کریم ہیں نالائقوں پر بھی مہربانی کرتے ہیں۔

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

۱۳) اگر کوئی خواب دیکھیں تو اس کا تذکرہ صرف اپنے شیخ سے کریں اگر شیخ نہ ہو تو اپنے ہمدرد اور دین کی سمجھ رکھنے والے سے کریں ہر ایک سے نہ کہتے پھریں۔

۱۴) حج اور عمرہ کرنے والے اس بات کی کوشش کریں کہ ان کی ایک سانس بھی اللہ رب العزت کی نافرمانی میں نہ گزرے۔

۱۵) اور کنکریاں مارنے کی نصیحت یہ ہے کہ کنکری میں جب مجمع کم ہو جائے ۲۰، ۲۵، ۵۰، ۶۰ آدمی رہ جائیں تب جاؤ، چاہے ۱۲ بجے رات میں جانا پڑے کتابوں میں جو لکھا ہے کہ مغرب کے بعد مکروہ ہے اب یہ اس زمانے میں مکروہ نہیں رہا بلکہ اب مکروہ وقت میں زیادہ ثواب ملے گا کیوں کہ جان بچانا فرض ہے اس لیے مغرب کے بعد یا عشاء کے بعد یا ۱۲ بجے رات کو جاؤ جب تک صبح صادق نہ ہو اس کا وقت بلا کراہت جائز ہے۔

۱۶) پانی کا انتظام گرمیوں میں اپنے ساتھ رکھو کوئی تھرماس ہو جس میں ٹھنڈا پانی ساتھ رکھو کہ دھوپ کی شعاؤں سے اچانک پیاس شدید لگ جاتی ہے اور پانی نہ ملنے سے لو لگ جاتی ہے کوئی اور بیماری آسکتی ہے تو ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

۱۷) خواتین کے لیے بہتر یہی ہے کہ حرمین شریفین میں وہ نماز اپنے گھروں میں پڑھیں اور طواف وہاں کرلیں، ایسے ہی روضہ مبارک پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لیے جائیں عورتوں کے لیے گھروں میں نماز پڑھنے کی زیادہ فضیلت ہے یعنی ایک لاکھ کا ثواب ان کو گھر پر مل جائے گا۔

۱۸)اللہ تعالیٰ سے خوب دعا مانگو عرفات کے میدان میں دعا بہت قبول ہوتی ہے اسی

طرح روضہ مبارک پر دعا قبول ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے، اپنے ماں باپ، اپنے خاندان کے لیے، میرے لیے دعا مانگیے۔ میں بھی دعا کے لیے گزارش کرتا ہوں اور صلوٰۃ و سلام کا وکیل بناتا ہوں۔

۱۹) حالت احرام میں عورتوں کے لیے چہروں پر برقعہ نہ لگے اور وہ جو سر پر سفید کپڑا پہنتی ہیں وہ احرام نہیں ہے وہ محض بالوں کی حفاظت ہے بعض عورتیں نادانی سے اتنا ضروری سمجھتی ہیں کہ مسح بھی اسی کپڑا کے اوپر کرتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ اس کپڑے کو ہٹانے سے احرام ٹوٹ جائے گا نعوذ باللہ ۔ یہ بالکل جہالت، بالکل غلط بات ہے جب کوئی غیر محرم نہ ہو تو اس کو بھی اتار دو وہ کپڑا بھی کوئی ضروری نہیں ہے جب وضو کرنا ہو تو اس کو ہٹا کر بالوں پر مسح وغیرہ کرنا چاہیے ورنہ وضو ہی نہ ہوگا البتہ چہرہ پر برقعے کا نقاب نہ لگے اس کے لیے کوئی چیز جیسے چھوٹے لڑکوں کا ہیٹ وغیرہ تو وہ ادھر سامنے کرلیں جب عمرہ ہوگیا احرام کھل گیا، بس پھر احرام کی پابندیاں ختم۔

۲۰) عمرہ کے بعد مردوں کو سر منڈانا یا اگر بڑے بال ہوں تو ایک پورے کے برابر کٹوانا ضروری ہے۔ عربوں کی نقل نہ کرو جو قینچی سے تھوڑے سے بال کاٹتے ہیں سر منڈانے کا ثواب زیادہ ہے اس سے تکبر بھی نکل جاتا ہے اور بال بال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

خاص ہدایات برائے زائران مدینہ منورہ

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خوب درود شریف پڑھو بلکہ جب روضۂ مبارک نظر آئے تو عاشقانہ نظروں سے دیکھو اور اس وقت میں تو یہ شعر پڑھتا ہوں۔

ڈھونڈتی تھی گنبدِ خضریٰ کو تو
دیکھ وہ ہے اے نگاہِ بے قرار

ہوشیار اے جان مضطر ہوشیار
آگیا شاہ مدینہ کا دیار

یعنی جو مقام عرش اعظم سے افضل ہے آپ وہاں کھڑے ہوئے ہیں، علماء فرماتے ہیں کہ جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک رکھا ہوا ہے اتنا ٹکڑا عرش اعظم سے افضل ہے وہ کوئی معمولی جگہ نہیں ہے اس لیے بتلارہاہوں تاکہ وہاں کے ادب میں کوتاہی نہ کرو اور جس کو اللہ تعالیٰ وہاں پہنچادے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ جب روضۂ اقدس پر حاضر ہو تو نہایت ادب سے درمیانی آواز میں درود وسلام پڑھے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللہِ

جو درود وسلام یاد ہیں خوب پڑھو کیوں کہ آپ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں صلوٰۃ وسلام پڑھ کر یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ

جن لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا یعنی گناہ کیا جَآءُوْكَ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کاش وہ آپ کے پاس آتے! یہاں کہو کہ اللہ تعالیٰ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا، لیکن میں آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا آپ کی توفیق اور کرم سے فَاسْتَغْفَرُوا اللہَ اور وہ اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے، تو اللہ تعالیٰ میں اس آیت پر عمل کررہاہوں اور آپ سے معافی چاہ رہاہوں وَ اسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ اور ان کے لیے ہمارا رسول بھی معافی چاہتا ہو لَوَجَدُوا اللہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا[۱۵۹] تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔ یہاں کہو اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دو کام میرے اختیار میں تھے آپ کے پاس آنا اور مغفرت مانگنا، تو میں اللہ تعالیٰ کی توفیق وکرم سے

---

[۱۵۹] النساء: ۶۴

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگ رہا ہوں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اب آگے آپ کا کام ہے کہ میرے لیے آپ مغفرت مانگیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ پس میرے لیے مغفرت مانگنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کریم ہیں۔

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ما ایم میان دو کریم

یااللہ تعالیٰ آپ کریم ہیں، آپ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کریم ہے سینکڑوں بار شکر ہے کہ ہم دو کریموں کے درمیان ہیں اور درود شریف ایسی عبادت ہے کہ بیک وقت دونوں کا نام منہ سے نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ کا نام بھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی اَللّٰھُمَّ کہا اللہ میاں کے نام کا لڈو ملا اور صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا لڈو ملا، تو درود شریف پڑھنے والا بندہ دو کریموں کے درمیان ہو جاتا ہے اور دو کریم کے درمیان میں جس کی کشتی ہو گی وہ ان شاء اللہ تعالیٰ کیسے ڈوبے گی؟ پھر وہاں یہ دعا کرو، کیوں کہ روضۂ مبارک میں جو درود وسلام پڑھتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں کہو کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم آپ سارے عالم کے لیے رحمت ہیں اور میں آپ کا ادنیٰ امتی ہوں ادنیٰ امتی ہونے کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتا ہوں کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کریم ہیں، اپنا دست کرم میری طرف بڑھائیے اور میرے لیے مغفرت مانگ کر وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ کا جز پورا کر دیجیے یعنی اللہ تعالیٰ سے میرے لیے مغفرت کی درخواست کر دیجیے اس کے بعد خوب دیر تک اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو لیکن ہاتھ اٹھا کر نہیں، ہاتھ گرائے ہوں، کسی قبر پر حتیٰ کہ روضۂ مبارک پر بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز نہیں، کیوں کہ لوگوں کو غلط فہمی ہو گی کہ نعوذ باللہ! صاحب قبر سے مانگ رہے ہیں۔ اگر ہاتھ اٹھانا ہوں تو کعبہ شریف کی طرف منہ کر لو۔

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو:

”اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔“

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بد پرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا انتظام ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

اُمورِ عشرہ برائے اصلاحِ معاشرہ

از محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاء اللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا۔ اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بد نگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاقِ ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص وطمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قرأت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقے کو سیکھنا۔ نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ مسنون طریقے پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلامِ پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعدِ اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں۔ نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ مؤکدہ، سُنتِ غیر مؤکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❖❖❖❖

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

حرمین شریفین کی زیارت ہر مسلمان اپنی زندگی کا حاصل سمجھتا ہے۔ بیت اللہ کا طواف اور روضۂ مبارک پر حاضری کی خواہش ہر مسلمان کے دل میں ہمہ وقت مچلتی رہتی ہے۔ اس ارضِ مقدس تک رسائی میں اگر کوئی اللہ والا شیخ و مرشد رہبر بھی ہو تو شرابِ عشق و محبتِ الٰہیہ دو آتشہ ہو جاتی ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۹۹ء میں حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل کی۔ حالتِ صحت میں یہ حضرت والا کی آخری حاضری تھی، ۲۰۰۰ء میں حضرت والا کو فالج کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ ''سفرنامہ حرمین شریفین'' حضرت والا کے اسی روحانی اور پُرنور سفر کے احوال پر مبنی کتاب ہے۔ اس سفرنامے میں حرمین شریفین کی حاضری کے دوران عشقِ الٰہی کے کیف و سرور میں ڈوبے حضرت والا کے ارشاد فرمودہ مواعظ و ملفوظات اور پند و نصائح پر مشتمل داستانِ دردِ دل، فیضانِ دردِ دل نشر کر رہی ہے۔

AS005

ناشر